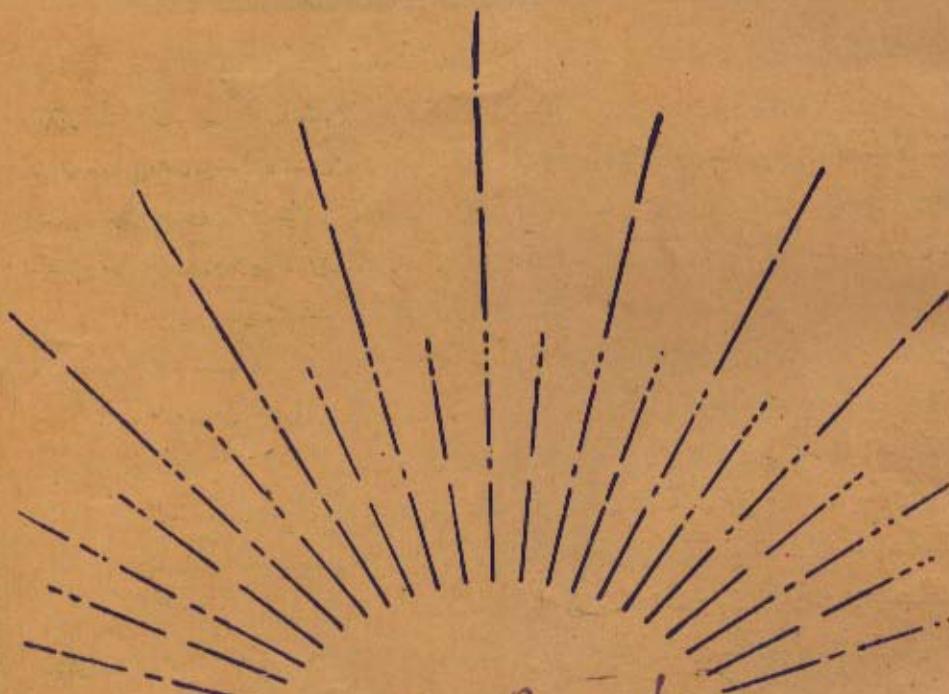


مہنامہ جلی دیوبند



Islamic News Paper Agency
CLOTH BAZAR, RAICHUR.
(C. RLY.)

ایڈٹر۔ عامر عثمانی (ناضل و مجدد)

8 As.

آنکھ سوال پہلے

کی ایک ظلمہ ہے جو بحث کو
فرستے ہوئے تو اسکی حالت
و اتفاقات اور نتائج کا دیکھاتے ہیں
مشتعل ہے، قبول دیتے ہیں۔

اطاف عالم پرہیز

ترجمہ اردو

کتابِ الادکنیاء

وہ میمِ حدیث و اعضا
میں کے تدوین میں ہزار ہزار
اسلامی نے اسلام توں کیا اور
ایک الگستہ زیادہ توں میں
جہہ کی بخشی عالمیں بخوبی۔

مُواذن شہرہ آفاقِ محیث و فقیرہ اویب خطیب علامہ ابن الجوزی بغدادی

اس کتاب کے متنفی چینی صدی یونانی کے طفیل اللہ محدث فیضہ عالم امام ابن الجوزی بغدادی و رحمۃ اللہ علیہ میں اس کا متن فارسی میں ملکی طبقہ نویسی دافت ہے۔ آنکھ تعارف میں عوام کو انسانی بستائی کیوں بوجگار آپکے باہم یہ میں ہزار ہزار اسلامی نے اسلام توں کیا اور ایک الگستہ زیادہ توں میں اس کے تدوین میں کیا جا سکتا ہے کہ جن ملوک سے آپ احادیث الحجۃ کے ان کے تراجم حفظ کر کر تھے۔ آپ نے اپنے دھرمیت فرمائی کہ اس سے میں بست کا پائیں اس بھی تراجموں سے گرم کیا جائے چنانچہ ایسا کی یہی اور تراجموں کا ایک خیر و بہترین باتی بنا گیا۔ اسے عالی مقام صرف کی تصرف ہے جسیں قدر اعلیٰ و فرع ہو سکتی ہیں ظاہر ہے مختلف علمیں اسکی تصنیف مچا لیں اس اضافی بدلات کیں تھے اور ہزار

سچھلاک اس کتاب میں جمع ہے۔

سات تسویہ یہی تصریح و اطاف نہ کوہیں جس میں ہر ایک نکادت یا عاصروں میں یا بخت ہی یا دشمنوں میں یا کسی کی کارما نہ عقل و ذرمت کا ایندازہ ہے۔ یہ کتاب سیدنے اس ابوبشریخ سے ہے جن نہیں ذرمت و فرستات کے مصال و مناقب اور علم و ذکر کی علمات کے طالعہ انجیل اصلاح اسلام و مشائخ افتخار و ادب اور زبان و روسار و غرباً، عوام و خواس عرض سب ہی متعلق ہے تھے جس میں پادشاہوں اور پروردگاروں میں کچھ بایوں تک کی نکادت کی محاذات دلپذیر اندازیں بیان کئے گئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں تھی اور عبارت نہایت درتنی تھیں۔ فاضل متقدم حضرت مولانا اشتیناچ احمد حب اسٹ اور دارالعلوم رویہ بند نے ہر بڑی محنت و مجانشانی سے اس اوقیان کا نہ صرف اور دلیاں سرینا یا بلکہ سیکھی میں اضافے بھی کئے۔ یات کو بجھتے کے نئے عربی مخادر دن کی توشیح اور ستاروں کی بندوں کی وساحت کے مطابق جہاں اخفاک کے باعث طلب کی جانشکنی اور ہاں عمارت ریحانی اور گن جن حکایتوں میں کوئی خاص نکتہ ذرا تھا جو اس تھوڑی تھیں میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ خوش اتفاقات کے کسی بیرون کا انشہ نہیں چھوڑا گیا جو درست ولانا فارع محمد طیب صاحب احمد دیار الحلم روینے لے اس بحاظیں اخفاکی درخواستی کیا ہے۔ ہم ناظران سے اس کتاب کے مطالعہ کی پڑندہ بڑی ارتکے ہیں۔

ضخامت۔ چار سو اسی صفحات۔ یقینت۔ وحدت۔ مجدد سعی خوشنام اگر پوچھ صرف پانچ مرد پر رصد،

ہر قسم کی عربی قاری اردو کتب بین قاعدے پائے } مکمل تبہہ مکمل دیوبند ضلع سہارن پور۔ یو پی

قرآن مجید حاکمیں صری و مترجم اور اس ملنے کا پست }

عمرہ کتب لیں

تذکرۃ الرشید حضرت مولانا شیدا حمد گنگوہی کا مشہور

ہی نہیں بلکہ علمی و فقہی مطالب سترstellen خطوط بھی ہیں خطوط کیا ہیں علم و فقہ کے موضوع کا تجھیز ہے۔ ہر دو حصہ مکمل جلدی تحریت دش روپے (غیر مجلد سارے آٹھ روپے)۔

نقش حیث [مولانا شید حسین احمد مدینی کی خود نوش

سارے آٹھ روپے (مجلد اعلیٰ سارے ہے بارہ روپے)

مکتوبات شیخ الاسلام [مولانا حسین احمد مدینی کے

ایمن ہیں۔ مکمل درستہ جلد غیر مجلد سارے ہے سووں روپے۔

مجلد اعلیٰ سارے ہے بائیس روپے

غیبۃ الطالبین [یہ شاہ عبدالقدوس حلالی کی مشہور

عربی اردو فتح لغیب زبان کتاب اب اردو داں بھی طریقہ سنتے ہیں۔ ایک کالم میں

عربی میں دوسرے کالم میں ترجیح۔ دو صفحہ جلدیوں میں مکمل

قیمت تیس روپے۔

اساس دین کی تعمیر [مجلہ ناصر الدین اسلامی کی

امور پر ایمان افزون تفصیل پیش کرتی ہیں جلد سارے ہیں روپے

کتاب الوسیلہ [شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ایک بڑی

بہی سلسلہ کی تلاش کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ کیا ہے؟ اس کا

شارف و کافی جواب بہترن دلائل کیسا تھا اس کی راجحیت کتاب

میں پائی گیا ہے شرک بیعتی نجیگانی اور سنت کی تائید۔ جلد ایک

بھی کا خاص مہبوبتی ۱۹۵۴ء ایمان و عمل کے سلسلہ تفصیل پر عقلاً بحث

نہ رہی اما فتح و عس اور مداع موتی وغیرہ کا جائزہ۔

[مولانا حسین احمد مدینی کی ایک کتاب پر تفصیلی تعریف۔ دو طریقہ روپیے

امام ابن تیمیہ [فضل العلام مولانا محمد بن عوف کو کن عربی کی سرکة الاراء کتاب۔ امام العارفین شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے علم و فضل، عزیمت و حیثت اور مجداد انہ کا انہ میں کا سیر جمال تذکرہ، جس پر ماجد کے تخلی میں تصریح ہے ہے۔ قیمت مجلد دش روپے۔ مجلد اعلیٰ گزارہ روپے۔

امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی [امام ابوحنیفہؒ کے زندگی میں تکمیل کی خواص اور مکاتب مولانا مناظر احسن گلابیؒ کے گوہر زیر قلم میں سے زائد صفحات۔ مجلد بارہ روپے۔ پاچھوڑ کا دو

عظیم تاریخ اسلام [ایک بڑا شاہ نجیب آزادی۔

ایک تاریخ تعارف کی محتاج ہیں۔ پاکستان میں مکمل یہ مشہور زمانہ روشن طباعت و کتابت کے ساختہ جھیبی ہے۔ قیمت فی سیٹ ستم و میلہ چھیس روپے۔

خلاصہ الفتاویں سیر جلد اول [مولانا شاہ ضمیح جھنڈا کی تفسیر

اپنی حسر کی عجیب تفسیر ہے۔ جلد اول سورة افام نکسہ ہے۔

ہریے بارہ روپے۔ مجلد چودہ روپے۔

مئہ کردار [۱۹۱۸ فضاؤں کا جمیع عجج و حسپ بھی اور سبق موز

بھی۔ قیمت ایک روپیہ۔

مسلم شرفی مع ترجمہ و شرح [مژده ہو کر احادیث صحیحہ

کی مشہور کتاب مسلم شرفی کا اردو ترجمہ اور ساقہ ہی امام نوی کی شہرہ آفاق

شرح کا بھی ترجمہ آگیا ہے۔ عربی میں بھی ساقہ ہے۔ چھ

لہوں میں مکمل مجلد کا ہدیہ اٹا تائیں روپیہ۔ کوئی مسجد

لک نہیں سکتی۔

(دارود کے ساختہ اپناریوے ایشیان ضرور لکھیں)

لئی کا خلافت تمہرہ۔ اب بھی مل سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

فاؤق عظیم کے سرکاری خطوط ایساں نہ کے بعد
باقی رہیا تھے کہ یہ میں ہمارا تاب آئے کے مطالعہ کی بہترین جگہ ہے
بڑی تلقیح کے بعد صفات فضیل طباعت، خطوط کی تعداد مقصود
قیمت مجلد بارہ روپے۔ مجلد اعلیٰ چودہ روپے۔

مسلمان عورت مصروف صفت فرد و جدی کی
آخری تصنیف المرعاۃ المسلمہ
کا اور در ترجمہ مولانا ابوالکاظم آزاد کے تھم ہے۔ مقدمہ بھی مولانا
آزاد بھی لکھے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

خطبہ امداد اسی سرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر مبنی
جس تذکرہ قبول ہے محتاج بیان نہیں ہے۔ میں گئے روپے۔ مجلد چار روپے۔

عثمان صدر مذاج کی روشنی میں [مصری شہور نقاد اور نامور
کتاب کا اور در ترجمہ مولانا عبد الحمید نعمانی کے قلم سے چھ روپے۔

علیٰ تاریخ اور سنتیہ کی روشنی میں [ایمیٹھ جسیں ہی تو
مولانا عبد الحمید بھی ہیں۔ قیمت مجلد سارے ہے مات روپے۔

اسلامی فہم زادۃ حاضری میں [گفتہ زبانیں لکھنگی ایضاً فہمیں کتاب
جلد صوری سائیں پر میں ہے۔ قیمت دو روپے ست آنے۔ حصہ دو
جوز کوہ وحی کے سائیں کو حادی ہے۔ ایک روپے پانچ آنے۔

حضرت سوم جب میں معاملات کو لیا گیا ہے۔ حارہ روپے۔
حضرت چہارم جو معاشرت کے اصول و فرع پر میں ہو سائیں
چاروں سنتوں کا مکمل میث ایک مذاہ طلب کرنے پر متصدی
رفیق سفر اسلامی احکام کی روشنی میں سفر کی
آداب۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔

آزاد دینے والے اپنے اپنے صاف تحریف رہائیں

پسختہ سجنی دیوبند (یونی)

مذکورہ مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت مجید القشائی
میں مغلن بہترین محققان اور سیر
حمل مقالات کا بیش رہا جو ہے۔ اس کتاب کا نام پڑھنا پہنچی
زترن تاریخ کے ایک اہم راستے نادائقف رہنا ہے جو بہت
بڑی محرومی ہے۔ قیمت مجلد چار روپے۔

كتاب نديگي امام بخاری کی الادب مفرد کا اور دو ترجمہ
بہترن اخلاقی تعلیمات پر مشتمل احادیث کا مفید
ترین مجموعہ جسکے باس امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مجلد اٹھ روپے۔
سفن دار حی شرافت ترجمہ جو ۱۹۵۴ء حدیث من مشرق
ہے۔ یہ یہ مجلد آٹھ روپے۔

مسند امام عظیم (مع ترجمہ فوائد) امام ایضًا کام مرتب
مجموع۔ جس میں مولانا عبدالرشید نعمانی کا بہترین معلومات افسرا
مقدمہ بھی ہے۔ قیمت مجلد آٹھ روپے۔

صحابیہ استاذ ان برگزیدہ خواجیں کے حالات جمیون نے
اللہ کے آخری رسول کو اپنی آنکھوں سے دیکھا
تھا۔ نیاز انجوی کے قلم سے۔ قیمت محمد پچھروپے۔

سقینہ الاولیاء ادارہ اشکوہ کی تائیف جس میں رسول اللہ
صحابہؓ، ائمۃؓ، اولیاءؓ، ازواج النبیؓ
اور اسلام کی مشہور نیک خواجیں کے حالات ہیں۔ پونے ستارے
مولانا اشرف علیؓ کی اس کتاب کا پورا نام۔

المتشف المتشف عن مهمات المتصوف ہے
تصوف اور اس کی جزئیات پر بڑی بہوت کتاب ہے شکل سائیں
اور دو قسم نکات کی تجویز کیں۔ علوم و معارف کا تعمین۔
تازہ بہترانیں۔ قیمت پندرہ روپیہ بارہ آنے۔

امتداد حقیقت تماں کی معکرہ الاراء تائیف مدندا اور مغربی
مورخین مسلم فاتحین پر جو تصورات الزانات لگاتے رہے ہیں اُنکے
حقیقانہ مدلیل اور دنداں شکن جوابات صحیب کتاب ہے۔
قیمت مجلد بارہ روپے۔

ہر انگریزی ہینٹ کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔
سالانہ قیمت چھروپے
نی پرچہ ۵ نتے پئے
غیر حکومت سالانہ قیمت ۵ اشکن کل پوش آرڈر



فہرست مصاہیں باہت ماہ اگست ۱۹۴۶ء

۱	آغاز سخن	عامر عثمانی
۲	سایہ رسول	"
۳	بازگفت (ایک معاند کے باشے میں)	"
۴	شہید کرم بلا اور نیزید	جناب ابو صہبیب رومی
۵	نوائے حق	جناب محمد احمد عباسی
۶	مسجد سے مخالفت تک	مولانا ابن العربی

اگر ان امریں میں سُرخ لسان ہے تو مجھ سے بھی کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری
نمی ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیں یا وی بی کی اجازت دیں اگر
آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں، خاموشی کی حوتیں اگلے پرچہ پری پسے بھیجا جائیں گے وصول کرنا
آپکا اخلاقی فرض ہو گا اوری پیچھوے پاسٹھنے پیسے کا ہو گا منی آرڈر بھیک آپ دی پی خرچ سے نجیج جائیں گے۔
پاکستانی حضرات، ہمارے پاکستانی پتہ پرچہ میکھریں ہنی آرڈر ہیں بھیجیں سالہ جاری ہو جائے گا۔

ترسلی زر اور خط و کتابت کا پتہ
پاکستان کا پتہ۔ مکتبہ عثمانیہ ۷۲۸ ہینا بازار
دفتر تحریکی دیوبند خملع سہارا پیو دیو پی، فضل دیوبند
عامر عثمانی پر ائمہ سخن کا کوئی۔ کراچی پاکستان

عامر عثمانی پر نظر بکشیں "کوہ فرمس" پرسیں دہلی سے چھپوا کر لپے دفتر تحریکی دیوبند سے شائع ہی۔

آغا شرخن

اس کا سبب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کے قلوب میں تجھی کی محبت و ریعت فرمائی ہے اور ہمارے پر حشیت علم و حکم کو وہ شش و روغنی عطا کی ہے کہ لوگ بار بار کے تفاصیل کی چوتھا کارکردھی ہم سے اور اپنے تجھی سے نادر ارض نہیں ہوتے۔ دیسی علمی مباحثت میں ہماری دو دو لاربے ہمارا دروش سے بعض حضرات خفا بھی بہت ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی نو خطوط کے ذریعہ گالیاں تک مرخت فرمادیتے ہیں لیکن کوششہ قدرت دیکھنے کا طبق عقل یہ بھی نہیں کرتے۔ ان میں سے جنہیں ہمیں میں جھپٹوں نے سکون القطاع کیا ہے، لیکن ان کے بعدے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کئی نئے زیادہ محنتیں و شائنیں تجھی کو عطا فرمائے ہیں اور اس طرح یہ چراغ آنسو چیزوں کے آگے سینہ تانے برداشت تابے جمل رہا ہے۔ لغزان من شناء و مذل من شاء میداف الحیر اثاث علی حُلْ شَيْعَ قَدِيرٌ۔

پہلے تو ہم ایک ماہ کے توافقی توانی کا ٹھوٹوں باہم دو ماہی خوارے کے ذریعے کر دیا کرتے تھے، لیکن اس مدتہ اس میں بھی ناکام رہے ہیں اور بجا ہے شترک شارے کے یہ تکمیلی شاہدہ ہی اب کے ٹھوٹوں میں ہے۔ عقصہ اور تکاہ ضرور بھیج کر پیدا ٹھوٹا ہیں مگر مجبوری اور موافع کی رواداد بھی سن لیجئے کہ اس کے بغیر آپ الصاف نہ کر سکیں گے۔

جو لائی کے تجھی میں دیتے ہوئے ہیں سے یہ تو آپ جان ہی چکے تھے کہ رائم الحروف والی رحمت اللہ علیہ کی شدید علت کی خبر پا کر اچانک کراچی روانتہ ہو گیا ہے۔ خیال تھا کہ عالت بچھ بھی ہو شروع اگست میں بہر حال والپی ہو گا۔

یجھے جمالی کی ایک خاصی طویل مدت کے بعد آپ کا تجھی پھر آپ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تجھی جسے آپ پیار کرتے ہیں جس کی تاجیر ہے اپ کی بارگاہ شوق میں ایک حسن منتظر کی حشیت اختیار کر چکی ہے اور حسن کو آپ کی دلہانت پذیر ائمہ نے اس حد تک جری بنا دیا ہے کہ وہ جب چاہے پہنچنے والا عدم میں دلوں ہو گر آپ کو اضطرابی سطمار کی طبقی میں جھومنک سرتاہے اور ذرا نہیں ڈرتا کہ اس تفاصیل کے جواب میں آپ کہیں ترک و فنا ہی پر آمادہ نہ ہو جائیں۔

یہ جرأت یہ نازدیکی اعتماد سلطانیت کیا اس لائق نہیں کہ ہمارا سر بارگاہ ایزدی میں شکر کے نئے جھک جائے اور ہم ولی مرسلا کے ساتھ تجدیث ثابت کا فرائیںہ باہم القطاع ادا کروں کر لے اللہ! اتیری عطا و محش کے قربان! اتیرے فضل و کرم نے ایک بندہ تاجیر کو اس پرچے کی ادارت عقای فرمائی ہے جسے ہزاروں انسان پیار کرتے ہیں، جس کے نازدیک اٹھاتے جاتے ہیں جسے سرائیکھوں پر جگہ دی جاتی ہے اور جس کے اوراق کو تجارت کئے نہیں بلکہ دلوں اور روحوں کی ترازو و میں انہوں موتیوں کی طرح تو لا جاتا ہے۔ الحمد للہ فوالحمد للہ۔

د جائے لکنی یا رایسا ہو چکا ہے کہ ساری طرف سے اچاہک ایک ماہ کی حصی کا اعلان کر دیا گیا ہے اور ناظرین کو حرام پر یہ اعلان کو فت اور بد مرگی کی برقب میں کر گر لے ہے لیکن اس کا تجھیہ بھی نہیں ہو اک خربیداروں میں مایوسی پھٹلی ہو اور کچھ لوگوں نے چھبھال کر ترک علق کر لیا ہو بلکہ اسکے پر حسن ان کا ذوق و شوق روز افزروں ہی محسوس ہوا ہے

سرخ انجکسیں ہیں تو سلتے ہوئے آئے بڑھتے اور فرمایا گیا کہ،
انجکشن تو لگوانا ہمچ ہو گا۔ اب وہچ قیصلہ کن تھا۔ ہم نے مزید
مطفق نہ رانی متناسب نہیں بھی کیونکہ جس ملک کی سرحد میں
ہم کھڑے تھے وہاں ابھی تک ماڑش لا کا طسم نہیں ٹولیا ہے اور
یہاں کے کسی سرکاری کارنے کے قابل کن اب وہچ کو مطفق کے
لئے پڑچ گئے کاملا خود کشی بھی ہو سکتا ہے۔ جیبور آستین
سرکاری اور انسانی ہمدردی کی آئیں پی ہوئی چند بندیں
ہاؤں انجکٹ ہو گئیں۔ انجکشن کا بجزہ جمیں پہلے بھی ہوا
ہے، لیکن خدا جانے پر سوچن کا شکر تھا یا کالرا کہ انجکشن مجھے
بھی اس قسم کے ہیز کھٹکتے ہی بصر بعد بازو اکٹھا شروع ہو گیا اور بھی
نے بھی قدم رجھنے شروع ہوا۔ پہلے ساختھے۔ دیوبند سے کوئی اور
کوئی اچھی سے لامبی سرکس کے لئے سفر میں اپنی پتھر جیسا تھا کہ
سفر کے دوران پاپے بھی تقریباً تمام ہی وہ خدمات لی جاسکتی
ہیں جو عام حالات میں مان کا حصہ ہیں۔ ابھی سفر ختم ہیں ہوا تھا
اس لئے وہ موٹھے سے برا پورا فائدہ اٹھانے کے درپے تھے۔
ہم نے اپنی پوری قابلیت انھیں بچھلنے میں صرف کریزی کے
ہائے ہاتھ میں ہوتے نے کاٹ لیا ہے اور سخار کے باعث ہم
خماری ناز برداریوں کے قابل نہیں رکھئے، مگر ان نیک
بھتوں کی نگاہ میں ہماری قابلیت کامول دو کوڑی بھی نہ ہٹھ رہی۔
اس ناقدری کے جواب میں جو یہی چاہا کہ فرد اور ہمیں طبقی
استعمال کی جائے جوہاری حکومتیں کرتی ہیں۔ یعنی طاقت۔
لیکن اس طرح کے موقوں پر بارہا ایسا ہوا ہے اور اس وقت
بھی ایسا ہی ہوا کہ حافظت کی طرح پر ایک پُرانی یاد ابھرتی۔
اللہ کے برگزیدہ رسول اور نوع بشر کے سب سے محظوظ انسان
کی یادوں کی پشت یہ عین نماز کے عالم میں اس کے تھے نوٹے
جڑھ جایا کرستے تھے اور اس کے جواب میں ان فواسوں کو مار
یا گھر کی نہیں ملی۔ پیارا ملائشافت میں اور نافٹے کام مقدس س
کا نہ صالا۔ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ خیر انشور کا طاہر ہم جنم زاویہ
کے پول و براز سے آلوہ ہو گیا ہے، لیکن رحم و رافت اور حمد
شفقت کے اس بے ہمتا جھٹکے کے روستے بھار ک پر تھی تک
نہیں آتی۔ تسمیہ ہی کھیلدا رہا۔

اور پروردہ میں دن اسکے دو ماہی شاکر کی نیاری کو مجاہیں کے
قلم اور کاغذ بھی ساختہ ہی لیکر گیا تھا کہ وہاں خالی اوقات
میں کچھ کام ہوتا رہے گا اور ملک ہوا تو وہیں سے بندیر یوڈاک
مضامین کی استفادہ کرنے والے بندی سے جانتے رہیں گے لیکن
آدمی کی بے بسی کا کیا ملکا نہیں ہے احالت ایسے میڑا، آتے چلے
گئے کہ مضامین تو درکنار ضروری خطوط کے خفر جو باتیں
لکھنے شوار ہو گئے اور واہی بجاتے شروع الگست مکہ ہرگز
کو ہوتی۔ گویا جس پرچے کو ملک ہو کر ہارا گت تک پریس
روانہ ہو جانا چاہئے تھا اس کا کام ۲۰ راگت تک شروع
بھی نہ ہو سکا۔ پھر طیفہ یہ ہوا کہ من و واک دن ڈنکی سرحد
پر سرکاری کارنوں نے باہر انجکشن لگادیتے۔ غالبًاً ادھر
اڑھر پڑھیں پھیل رہا تھا اسی لئے دلوں نیک دل مکونوں کے
جزتہ انسان دوستی نہ لانا یہ حسیہ بذریعہ ضروری بھاگا کئے جانے
والوں کو حفظی اقدام کا سبق پڑھا جاتے۔ عالی ظرفی کی انتہا
ہے کہ الگ پر دلوں حکومتیں طبھی ہوتی آبادی سے ٹری طرح
ہوں لکھاتے ہوتے ہیں اور خاندانی منصوبہ بندی کے مشن پر
کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہے ہیں لیکن موجود انسانوں
سے دلی ہمدردی کا جذبہ براہرے صنعت کئے ہوئے ہے۔ یہ
عالی ظرفی مطفقی تھنا دی حدوں سے کتنی دُور ہے اس نکتہ پر
لیڈر ہی لوگ زبان کھوں سکتے ہیں ماجز کو توبہ عالی ظرفی
خاصی ہٹھی ٹری۔ پاکستانی بارڈر چب پاسورٹ، چیک
کرستے والوں نے یہ نادری حکومتیاں کے پہلے انجکشن گلوکاری
بعد میں گفتگو ہو گئی، تو سنا ٹانگلی گیا معلوم تھا کہ یہ انجکشن
کالرا کی مدافعت کریں یا نہ کریں مکرحت دروزہ بخار کی سخت
بے ضرور نوازتے ہیں۔ بازو کی اکٹھاہٹ الگ رہی۔ عرض کیا
کہ جانی اتا ریخ گواہ ہے بھی کوئی ایڈٹر کالرا میں نہیں مرا۔
آپ ان ہموی یوں کو دیکھنے جوہارے سا تھے ہیں الگ راستے
ہی میں بخار چڑھ گیا تو ان کا کیا حشر ہو گا؟

جواب میں تو قع علی کے ان کے تیور نرم پیٹیں گے۔ تو قع
فی الحال پوری بھی ہوتی۔ ان کے چھرے پر ایک اسیدرا نسرا
تبسم کھیل گیا، مگر ساختہ ہی ساختہ ایک اور صاحب انجکشن کی

سائے مرافق بھی اپنی خانیت سے طے کرائیں گے اور انہوں نے ذکر کرتے تو آپ عمر ہر ہمیں ترسے رہیں گے جملت ہوئی تو ہم وہ سائے مکار لے آپ کے سناستے جو اس مفریں قلمیوں سے ہیں آتے۔ لیکن باتِ خصوصیت ہے اس سے تفصیلات کا اندازہ آپ ہی ہر چھوٹے ہیں۔ خود کرنے کی بات یہ ہے کہ امرت سنتیکے بخار جیسی بھروسہ سامان پر اچھوڑتا اور قل خداوت بخشوں اور مستروں کے ساتھ آپ زندہ لاش بھی اٹھانے کی خدمت انجام دھتے تو ان کا حسن طلب کیا کیا اگر روز گھاٹا اور برقی میں پیٹی ہوئی ایک شرفی خاتون تھی کہ پرنسان نہ ہوتی۔

تم اپنے اپنے عرض کیا کہ دیکھو آج کمک تو ہم شماری مشرقیت پر نازکی تر دھتے ہیں، لیکن الگ بخار نہیں ہوشی رائج ہوئی کی منزل تک پہنچا ہی دا انہیں شرفیت کی چوی اتنا پھیٹتی ہوئی۔ ایک جا ہدہ کی طرح آئندہ لی صفت یہ تکمیلے تیار ہوا اور خود کو پاس نہ پہنچنے والا غیرہ غیرہ۔
یہ دیکھو وغیرہ دلچسپی نہ تھے۔ وہ احمد ہمپت اور بھی ہبت کچھ دھیت کی تھی جو کہ تم خویس کر رہے تھے کہ رک دے پے میں دوڑتی ہوئی چمکاریاں تبری سے شعلہ تھی جاری ہیں، اور بدن کا ایک ایک بتوڑ ہوڑے کی طرح دھنکنے لگا ہے۔ لیکن اللہ کے فضل درست کا کیا جواب ہے کہ اس سے بخار کو خوفناک عروں میں داخل ہیں۔ تو وکدیا اور امرتسر کام جلدی تکمیل ہے۔ نہ بہمن نفیں ہی طے کیا۔ یہ الگ یافتہ کر انہیوں کے آئے تاء نامیتھے۔ ہوں اور زین کی روایتی گردش تیجی صاف نظر آئے الی ہو۔

بلسے چینگاں وغیرہ سے بجاتی اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس قید حالت سے نکلنے ہی واسطے تھے کہ، اچانک ایک اور آفت نے قدم رکھا۔ آفت کیا تم ظرفی تھی۔ لوپہ کے جنگلوں سے ہوتے آخری گیرت کے پاس کچھ بھرپر سی تجمع تھی اور ڈاکٹر نامش ریان جی انگلیوں میں سرخ تھنکے سافروں کی راہ روکھڑے تھے۔ ان کے اور سافروں کے مابین پھر مناظرہ بھی جاری تھا۔ سرخ دیکھتے ہی اپنا تو

اس حسروں پا دے کے بعد کھینچی ہو تو الگ ہم سے قصور نکوں بر خفہہ اُتارتے لگتے۔ آخر امورہ حمد کا اطلاق تو سرور نوں مصلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک ہی فعل و عمل پر ہوتا ہے۔ فدا ۵ اچی ہوا لی۔ صور شکر کے ساتھ صفت قیامت کی جملہ نازل طے کر کے چاڑی میں جگہ حاصل کی اور بخوار کے طوفانی تھنکے پس اسہار الصلیب ہوا۔ اور اصل جسمی تکلیف چیل جانا زادہ مشکل نہیں اصل مشکل تو انکے پر ہوتے سوال ہیں پر مشیحہ تھی کہ آج کو کیا ہو گا، ابھی تو تھے بعد بن دستائی پارڈ کی صفت قیامت کا سامنا ہاتھی تھا۔

آن لوگوں کو بھی سفر باستان کی سعادت نہیں ہوتی وہ تصور ہی نہیں کہ سیکھ کر دنوں پارڈوں۔ کہ مرافق طے کرنا سی قیامت صفری کا دوسرا نام ہے اور جس کے بال پتے بھی ساتھ ہوں تو اس بخت خوان کو سرکرنے کے لئے کتنی فاضل توانائی درکار ہوتی ہے۔ اس شست اسخوان کے پاس فاضل تو انکی پوچھی رہی ہیں، جو تما آپارے کو بھی دلکشی جاتے ہیں۔ مسکم کی خدت سے خروج کی پھر والد رحمت اللہ علیہ کی رحلتمنے اسے چھوڑا پھر واپسی۔ کتنی بھی میں اسکی چولیں نہیں اور باقی ماندہ بخاری کی زدیں تھیں۔

آپ بکریے معمولی بخار کو اس بندل سے افراز تباہک رکھدیا ہے۔ جو اباعرض ہے کہ تو ان حالات کا تصویر گر کے دیکھتے ہوں کا تم اس وقت شکار تھے۔ قلمیوں کی قوی خصوصیت سے آپ ضرور لا گاہ ہو رہے۔ ان کی ترک تازیاں ان سرحدی خدار خانوں میں دیکھنے کے قابل ہوئی ہیں۔ دوپہر کا کام کر کے ہیں گے۔ صاحبِ اکام تو زیادہ کا تھا پہنچ آپ بارہ دیدیجیے۔ الگ آپ ان لوگوں میں ہیں جو کام سے پہنچے ہیں دو لوک معاملہ طے کر لینا چاہتے ہیں تو یہ نیک بخت اس اذانت سے آپ کے سامان کا جائزہ میں گئے جیسے کوئی سی آئی ڈی افسر جو ری یا انگلستان کے ان کا جا ترہ یتھے۔ پھر پر اسرا فرم کی اہمیت کے ساتھ ہیں کے چلے ہم سارے کام ٹھیک ٹھاک کر اسے دیتے ہیں۔ دوپہر دیدیجیے گا۔ گویا چینگاں کے آغاز سے لے کر انجام تک۔

ان کا سریخ دالا ہاتھ برا بر حرکت میں تھا۔ ایک آخری
مدافعانہ حملہ کے طور پر ہم نے دل و دماغ کی ساری قوتوں سے
کوئی سلطنت اور قانون کے طبق ترقی پہلوان کے آگے رکھے لامانی
شرافت کی دہانی بھی دہی طرارہ بھی دھکلایا، میکن وہ تو مرغے
کی ایک ہی طانگ کے قائل تھے، سس سے مسٹ ہوئے اور مال کار
بھیں دوسرا بازو بھی گدھو ناہی پڑا۔ سکسی کی زیستی شاہیں شرفت
کے درجے پر ہیں کم ہی ملین گی۔

اب ایک آخری منزل اور تھی۔ انہیں بزرگوار کا درادہ تھا لیکن ساری الیکٹریکی اپنے بے پایاں جذبہ خدمت کا تھا۔ شش بیانیں۔ یہ سہاری پروداشت سے باہر تھا۔ ہمہ ناصل لا سے بھی زیادہ فیصلہ لجئے میں کیا:-

”بُس شرم یا غمی آئے اپ کی دھونس نہیں چلے گی۔“
”دھونس نہیں صاحب میک لگواتے۔“

ٹیکے پر لعنت۔ آپ نے مذکور کو مجبو رہا ہیں کر سکتے۔

خدا جانتے قانون ہی میں پچھے چھائش ہتی رہے ملیست
کے لفظ کا اثر تھا کہ ان کے چہرے کی چھاؤٹ نرمی میں تبدیل ہو گئی۔ متواضع اندراز میں نہ ہے:-

مہاجرہ قانون ۲۰۰۷ء

”قانون والوں کی کچھ نہیں جانتے۔ آخر یہ تو دیکھئے کہ
ہمارے لئے ابھی چوبیس ٹھنڈوں کا سفر راتی ہے۔ کیا آپ چاہتے
ہیں کہ ہم اور ہمارے بچے ایمولنس کار میں چوتھیں۔“

آپ نقاہ پر ہی ہوں گے کہ مادر بی کا ہمان لے ٹھیک۔
بتنا درج مقصود ہے کہ آئندہ کو تو ہم ۱۲ اگست کو دیوبند
آئئے، لیکن اجتناسوں کی دھرمی مارسے ۲۰ تک ہمیں اس لائن
نہ ہوئے دیا کہ قرطاس و فلم کی طرف رجوع ہوتے۔ خارجیا ہر
اتا ہیں چڑھا کر جاؤں زائل پوجا تے لیکن اندر ورنی یقین کچھ
ایسی رہی جیسے کسی گرم شے کے سامنے داعی کی مشین جا کر رہی ہو۔

رونگٹا اکھڑا ہیو گیا۔ڈاکٹر صاحب تھکناز اندازیں فرمائے
چار سے تھے:-

”کہہ تو گلو ناہیں بڑے گلاؤ“
 ”کہہ تو گلو گولایا“ ایک صاحب تھے جسے حد غصہ میں
 کہا۔ یہ کاغذ پر لے والوں ہی نہ دیا ہے۔

ان کے ہاتھ میں ایک دو صفحے کا پیغام تھا۔ یہی بار آیا کہ انجکشن لگانے کے بعد ہمی پیغام تھیں یعنی دالگا تھا جو نہ جانے کس منزل میں چھوٹ تھیں۔ مژہ بیان ہے کہ تھوڑے سے ہمیں
”یہ مریض کیتھیں نہیں استھنا رہے۔“ میر قیقدت ”کھلائیئے“
”کہن۔ سیدھے کھلائیں ہم تو ہمی رہیا گا ہے۔“

پھر خود ریسی جرح کے بعد اپنیں بازوں کو ٹوٹانا ہی تڑا
اور ان کے متصال بعد پاری باری تھی۔ دیکھ سوال، ہم سے مجھے
ڈھیرا لیا۔ یہ اس وقت ماناظرے کے لائق بالکل نہیں تھے،
لیکن یہ تھیں بہر حال ہفت بڑھا رہا تھا کہ مارشل لاکاڈیں پچھے
گیا اب تک ہم اپنی خواہی جو ہر دن یہ کے آخوند نہ رہیں ہیں جہاں
ہرشیریاں سے ڈھنڈ کر آئے تھے ملائی جاسکتی ہے۔
یہی مرتیڈکٹ ہمیں ہمی دیا گیا تھا جیسے آپ اشتہار کہہ
روہے ہیں۔ یہی سے کہا۔

”یہ کافی نہیں ہے ملکہ لگوانا پڑھ سکتا۔“
 ”پسے لگوانا پڑھے گا۔ یہ ہمارا بازرو دیکھتے۔ کیا آٹھ بیکٹر
 ہو کر اتنا بھی نہیں بچا جان سکتے تو ابھی ابھی اس پرشیق کرم
 ہو جائی ہے۔“
 ”ہم کو کچھ نہیں جانتے صرف ٹیکٹ دکھلائیے نہیں تو ملکہ
 لگواتے۔“

ان کا ہجھ ماہ، خل لادالوں سے بھی زیادہ ہی محنت تھا۔
یا اللہ! یہ کیا عذاب ہے۔ بر ملکیتیں کامبین یاد آیا۔

ایک آفت سے قمر کے پر اخراجیں
دوسری اور چوتھی مرے میں تھیں

”ایک بی امکشن نے تاریخ دھنادیئے ہیں۔“ تم نے
ڈبلو جی انداز میں کہا۔ اگر اور لگ گیا تو آخر ہم ٹھہر کیسے سمجھیں؟
”تم نہیں جانتے آپ امکشن لگ رائیے۔“

کافی ذہنی جاودہ رکھتے ہیں۔ تفہیل کے بعد یہاں اپنی ختم ارادہ تھا کہ جلد سے جلد دیوبند کوٹ جاتیں گے اور آئے والی اشاعت میں شرح و سلط کے ساتھ یہ بتائیں گے کہ تم اللہ کی حکمت کا طے کے تحت کس عظیم سایہ برکت سے محروم ہو گئے ہیں، لیکن وہ اپنی بروقت نہ پڑسی اور پھر وہ پچھلیں آیا جسے ابھی ہم نے پہنچ سس کر دیا ہے۔ ہم نے اسے تو قدر ہر بہت ہی بد غلط ہے، لیکن وہ اضخم ہی ہے کہ ناجاہت ہے ہیں کہ عظیم سے عظیم انسان کی روت کے بعد بھی اس کے سین میں آموز کارنا ہوں اور رمت از خصوصیوں کا ذکر کر دیا ہے تو چاہئے قیامت تک کیا جانا رہے، لیکن تم اور گیرے فدا داری میں دن کے بعد یہ تھم پڑھ جانی چاہتے۔ کسی کا دل نہ ٹھیرے تو وہ کونے میں تھب کر دیکھتا ہے۔ آہ! یقین سکتا ہے، مگر منظر عام پر اسے شفہتِ رُون جانا چاہتے اور زندگی وہ واحد طریق ہے جس سے جو مسلمان کے اس عین زمان کی تھیں اور جانی گرتا ہے کہ ہر افتاد اللہ کی حکمت بلیغ تھے تھت ہے۔ صبر و شکر کے ساتھ رب کو جھیل جانا ہی ہوں گی کی شان ہے اور صبر و شکر کے تقلیخ نہ قتلما ہی ہنس عمل بھی پرے ہو سکتا ہے۔

ہمیں اللہ کے فضل سے توقع ہے کہ اگلے ماہ والی تھیۃ کے باعث میں کچھ لکھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ تی الوقت تو اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ جس سے شمار و مستوں اور بزرگوں نے تعزیت کے خطوط مالا رسال فریستے ان کے ہم تھے دل سے محنیت ہیں اور اس پر شرم نہ بھی کہ چند کے سوا اکسی کو حوابت دے سکتے۔ جس حضرات نے رقم المعرف کی عدم موجودگی میں غریب خالصہ پر ثrlیف لا کر تھوڑے بجا ہیں کو سحد دی کے الفاظ سے نواز اور تعزیت فرمائی ان کا بھی کم مستحق تسلیک ہے جھوٹا حضرت مولانا تاری خ مدحیطیب صاحب تھم دار العلوم کی تشریف از ای توبہت ہی بن ہوا زی پر دال ہے۔ اخلاق اور عالی طبقی اسی کا نام ہے کہ ان گستاخوں کے باوجود جعلی میا حالت میں رقم المعرف کا فلم ان کی بارگاہ معمق میں کرتا رہا ہے اخضوع نے قدم رنجہ فراسنے کی زحمت کو ادا کی اور ایک حقیقت افروزگرامی نامہ بھی عائز کے بڑے

کشکوخت سوئے اور وہ اپنی قسم کے خاب دیکھنے میں لگدے رہ جب آنکھ مغلی تو یہ فکر ستائیں کہ دن ماہ کا پرچہ تیار کرنے ہے۔ ۵ ہی صحیح کو قلم سنبھالا تو دن نے ساتھ نہ دیا۔ بار بار بھی جو چاہتا تھا کہ دنوں سرحدی ڈاکٹروں کو ٹکلا چھاڑ چھاڑنے والے دن لیکن اس لایعنی حرکت سے تلافی مافت کیا ہے ہو سکتی تھی۔ آخر کار دماغ کا بار اس تجویز سے ٹکلا کیا کہ فی الحال ایک ہی ماہ کا پرچہ نکالا جائے اور دو ماہی شمارے کا وعدہ اٹکے ماہ ایقا کیا جائے۔ تا خیر تو ہر عال یہو ہی تھی لیکن تا خیر میسے بھئے کی اس سے بہتر کوئی صورت نہ تھی کہ جلد سے جلد ایک ماہی شمارہ پیش کر دیا جائے۔ ناظرین کی مونقدشتی میں سے موقع ہے کہ وہ اس تجویز کو اذیب قرار دیں گے۔

کہا جا سکتا ہے اور کہا جا سکتے کہ تہ بڑے ان شدوات کو اپنے والی درجت اللہ علیہ کی وفات کے نام سنگرے اسکے ذکر و بنا پر منت کریے کی وجہ سے یگریبی مصروف بالوں میں صرف کر کے بھی کاشوت دیا ہے۔ وہ صرف ہائے باپ ہی تھے، ہندو پیار کے ہزاروں خدا و ملت حضرات کے مرحدوں اسما بھی تھے۔ ان کے نذر کارکار افسوس ہم پر محض ذاتی جذبات ہی کے تعلق سے نہیں ہزاروں موسیلین کی طلب و خواہش کے پھلو سے بھی اس حد تک عائد ہو تا خاک تھی کی ایک پوری اشاعت تھے، ایک اداریہ تو ان کے لئے وقف کر کی دیتے۔ لیکن ہم ایسا نہ کر سکتے تو اطمینان فرمائیے کہ اس کی وجہ سے بھی اور لا پرواہی نہیں، ملکر یہ ہے کہ اس پر تھوڑی کا حق ادا کرنے کے لئے جس فرمی یکسوئی اور گیرائی کی ضرورت ہے وہ فی الوقت ہمیں میں نہیں ہے والد کے قدموں میں رہنے اور آخری تیارداری کی ملکی معادوت ہمیں پارہ دلوں نصیب رہی ہے۔ ان بارہ دنوں میں جو کچھ ہم نے دیکھا، جو کچھ محسوس کیا، جو کچھ سیکھا وہ بے حد اہم ہے۔ پھر انہیں میون میٹی کے سیچے دفن کرنے کے بعد، ان کی قابلِ شکر زندگی ان کے اصحابِ ہمالیہ، ان کے اسرہ پاکیزہ اور ان کے ساقی بیل و نہار کے جو خاکے دل و دماغ کیلئے پر اپنہ تھے جسے انہیں سلیقے کے ساتھ بیان کرنے کے لئے کافی وقت اور

”سایر رسول“ کے موضوع پر مفصل گفتگو کی تکمیلی قسط

سایر رسول

۳

فَكَانَ أَذْأَمْشِنِي فِي الشَّمْسِ
أَذْأَقْمَرَ لَا يُنْظَرُ لَهُ ظِلٌ
كَيْ وَشَجِيْ بِرْ چِلَّتْ نَوْعَنْدَرْ كَاسَيْ
أَذْأَقْمَرَ لَا يُنْظَرُ لَهُ ظِلٌ
فَكَالْ بَعْضِهِمْ دَيْشَمَدَلْ لَهُ
نَظَرَنْ آَتَاهَا بَعْضَ عَلَامَرْ دَيْشَنْ
حَشِيْتْ قَوْلَهُ صَلِ اللَّهُ عَلَيْهِ
شَهَادَتْ حَضُورَ كَيْ يَهُ شَهِيْ
وَسَلَمَ فِي دَعَائِهِ وَاجْعَلْنِي
نَوْسَلْ رَخَانَهُرْ كَبِرِيْ لَجْمَتْ
دَيْقِيْ سَبِيْ جَمِيعْ حَضُورَ عَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ سَلَامَ
كَيْ يَهُ عَادَارْتْ كَرْ دَاجْعَلْنِي دَوْدَا
يَا اللَّهُ أَلْجَهْ فَوْرَ كَرْ سَبِيْ
+ + + + + + + +

بُجَائے اس کے کہ ہم نے سرسے سے نقد کریں پچھلے اپنے
نقد قدر کیے فروری اصراف کے ساتھ دہراتے دیتے ہیں پھر
بain معنی کے پہلے خطاب مخفی دارالعلوم سے خواہاں کا علمی صاحب سوئے
سوئے کی خفاکش کبریٰ سے نقل کی ہوئی آئی مذکورہ
عبارت میں اجز امشتمل ہے:-

(۱) حکیم ترمذی کی بیان کردہ روایت (۲) کسی ابی معیج کا قول

اور (۳) پھر نامعلوم لوگوں کا ایک اور حدیث میں استشهاد
ہر ایک کو بالترتیب الگ الگ لیتے ہیں اور تیرجہ بھی مانع
دیتے ہیں۔

(۱) اخراج الحکیم الترمذی
حکیم ترمذی نے ذکوان سے
عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ حضور کا سایر
علیہ وسلم لمبین کیون یہی لفظ
نہیں دیکھا جانا تھا صوبہ
فی شمس دلا قمری۔

سرستے پہلے یہ ذکر شیں کریجئے کہ حکیم ترمذی وہ ہیں جس
جو صحیح ترمذی شریف کے جامع ہیں بلکہ وہ ترمذی ہیں جن کا نام

قارئین ملاظ غریب اچھے کہ جن احادیث کو مذکور ہیں ظل اپنے
دعوے کی شہادت میں پیش کیتے ہیں وہ ادنیٰ سایر متعال سایر
موضعیں ہونے کے سوال سے نہیں رکھتیں بلکہ سایر کی جگہ میں
اضمیں لیا ہی جاتے تو اول اُن سے سائے کا اثبات اور مذکور ہیں
کی تردید نہیں ہے۔ اب یہی اُس دادر روایت پر گھٹکو کرتے ہیں
جو واقعی سائے ہی سے تعلق ہے اور پوسے زخیرہ حدیث ہیں جی
تہار روایت ہے جس کا سہارا لینا مذکور ہیں ظل کے لئے ملک ہے۔
اُن عبارت سے منسوب روایت کو اس وقت تک ہم حدیث
لائق کے لئے تیار نہیں جب تک اس کی متعدد برائی کی جائے، یہی
وہ روایت ہے جس کا ۶۷ حضرت صدیقی صاحب دارالعلوم
نے اپنے نوٹسے میں دیکھا اور ہم نے فروری دمایع روشن کے حقیقی
میں اس کی پوست کردہ حقیقت کھو لکر رکھ دی ہے۔ اب کافی
صاحب بھی اسے طبع مطراز سے لائے ہیں تو ایک با پھر جماں
نقد منصف مراجح حضرات کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

روایت یہ ہے:-

آخر الحکیم الترمذی عن
ذکوان ان رسول اللہ
اخراج کی کہ سوچ اور چاند کی رہی
صلی اللہ علیہ وسلم کا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
سایر شدیکھا جانا تھا ایسی وجہ
یکن بیرونی لہ ظل فی شمس
و لا قمر قال بن سمع من
خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا سایر زمین برہنس پڑتا تھا
ان ظلہ کان لا نیقم علی
الارض وانہ کان نوسل

لے یہ کافی صب بیکار تجربہ۔ اہل علم اداة فرایم ”اخراج“ کی بجلتے ”اخراج“ کا استعمال کس بہرہ دری کا پتہ دیتا ہے۔

ثیرہ تو اُس کتاب کا حال ہوا جس سے حافظہ سیوطی نئے روایت اخذ کی ہے۔ اب خود روایت کا حال دیکھئے۔ اس کی سند یہ ہے عبد الرحمن بن قیس الزعفرانی عن عبد الملک بن عبد الله بن الولید عن ذکوان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سب سے پہلے ہی روادی عبد الرحمن بن قیس کو صاحب المیزان کی تصریح کے مطابق ابن المهراءؓ اور ابوذر گوثمؓ نے جھوٹا بتایا ہے امام بخاریؓ نے فرمایا ہے کہ اسکی روایتیں یعنی کے قابل نہیں ہیں۔ امام احمدؓ کا ارشاد ہے کہ وہ لاشائی کے درجہ میں ناقابل التفات ہے۔ لیکن ایں علم جانتے اس کی ایک منکر روایت کی تصحیح کردی ہے، لیکن ایں علم جانتے ہیں کہ حاکم کی تصحیح بعض مرتبہ کس قدر نہ راست ہوتی ہے اور پھر انہوں نے ایک جگہ اس کی روایتوں کو ماقول الاعتبار کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؓ نے بھی ابن عبدی کی تکذیب اور امام احمدؓ کی تصنیف کی توہین کی ہے اور ان کے قول میں متذوک الحدیث کے الفاظ بھی پڑھتے ہوتے ہیں۔ امام نسائیؓ نے بھی اسے ترویج کیا ہے اور این حدیث کہلائی ہے۔ صاحب ابن حجرؓ نے فرمایا کہ وہ حدیث سچھرا کرنا تھا اور این حدیث کو نہیں کرنا تھا اور جو حدیث اس کی روایتیں کی ہیں کوئی بھی ثقہ آدمی ان کی پیروی نہیں کرتا۔ ابو القاسم الصنفی نے فرمایا کہ وہ لاشائی کے درجے میں ہے۔ حدیث کے کوئی خود ان ملام سیوطیؓ نے جو الخصائص الکبریؓ میں اس کی روایت کو مستدل بنایا ہے۔ اسی روایت کے تحت کتاب مناهل الصفا فی تحریج احادیث الشفافی میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن قیس روادی ہے جو گھڑت کرنے والا بہت جھوٹا کوئی نہیں۔ (ص ۷۷)

معہ پورا امام یون ہے عبد الرحمن بن قیس الصبی البومعاویۃ الزعفرانی الواسطی سلہ جس کارادی ضعیف ہوا کہ تو روادی کی روایت کے خلاف روایت بیان کر رہا ہوا تھا۔ محدثین نے جس کی روایتیں لیئی چھپے ہوئی تو کسی تہذیب اور جلد مصنفوں میں اس کی ایک روایت پر یعنی (بیان علم اعقاد کی عمران اٹھائیں۔) اظفہ سر بیکری بیان ہے اسے کیا کہتے

محمد بن علی قادر جو "نادر الاصول" جسی غیر معتبر کا گے جامع میں۔ پہلے تو اس کتاب یہی کی حیثیت دیکھ لیجئے جس میں ان صاحب نے یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ شاہ عبد العزیزؓ نے بستان الحدیث میں فرمایا ہے:-

"اس کے نادر الاصول" مصنف حکیم ترمذی اُن ایں عیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں جن کی کتاب صحاح ستر میں شما کی جاتی ہے نادر الاصول میں اکثر موصوف غیر معتبر ہیں۔ انہر جا چکوں کو تک معلوم نہیں اس وجہ سے حکیم ترمذی کو دہی ترمذی خیال کر کے ان کی واجہات کو ابو عینی ترمذی کی طرف محسوب کر کے یہ کہدیت ہیں کہ ترمذی میں اس طور پر ہے" نیز:-

"جانا یا ہے کہ ان کی تصانیف میں غیر معتبر او گھٹری ہوئی حدیثیں بہت متدرج ہیں اور اس حداد کی وجہ انہوں نے خود ہی بیان کی ہے کہ میں نے اس تصنیف میں خطأ فکر و تدبیر سے کام نہیں لیا تھا میری غرض پر ہے کہ کوئی ان مخالفات کو میری طرف سے تو کرے بلکہ تحقیقات یہ ہے کہ جب کوئی کام کا حد پہنچے کی بناء پر مبدل گھرنا تھا تو طبیعت ہے اسے کے لئے تصنیف کا شغل کر لیا تھا اور جو جو میں آیا اللہ ذات احاطا" (ترجمہ از فارسی)

شہر صوفی شیخ طریقت استاد تشریفی نے بھی رسالت "قشیرہ" میں حکیم ترمذی صاحب کا یہ فرمودہ لفظ کیا ہے:-
ما صنفت حرائق انت میں نے کوئی حرف بھی سمجھے تکریباً سب
بتبدیلو ولا ینس ایش لکھا اور میری تصنیف میں سے کوئی بھی
شیئی منہ ولکن کات پڑی سیست بیری طرف نکل جاتے
اذ اشتدا على و قتی در اصل حب خالی وقت مجده سے کلائے
درکلن تھا تو شغل تصنیف گے دل بہل العاتھا
اتسلی برہ۔
کمال ہے جس تصنیف کا حال یہ ہو اور اس کا صنفت صاف
لقطوں میں اس کے ماقول الاعتبار ہے کہ اعلان پر اعلان کر رہا
ہوا سی کی ایک روایت پر یعنی (بیان علم اعقاد کی عمران اٹھائیں۔
ناظفہ سر بیکری بیان ہے اسے کیا کہتے

بیان کیا ہے) کہ اس روایت کا مرسل معمد خصوص ہو، عدوں ہو، مسلمانوں کو اس کی تفہیت میں کلام نہ ہو۔ اُن لوگوں میں سے جو جو ہر سی سنائی ہات لفڑ کرنے کے مشائق ہوتے ہیں رادی کے چیز جھوٹ کی تیز کرنے کا سلیقہ رکھتا ہو، اس میں جرح و تعدیل کی الہیت ہو، وہ حذف و فتوح رادی کے بارے میں اس کے بعض شاہیر کی منتخب آراء سے واتفق ہے اُج کہیں جا کر اسکی مرسل روایت کو قبول کرنے کی وجہت کی جاسکتی ہے۔ آخری شرط بہت اہم ہے کیونکہ صیسا کار ابن حزم حسنہ فرمایا ہے جنہوں کے زمانے میں منافقین درستین بھی سچے جو آپؐ میں زندگی ہی میں جھوٹ جھوٹ پیش کئے تو بعد میں کوئی کسر جھوٹ نہ ہے۔ کیا معلوم کہ جس حذف و فتوح کو مرسل نے صحابی تھا جو اسے شاہیر صحابہ کے نزدیک منافق دمرد ہو۔

پھر کوئی جس علم اس سے بے خبر نہیں ہو سکتا کہ ابی فن حدیث مرسل کو خوبصورت دد ہی کے ذیل میں بیان کرتے ہیں نہ کوئی مقبول کے۔

تاہم بیان ان بختوں کی ضرورت ہی نہیں۔ عبد الرحمن عفری جیسے جروح و متروک اور عبد الملک جیسے مجہول رادیوں کے شرکیں سند ہونے کے بعد دنیا کے کسی بھی بالغ نظر امام و محدث سے قوی نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس سند سے آئی ہوئی روایت کو ذاتہ برقرار و عوت نہ گا اور حبیب بر روایت فهم و روایت کے بھی خلاف ہو اور اخاذہ قویہ کے بھی خلاف ہو تو کیا امکان رہ جاتا ہے کہ اس سے دلیل پیدا کی جائے۔

اب حافظ سیوطیؓ کی بحارت کا درس راجز یتھے:-

(۲) قال ابن سبعم من خصائصه این سعیت کے کام کا جنہوں کی خصوصیت ان ظلمہ کان لا يفهم عَلَيْهِ میں مدد ایک بیرونی صدید بھی ہی ان الأرض و انتہا کان فوساً کا آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا فکان اذا امشى في الشمس تھا اور وہ نور تھے پس جویں صوب او القمر لا ينظر له الظل یا چاندنی میں چلتے تو سایہ دیکھنیں نہیں آتا۔

+ + + + + کاظمی صاحب نے ترجیح میں ابن سعیت کے آنگے بریکٹ میں "حدیث" کا لفظ طبع صادیا ہے تاکہ حرام رعب کھا جائیں۔ لیکن

کشف الاحوال فی تقدیم الرجال میں ہے:-
عبد الرحمن بن قیس ابو عبد الرحمن بن قیس پکار دفعہ باد معادیۃ الزعفرانی البصری ہے اس نے خطاوی کی تعریف میں کتاب پیضم سمع مسیان و ایک طرف مسوب کردی ہے۔
الشوری فی مناقب الخلفاء طرف مسوب کردی ہے۔

یہ ہے رادی اول کا حال۔ رادی ثانی عبد الدملک بن عبد الله بن ولیدا خدا جانے کوں ہے۔ اس کا کوئی حال کتب رجال میں نہیں ملتا۔ فرمائی کیا اس کے بعد بھی کچھ ہے کی ضرورت ہے؟

کون نہیں جانتا کہ حدیث مرقوم نک میں الگوئی ایک بھی رادی ساقط الا صیار طہیر جائے تو روایت بے کار ہو جاتی ہے۔ تو یہ بحث روایت فی خود ہی مرسل ہے اور مرسل بھی کس کی صحابی کی نہیں تابعی کی۔ ذکوان صحابی ہرگز نہیں ہیں۔ ابی علم جانتے ہیں کہ جن مرسل کے رادیوں میں سب لفڑ ہوں ایک بھی متروک جروح نہ ہو اسے بھی احتجاج کے قابل نہ مانتے والوں میں پڑے بڑے علماء مثلاً امام شافعیؓ، سید بن المسیحؓ، ابن یسر بن اور زہری وغیرہم شامل ہیں۔

علامہ امیر عبد القادر الجزايريؓ فرماتے ہیں:-
الحمد لله رب العالمين او حديث مرسل ضعيف ہوتی لا يحيى به عند جمهور ائمۃ بہت سی فہماً المحدثین وکثیر من اور ایا اصول و نظر کے نزدیک الفقهاء واصحاب الاصول اس سے دلیل نہیں پکڑا جاسکتی
والتضرع (نفع لهم) جاسکتی۔

ترمذی پر حرج جانی کا اور تحقیق الباری پر خود ابن حجر کا مقدمہ دیکھئے مرسل کے قابل احتجاج ہونے نہ ہونے کا اختلاف مل جائے گا۔

اماً عظیم اور بعض اور علماء احتجاج کو جائز سمجھتے ہیں مگر تعدد سخت تقویٰ کے ساتھ مثلاً عقل و روایت کے خلاف نہ ہو، وہ دوسری روایت سے اسے قوت مل جائے اور کسی اپنے سے قوی روایت کے خلاف نہ ہو۔ اس سے بھی بڑا کردہ اشتہ نکاستے ہیں دیستے امام ابن الہمامؓ مخفی سے تحریر الاصول ہیا

واعجلنی فرائد الشیخ

فوسرا-

+ + + نور بنادے۔

یہ استشهاد الگرجی ایجاد ہے کہ اس کو استشهاد کہنا یا تو علم و مفتون کے ساتھ خداق ہے پاپھر برے سر سے کا بھجوں ان۔ اسی لئے اس کا کار درکرتے ہوئے کوفت ہوتی ہے تاہم تمیل نقدم کے لئے اس بو الفضولی کو بھی گوارا ہی کرنا ہو گا۔

یہ جیسے دعا کا ذکر ہے وہ حضرت ابن عباسؓ سے مردی ہے، اور کوئی کتب حدیث میں ملتی ہے حضور صاحب نماز لیلے مسجد جعلتے تو اسے پڑھا کرتے۔ پہلی بات تو یہ قابل توجہ ہے کہ بخاری و شیعہ اور ابو داؤد میں جو متن وارد ہے اس میں یہ حضرت ابن ابی اور ابو داؤد میں جو متن وارد ہے اس میں یہ واعجلنی فوسراً داۓ الفاظ ہیں ہی نہیں۔ بس نسانی اور مستدرک میں ملتے ہیں۔ درآ خان لیکہ حدیث سچی کیا نہیں حضرت ابن عباسؓ ہی سنت متفق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس دعا میں لفظ ”نور“ کو بار بار منفہ مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے وہ بجا کے خود یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ رایہ نہ پہنے کی دلیل بنانے کے لئے لفظ نور کو جیسے مانشی مفہوم میں لیتے کی عجیب و غریب انج یعنی بعض حضرات کر رہے ہیں وہ قطعاً ناقابل قیاس ہے۔ قابلیں کامنہا ہی ہے کہ جوں کو حضور نے اللہ سے دعا کی تھی کہ لے اللہ مجھے نور بنادے اسلئے آپ کی دعائی لازماً مقبول ہوتی ہی اور اس کے لیے جیسے آپ نور پختہ ہی امداد اسی یہ کیسے پڑا کہ سایہ توکیت اشما رکھا طرتا ہے اور نور سیوط وغیرہ مریٰ ہوتا ہے! ملاحظہ فرمائی کہ سی لے جوا بمنطق ہے۔ چلے ہم امن مفتون کو اکبر بروٹ کے لئے تسلیم ہی کے لیتے ہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کا جسد مبارک صاحب ذکر ہم اور اصحاب الموئیین کے چھوٹے میں کیسے آتا ہے۔ ایسا پوتا چاہئے تھا کہ صاحبی نے صاحبی کے لئے حضور کا لم تنه اپنے ہاتھوں میں لئنا چاہا تو اس اپنے ہی دلوں ہاتھوں کی تھیں لیاں ملکرہ کیں حضور کا ہاتھ سبب نور سیوط ہوتے کے گرفت میں نہ آیا۔ ایسا کیوں ہوتا تھا کہ حضور اسی طرح زخمی ہو جائے تھے جس طرح دوسرے احتمام تھے وسنا تھے زخمی ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ دعا کی قبولیت اور حجہ نور بخاتم

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ذرا ان ابن سعیج صاحب کا تعارف تو کیا ہے بے دلیل اور خلاف درایت ہات، تو کسی طرف سے ٹھہرے ہو جو ایسی کی نہیں اسی جاتی ہے کہ بخاری اور شیعہ کو بھی اپنی روایات کا اعتبار دشول پوری سندیں میان کریں کے بعد ہی ملے ہے۔ لیکن آپ کسی ابن سعیج کی بے دلیل بات مذکور نہ پڑتے ہیں جبکہ مسلم اہت میں ان صاحب کی کوئی بھی مسئلہ حیثیت نہیں۔ میں بیکھڑوں گزتے ہیں۔ انہیں تقدیمی تھے اور غیر تقدیمی۔ محدث بھی تھا اور غیر محدث بھی۔ خاصے لئے طرفے علماء مسلم میں سے دوچار ہی عالموں کے وہ ترمودات پیش فرمائیے جن سے پتا چلتے کہ یہ ابن سعیج کون تھے کیا تھے اور اس میں پائے کا محدث کہا جا سکتا ہے۔ ہم تو اسی جانب تھے ہی کہ اعجمیۃ الداہر علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الرد علی الکبیری میں ابن سعیج وغیرہ کا ذکر کر کے فرمائی ہے وامثال ہوئے کوئی مصنف فی زیر مذکور میں سے ہم جیکی کتابوں کتابہ من المکتب مقالہ میں اتنا جھوٹ لایا ہے کہ اسکا مخصوصہ الا ائمۃ... فصل شمارہ وزن پیش اللہ یعنی ایسا کہ لایعنی زون الصحیح من... یہ لوگ صحیح ذاتی و ایسا کے این فرق کرنیکی تہذیب نہیں لکھتے۔ ایسا کیمیں

ابن تیمیہ کا یہ ترمودہ دینے والے مکتبہ فکر میں توفی ایں اسناد ہو سکتا ہے لیکن کاظمی صاحب کے ملنے میں اسے تایید رذی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے۔ جملے ڈال دیکھئے مگر یہ تو وادی فرمادیجھے کفران فلاں فلاں تاریخی و تحقیقی شہادت سے ابن سعیج ایک ایسے بزرگ ثابت ہوتے ہیں جن کے ہر بندے دلیل دعوے کو بھی محبت بنا لینا اہست پر لازم ہے۔ بد دلیل اس لئے کہ ابن سعیج نے کوئی قابل توجہ روایت یا عقلی ثبوت تو فراہم کیا نہیں بس دعویٰ داغ دیا۔ فاماً وہ بھی علم مردی ہی کی مدد کوہ روایت سے متاثر ہے ہوں گے۔

ابن سعیج کی صحت و قطعیت کا ثبوت دینے بغیر عمارت کا بھروسہ و نائب بھی لا حائل ہوا۔ اب تیراہز لیجھے۔

(۲) قال بعضهم ويشهد له بعض لوگوں نے کہ اس مایہ نہ ہوتے کی شہادت رسول اللہ ﷺ کی ایک دلکشی اس نظرے میں موجود ہے و مسلم فی دعائی و اجعلنی

نشاہر گرد ہرگز اس کے سوا کچھ نہ ہوتا ہو گا کہ لے اللہ اکٹے مجھ
ایسا پیغام بر اور آخری بی بی اور دین حق کا مبلغ بناؤ بھی جا ہے تو اس
نشاہر کو کافی طور پر پورا فرا اور مجھے ایسا فور بناوے کہ زیادتے
زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوں ملکیں۔

جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس دعا کے ذریعہ حضور نے
اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی کہ لے اللہ اجھے سچی کا نور بتائے
یعنی حقیقی و ساتھی معنوں میں۔ وہ فی الحقيقة حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم کی توبہن کے مرکب ہیں اور انہیں فرمی کہ سرکار اگر ذمانت
متانت کے لئے داغ بنا دینا چاہتا ہے ہیں۔ ذرا سخور تو کیجئے۔ جو اللہ
کا ہے وہ تو برا یا جان پھیلاتے کے لئے معمouth ہوا ہو، جو شبہ و دوز
اسلام کی اشاعت میں تن من دھن سے لگا ہو، جسے ہمہ وقت یہی
لگن ہو کہ اپنے اللہ کا پیغام لوگوں کے قلوب میں آتا ہے اسکی وجہ
نور سے اس کے سوا کیا ہوگی کہ انسانوں کی طبی سے بڑی تعداد
میری تبلیغ و تعلیم سے صراحتہ قیم پر آئے اور ایمان کی روشنی سے
مستفید ہو۔ اس کے ماشیہ خجال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ
وہ اللہ سے اپنے آپ کو ایسی خلوق سنا دینے کی الخواہ کسے جس کی
جس سے ہی الگ ہے۔ جس کا کوئی حقیقی بشریت ہے نہیں، جو صرف
سر کی آنکھوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے دل کی آنکھوں کیلئے نہیں
اٹھ کے بانٹے ہوئے چاند سورج سامنے موجود ہوں تو کون ہو شمند
ہو گا جو اللہ سے یہ دعا ملتگ کر مجھے دھوپ بیا چاندنی بیاندیجئے تو یہ
ہزار یار تو بہ۔ ٹھیک کہا تھا کچھ دلے۔ لے کر نادان دوست سے
دانادشن بہتر ہے! یہ نادان دوستوں کی علو آمیز عصید قندیاں
فتنہ نہیں تو اور کیا ہیں کہ سرکار دو عالم کی طرف ایک ایسی آزادی اور
طلب کو مسوب کر رہے ہیں جو نوؤ باللہ من ذلک ہے یعنی صحن اور
تو ازین داعی بھی کی قیمتی کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ خوب جانتے تھے
کہ میرے جسم کا سایہ پڑنے نہ پڑنے کا کوئی تعلق میرے مقصود بعثت
ہے نہیں۔ اُنھیں اچھی طرح علم خداک اللہ نے جس خلوق کیلئے ہوادشا
دو اوصیعین فرمادیتے ہیں وہ اُس ہیں۔ اُنیٰ خلوق پاپی کے اندر ملا
ہوا کے جی ملکتی ہے، مگر ایمان باوجود اپنی اشرفتیت کے بغیر تھا
کے نہیں جی سکتا۔ دھوپ اور چاندنی اور چراخوں کی روشنی بیطہ
ہوئی ہے لیکن بشہر جسیں خلوق کا نام ہے وہ ہر حال میں ٹھوس ہی

دائعہ حراجت کے بعد ہوا ہے تو چلے لتنا ہی ب بعد ہوا ہو،
لیکن ہم درجتھے ہیں کہ دھماں سوار کے بعد بھی جسم اٹھنی تکفیر
و تذمین اور عسل وغیرہ اسی طرح ہوا ہے جس طرح دوسرے
اجسام کا ہوتا ہے ایسا نہیں ہوا کہ ماء غسل ہا کر راٹھ پھرا
گا ہو تو اسیں ہوا اسیں جھوپلی کے رہ گیا ہوا درکفن پہنaste
لگ ہوں تو کوئی مادی شے محفون نہ ہو سکی ہو۔
ہم سمجھتے ہیں عدد رجہ مغلوم ہیت اور جذباتی قدرتی کے
کے عالم ہی میں بعض اسلام دا جعلتی خوار میں سایہ نہ
ہوئے پر استدال کر لے ہیں ورنہ ہوش و حواس کی مقدول
حالت میں تو کسی سے موقع نہیں کی جاسکتی کہ اس طفیل نما
استدال کی سچی اور مصلحہ خیزی سے بے خبر رہے۔ لفظ
”نور“ قرآن میں کم سے کم تین چالینہ بار دا استعمال ہوا ہی
ہے، اُن مقامات کے سوا جہاں اللہ جل شانہ نے خود اپنی
ذات و احباب الوجہ کا ذکر فرمایا ہے کسی بھی مقام پر وہ نہیں
لیانا اھلکن نہیں ہے جو مذکورہ قانین میں پڑھرسیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ تیرنڈ کردہ دعا اسست تو بھی
تلقین کی گئی اور یہ سے پڑے اولیاً اللہ سے پڑھتے رہے، لیکن
شاید کسی کی بھی قبول نہیں ہوئی ورنہ ”نور“ بن جاستہ اور سایہ
نائب ہو جاتا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تو بس اسی
ہی متفقعت اس کی بناستہ ہیں کہ میں نے جس شخص کو دس عاکی
پابندی کرستے دیکھا اسستہ برکت اور فروانیت میں پھرا ہوا
پایا۔ (عوارف المعارف)

اگر کاظمی صاحب اور ان کے ہم شریب ھند پر نہ آئیں تو
یہ بانسا اور مانسا شوار نہیں ہے کہ قرآن و حدیث میں نور بالعوم
ایک ایسی کیفیت کے لئے بولا جاتا ہے وہ خیر و برکت سے عمور ہو،
جس سے اللہ کے احکام و مرضیات کی معرفت حاصل ہو، جو نفس
کو عصیت، اکینہ وحد جو دنہ خود اسی طرح کی دیگر صفاتِ رذیلہ
سے توشیح کر دے اور نوری کا تفتریلکن جامع نام ”ایمان“ بھی ہے
جیسا کہ آیات قرآنی میں آپ دیکھچکے۔ اسی جب واجعلتی فوراً
والی دعا مانگیں گے تو مقصود اسی ایمان کا لی کی طلب اور اسکی میتو
سید کی تباہ ہوگی۔ اور رسول التحجب یہ دعا فرماتے ہوں گے تو آپ کا

ایک روایت نقل کریں اور ہم یہ جانے بغیر کو صحابی سے ان سک یہ روایت کن ذرائع سے پہنچ آمنا و مدد فنا کہہ اٹھیں۔ زرقانی یا شہاب الدین وغیرہ کی عمارتوں میں حفقر دلائل عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں ایکس ہم نے یہاں قصد انظراندا کر دیا ہے کہ ان کی بحث مباحثت عقلی کے ذریعیں ہیں ہو گئی۔ فی الحال تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ”حدیث“ و ”قرآن“ کی حد تک یہ تھا وہ محل سرماں نگریں ظل کا جسے وہ اپنے دعوے کی اصل دلیل قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد کاظمی صاحب نے فرمایا۔

”اس میں شک نہیں کہ حدیث ذکر ان ضعیف ہے
لیکن ایسی نہیں کہ بالکل ساقط الاعتبار ہو چکا
کہ اسے موضوع کہا جاتے۔“

خد آپ کو سلامت رکھ۔ زرقانی تو جائے کہ حدیث مو ضعیف کیا تعریف ہے؟ ایک ایسی روایت ہے جس میں ایک رادی ہی کا نام حذف ہوا وہ بھرجن صاحب سے اسی ایت کا تخفیل ہے ان کے اوصاف ناقدرین رجال نے وہ بیان کئے ہوں جو ہم سمجھیں کہ آئے الگ یہ روایت بھی ساقط الاعتبار نہیں ہے تو پھر وہ اکھڑوس لاکھ روایتیں بھی قابل اعتبار ہوئی چاہیں جن میں سے مخفی چیز ہزار چھانٹ کر باقی کو محذیں و ناقدرین نے ردی کر دیا ہے۔“ چہ جائیک“ بہت خوب رہا۔ ہم لہتے ہیں ”مو ضعیف“ تودر کنار اگر روایت کی تردید کر لئے اس سے بڑھ کر بھی کوئی لفظ ہوتا تو یہ روایت اس لائق تھی کہ اس کیلئے وہ بولا جاتا۔

آپ نے ساقط الاعتبار نہ ہونے کی دلیل دی ہے۔“

”اس لئے الگ یہ حدیث بالکل ساقط الاعتبار یا مو ضعیف ہوتی تودہ جلیل القدر الگ حدیث جس کی عبارات ہم اپنے بیان میں نہایت بسط و تفصیل سبق کر آئے ہیں پر گز اس روایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی تائید ہے۔“ میں میں ذکر کرتے۔“

بے علم عوام کو تو آپ اس طرح کی دلیلوں سے مخدود کر سکتے ہیں لیکن ایں علم کے یہاں ایسی طلبی باقاعدہ کا لوئی ہے

یہ ہے۔ کیسے مکن ہے کہ اللہ کا رسول ابتدی غیر مبدل صفت کے منافی دعائیں۔ پھر یہ بھی سوچئے کہ ازدحامِ قرآن بشر کی عظمت کا مدار اتفاقی اور طاقتی اہی پر ہے نہ کہ جسمانی حسن و قبح پر چاند سورج کی روشنی اگر بیطبیت ہے اور بشر بجاہ غیر بیطبیت ہے تو روشنی اس بیطبیت کی وجہ سے اس سے اشرف و مقدس نہیں ہے میکن فرشتوں اور جنون کو دیکھتے وہ تو غیر مرثی اور لطیف تریں، لیکن ان یہ بھی شرف بشری کو حاصل ہے حالانکہ جسمانی ترکیب کا اعتباً سے بنتا گیفیت بھی ہے اور متعدد جوانح کا تجھیخی تدبیح خنوڑ کیوں نو حصیقی بنائے جائے کی دعا اسٹگے۔ ان کا نشانہ لازماً اور قلعاؤ ہی، نوی مخصوصی ہو گا جس سے اضافی شرف پڑھتا ہے اور جس کو نور ایمان سے تعمیر کرتے ہیں۔ کسی بچے کا ذہن تو یہ ہو سکتا ہے کہ کاش میں چند ناموں ہوتا۔ کاش میں ہمہ ہوتا کہ آسمان کی پہنائیوں میں اٹڑا بھرتا۔ کاش میں نخاس استارہ ہوتا وغیرہ لیکن ایک صحیت مند اور سنجیدہ ذہن۔ یہ اس طرح کی دعاوں کی توقع کوں کر سکتا ہے۔ بڑی ناروا جراحت ہے یہ کہنا کہ سرکار دو عالم تک اللہ سے اپنے آپ کو سائنسی و میکنیکی معنوں میں نور بنا دیتے کی طلب کی۔

کاظمی صاحب نے آئے متعدد کالوں میں زرقانی اور قاضی عیاض اور شہاب الدین رحمہم اللہ کی جو عبارات میش کی ہیں، ان سب کا مدار اسی مذکورہ روایت اور ابن سیع کے قول پر ہے۔ لہذا علم و استدلال کی بارگاہ میں ان کی کوئی قیمت نہیں رہ جاتی۔ یہ لوگ الگ کچھ صدیاں پہلے پیدا ہوئے ہیں وہ علماء کی صرف میں شمار ہوتے ہیں تو اس کا یہ طلب نہیں کہ نکرد نظر کی طلبی سے بالآخر ہو گئے۔

اب رہا زرقانی کا شرح مواہبہ میں بال بعض اور عملاً کا اپنے مصنفات میں یہ کہنا کہ ابن المبارک اور ابن جوزی نے بھی ابن عباس سے سایہ نہ ہونے کی روایت کی ہے تو ضروری ہے کہ اس روایت کی پوری صورت سامنے لائی جائے تاک علم و فن کی روشنی میں جانچ پر بکھر کی جائے مجتہدین جب تا عین تک کے مسلط کو بلا جھت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تو یہدی کے کوئی شخص یا اشخاص کا یہ تبریز کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ صوابی سے

کو زیر بحث روایت پر اعتبار کرنے سے امام تھاری ...
امام احمد، ابن بردی، ابوذر، حاکم، ابن حجر، صالح بن محمد، ابو
یسیم، ابن عدی، رحیم الشاذی، عظیم حضرات موروث طعن بن جائیہ
کے یہ سب تو اس روایت کے پیش کنندہ عز الرحمن بن قیس کو جھوٹا
اور ناقابل اعتماد بلکہ ناقابل تذکرہ تکسر رکھتے ہیں اور آپ
خم ٹھونک کے کہتے ہیں کہ کہے جاؤ کہم تھاری نہیں ہیں اور اس
اس شخص کو معتبر رکھنے کے !

اہل علم جلتے ہیں کہ علم حدیث کی فتنی بنیاد اس امرِ رجال
پیدا ہے اور رجال کی معرفت جن حضرات کے ذریعہ ہوتی ہے اُنھی
کو موروث طعن بنادیت کا مطلب یہ ہو گا کہ علم حدیث کا اور اقصیر گرا
دیا جائے۔ نرقانی اور سیوطی اور بحوری جیسے ہزار متاخرین بھی کسی
روایت کے سلسلہ میں خطاء و خیہر جائیں تو اس سے کوئی بڑا شاد
نہ ہو میں نہیں آتا۔ لیکن کتب رجال ہی سے اعتماد اٹھ جائے اور
امم مقدمین ہی غیر معمد فراد دیدتے جاتیں تو علم حدیث کی حرمت
بنیاد تک باقی نہیں رہے سکتی۔

کسی افسوس ناک بیہقی بے کر بعد کے چند علماء کو تو اجادہ
رہیاں کا درج دیدیا جائے اور ان ناقدین و انہوں کو نظر انداز کر دیا۔
جائے جن کے دم سے تصریح حدیث کے دیوار و درقا کم ہیں۔
اور سئٹے ! اہل بحث کے علماء کم علم عوام کو عوام ایک طبقی
نفرے نے بھش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہی کا طبع صاحب نہیں
بلکہ فرمایا ہے۔ کہتے ہیں :-

”علاقہ ازین الواب انصاف و منافی بیرون ضعاف کا
معتر ہوا ایک حقیقت نا تبرہ ہے جس کا انکار حصہ حصہ
اصفاف ہے !“

افسوس بے ملکوں کے با تھوں علم کی طبقی پلید ہوئی اور سبق طلب
نے علم حاصل کر کے اس کا وقار بخروف کیا۔ کاظمی صاحب کے ذکر کرو
نقربے غاظ بھی نہیں فلطف در غلط ہیں جس پر یہم قدر تفصیل سے
اس لئے کلام کرتے ہیں کہی اسند لال اکثر لوگ بدعت خرافات
کے بذرازیں ہیں کرتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ ما یہ نہ ہونے کی دلیل میں متعدد
حدیثیں ہیں جیسی نہیں میں یہ ایک حدیث ذکر ان ہے جسے ”وضع“

نہیں۔ کتب مدد اوزان میں اُن بھتوں کو اُنھا کر دیجئے جن میں
کسی روایت کے مرتباً و مقام اور حقیقت جیت پر لفستگو
ہو رہی ہے۔ یہی سطہ گاہ کہ بر عالم فنی، اصولی، دلائل پیش کر رہا
ہے۔ راویوں پر حرج و تعذیل ہو رہی ہے۔ من پر کلام بے غیر
یہ نہیں بلے گا کہ ایک فرق تو فرقی دلائل پیش کر رہا ہے اور وہ فرق
فرقی نے ان دلائل سے صرف نظر کر کے یہ ربط لگائی شروع
کر دی ہو کہ فلاں فلاں چند اشخاص نے اس روایت کو
صحیح کہا ہے۔ لہذا ہم اس کی عدم صحیح کو نہیں مانتے اُو
روایت چاہے کیسے ہی ہوں ہم تو اسے ضرور ہی قبول کر لیں
پھر رفقانی اور ابن سیع اور زرین اور شہاب الدین
اور قاضی عیاض اور بیکری جیسے حضرات آپ کی داشت
میں ”المُرَدْ حَدِيثٌ“ ہوں تو پوچلیں میں مخاطا اہل علم اخھیں
یہ خطاب نہیں دیتے اور اگر دین بھی تو کیا آپ اتنا بھی نہیں
جانتے کہ معدود چند کتب حدیث کو چھوڑ کر اباقی تمام
کتب حدیث میں سچی اور جھوٹی معتبر اور غیر معتبر۔ ھر کو اور
ھر کوئی سب قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ یہ مستدرک،
پیغمبر احمد شافعی، پیغمبر عبید الرزاق، پیغمبر ابی
شیبہ، پیغمبر اسما علیی، پیغمبر فردوس در طلبی، پیغمبر مزار، پیغمبر
ابی مسلم ان میں سے کون ہے جس میں ضعیف، منکر اور ہو ضرع
روایات نہیں ملتیں، تو کیا زر تانی وغیرہم ان سب سے بالآخر
اور معصوم ہو چکے کہ ان کی صحیح کتابوں میں کسی ہو ضرع و مکروہ
روایت کا پایا جاتا امر محال ہمیرا۔ آپ کہتے ہیں :-

”بن احادیث ضعیف سے اہل علم نے اسند لال
کیا یا اخیر کسی مسئلہ کی تائید میں پیش کیا اخھیں
علی الاطلاق ساقط الاختبار فرار دینا کسی طرح
جاائز نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایسی صورت میں وہ
تمام حدیثیں اور علمائے اسلام موروث طعن و ضرر
پائیں گے جھوٹوں نے ان احادیث کو کسی مسماۃ
شرعیتی دلیل یا اس کا توثیق فرا رہیا ہے۔“

اہت کے ہزاروں ہزار علماء میں سے معروضے چند
علماء کا موروث طعن بن جا اتو آپ کو پسند نہیں، میں کیوں جھوٹوں جا

یحییٰ بن معین اور ابو یکر ابن العربی رہمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ ضعیف روایات سے کسی بھی معاملہ میں جوست کیا گئا تو اور اخھیں لائیں قبول تجھنا غلط ہے۔ تو معالم ہوا کہ مذکورہ اصول تمام علماء کے نزدیک مستقیم علمی نہیں ہے۔

چوتھے حدث ضعیف کو مقبول قرار دینے والے بھی علی الاطلاق ایسا نہیں کہتے بلکہ عین شرط الظلام کرتے ہیں جن میں کی ایک شرط یہ ہے کہ: حدیث احادیث و عقائد سےتعلق نہ ہو۔ ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ مذکورین مثل سایہ نہ ہونے کو ایک عقیدے کے طور پر ثابت کرتے ہیں اور اپنے مخالفوں کو فرایاد سے خالی اور بد عقیدہ وغیرہ کہتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حدیث ضعیف کے قبول کی شایادی شرعاً ہی غائب ہے۔ قیاس بھی ظاہر ہے کہ سایہ ہونا زہو نامہ اعمال سےتعلق کوئی چیز نہیں نہ اس میں زہو و تلقی کی کا کوئی درج ہے۔ لہذا ضعیف روایت کے قبول کا اصول اس میں کوئی جملے گا۔

ایک اور شرط ایں علمی بتائتے ہیں جسے این جگہ کے الفاظ میں سنئے کرو۔

ان یکون الضعیف غیر	وہ حدیث ضعیف تو پر مکر ہے
زیادہ ضعیف ہو۔ پس جن ایت	شدید الضعیف فیخرج
میں کوئی ایسار اوی ہو کے لئے	من انفراد من الکذابین
والمحتصیمین بالکذاب	جھوٹا شمار کیا گیا ہو دہ قبول کے
+ + + +	دائرے سے نکل جائے گی۔

اس شرط کا حال بھی ناظرین دیکھ چکے کہ زیرِ بحث روایت میں کس انداز کے راوی ہیں۔ موضوع نہ مانتے تب بھی ضریب ضعف تو کھلا ہو گا۔

اس صورت حال میں کیا قیمت رہ جاتی ہے اس استدلال کی جو "علادہ ازیں" کہ کہ میش کیا گیا ہے اور جسے ابھی ہم نے نقل کیا ہے۔

احساس کاظمی صاحب کو بھی ہے کہ لے دیکھے ایک ہی تحدیث ذکوان بھی جو ہمارے لئے سوارہ ہی ہوئی تھی اس کی سڑ علم و فن کی کسوٹی پر تائی ثابت ہو گئی۔ اس تائی کو سونا

سے کم کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے" ضعاف" کی بات کرنا یہی ہے کہ یا تو قوی روایتیں کاظمی صاحب نے بیان کیں ان کا حال ناظرین کو ہی پکھ کر ان میں سے ایک جس بھی سایہ نہ ہونے کا ذکر نہیں، بلکہ وہ اُس ناقب کی ثابت کرتی ہیں کہ ضعیف سچی نہ ہوئی تھے۔ ازان تھے ٹھوس اور ذہنی ہم۔ تب اس اصول کا ذکر چشمی دارد کہ فضائل و مناقب میں صفات معتبر ہوتی ہیں۔

دوسرے فضائل کے ساتھ مناقب کا لفظ بڑھانا بھی یا تو جعل ہے یا فریب ہے۔ ضعیف روایات کا فضائل احوال میں مقبول ہونا بے شک ایک اصول ہے، یہیں مناقب معتبر ہونا ہرگز کوئی اصول نہیں۔ "مناقب" تو افراد و اشخاص کے اوصاف حمیدہ کو کہتے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ مناقب میں ضعیف روایات مقبول ہیں۔ اصول حدیث سےتعلق کتابیں اٹھا کر کیتے ہیں فرمودی "حافظ معاوی، ابن الجامع" ایو الحسنقطان، علما۔ جزاً نو دی "حافظ معاوی، ابن الجامع" ایو الحسنقطان، علما۔

قصص اور ترغیب و ترمیب میں بعض علماء نے کم تو یہ روایتوں کو مقبول نہیں۔ فضائل اشخاص و افراد کا ذکر کوئی بھی نہیں کیا تھا کوئی ممانع کے کہ فضائل اعمال اور عین آموز

تمہرے جس چیز کاظمی صاحب دھرمتے سے "حقیقت شایر" کہ رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز متفق علیہ نہیں، بلکہ کوئا نظری یا کم علمی افہم ایسا مکان کر دیا ہے۔ لکھتے ہی ملکاتے اصول اور تحقیقات حدیث ضعیف کو کسی بھی شیئے میں لائیں قبول نہیں مانتے" توجہہ انظر" اٹھا کر دیکھئے، ص ۲۹۲ پر علماء الجزاً نوی کا ارشاد ہے "روذہب قوم الی عذر" اور ایک جماعت اسکی قائل جو ازالہ حذد بالحدیث ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل و اعتماد کسی صورت میں بھی درست نہیں چاہے وہ فضائل کی ہو یا

قصص کی۔

اسی تو جمہر النظرین این عذر اکیر پر ای شامدر کی تنقید موجود ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ضعیف و مکر و روایات کو فضائل اعمال میں قبول کرنا بھی بلکہ پایہ محشرین اور ائمۃ اصول کی بھگاں میں خطاب ہے۔

ام الائمه جعفری، راس المحدثین سلم، علامہ ابن حزم

بخاری و مسلم نکل کا اعتبار ان کی سندوں سے قائم ہے۔ وہ عجیب کی طرف منسوب شدہ روایت کی جب تک پوری سندوں نہ ہو گئی کوئی بھی اہمیت اسے نہ دی جا سکتی۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی مخصوص طاد و قابل اعتماد نہ بیان کرنا کسی لکھنے میں چھے ہی نہیں۔
یامشلاً وہ فرماتے ہیں :-

”ہاں اب بعض روواۃ کی چوتھت سے اس کا ضعف ہے
ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس حدیث کی صرف ایک
روایت ہےں بلکہ ایک سے زائد روایتوں سے
یہ حدیث مروی ہے جیسا کہ زرقانی کی مذکور اور تر
سے ثابت ہوتا ہے“

پھر وہی زرقانی۔ انہر کے بند و زرقانی نے اگر ایک سے
زائد سند بیان کی ہی تو ایک سانچے لاؤ نا۔ جو ایک سند
ہمیں مل سکی تھی اس کا جائز اور تو ہر شخص نے دیکھی پیدا۔
اب مزید کوئی سند نہ ہے تو وہ بھی پیش ہو۔ ہم دیکھنے کے علم و
فن کے اعتبار سے اس کا یہی حال ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ زرقانی
جمع خرچ کے حالتے ہو اور ستما تے فن سے آنکھیں چار ہیں کرتے
اس مقام پر کامی صاحبیتے مولانا بشی پر بھی پھیستے تو ہے
ہیں۔ اس سے تو ہم ارشاد اوت سلف کے ذیں میں تعرض
کریں گے۔ البتہ مولانا مودودی کی ایک تحریر سے جو انہوں نے
ہمارا لکھا ہے اس کا جواب عرض کر دیں۔

مہارا شاہ کا استاذ ناصر الدین نے پردے کی بحث
میں مولانا مودودی پر ایک مرسل اور ضعیف روایت بے دليل
پیغام نے کا اعتراض کیا تھا۔ اُن کا جواب مولانا مودودی نے
دیا تو وہی بھی اُن لوگوں کے لئے تسلی کا شہزادی اُن گنجوئے اور
جھوٹے متینوں میں فرق نہیں کر سکتے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ مولانا مودودی اور استاذ ناصر الدین
کے درمیان ایک ضعیف روایت کی بحث تھی نہ کہ مٹھوٹی کی۔
مخصوص روایتیں اگر تو بھی ایک بھی مخصوصون کی لی جائیں تو وہ
مخصوصون ردی ہی رہتے ہا۔ حدیث کو ان ایسے آخری روایی
کی خستہ حالی ورسوائی کے باعث مخصوصوں تک می خطاپ کی

دھکائے کے لئے وہ کیا گروں کے سے نوع باروع نئے استعمال
کوئتہ ہیں۔ مثل :-

”چونکہ اس حدیث کو بھی ملکہ محمد شمس نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی دلیل یا
اس کا توثید قرار دیا ہے اس لئے اسیں ایسی
وقت پیدا ہو گئی حس کی وجہ سے اسے بالکل یہ سلطان
الاعمار کہنا ورزت ہیں۔“

کسی معروف و مستند حدیث کا نام تو کاظمی صاحب
پیش نہیں کر سکے ہیں اُن ان کا یہ نظری ضرور معلوم ہوتا ہے کہ
جس نے بھی اس روایت سے ان کے عقیدے کے مطابق
استدلال کریا وہی حدیث بن گیا۔ کسی روایت سے امت
کے مددوں سے چدا فراز کا دلیل پڑتا۔ اگر اس روایت کی وقت
میں اضافو کر سکتا ہے تو پھر بے شمار ہو جنہوں روایات کے لئے بھی
اُنہیں مل کو پارس کی پھری یا تھا کہا جاتی ہے۔ جن موضوعات پر
بعض نہ بھی لگہ ہوں۔ کے فکر و نظری عمارت قائم ہے اُن سے تو
استدلال کیسے دلے اس گروہ کے لئے شمار عالم مل جائیں گے
اوہ صحیح طور پر تکرہ چونکہ امت مسلم ہی تھی شامل ہیں اس سے
اس سے بھی انکار نہ کیا جاسکے گا کہ یہ استدلال بے شمار مسلمان
علماء نے کیا ہے۔ پھر تاہلیت کی خلیفیادی روایات کی وجہ
اور قابل تبول ٹھیک نہیں گی!

صیحت یاران طریقت بعد ازاں تیارا
یامشلاً وہ کہتے ہیں :-

”علاوه اُنیں یہ حدیث صرف ذکوان سے ہیں بلکہ
سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
بھی مروی ہے جیسا کہ زرقانی علی الموصوفین ہے۔
یہ زرقانی کا حوالہ تو کی بارہ یکمین گرستکرین غل اخسر
کیوں نہیں بتاتے کہ ابن المبارک اور ابن الجوزی تک یہ روایت
بچھی کن لوگوں سے۔ یہ خوب نہیں کہ بارہ حضرت ابن عباس نے
کا نام لئے کہ رعیڈ الا جامائے۔ حالانکہ اکثر جھوٹی اور من گھوڑی
روایات کے ساتھ بھجو یار وگ کسی نہ کسی صحابی ہی کا نام جڑ دیتے
ہیں۔ زرقانی پھر نہیں تھے کہ وہ جو کچھ کہیں بے سند مان لیا جائے۔“

ست حق نہیں۔

رسول اللہ کی بشریت اور عجہ دیت سے کہ مباحثے میں فتویٰ آن د حدیث کی حکم فحوص جس مزاج و روحانی کی تربیت کرتی ہیں سایہ نہ ہونے کی روایت تو اس کی خدھر ہے۔ اس سے تو اس غلو کو شرطی ہے جس سے اللہ اور رسول نے بتا کی منع فرمائی ان کھلے ہوئے فرقوں کے باوجود کاظمی صاحب کامولانا مودودی کی تحریر سے دلیل کھٹنا "فی میں میں منع الفارق" نہیں تو اور کیا ہے؟

مولانا مودودی کا یہ ذرا اگر:

"ابن جریر اور قیادہ نہ تو قرآن سے اس قدر ناواقف ہیں کہ ایک چیز اس کے خلاف یہ مگر انہیں اس کا احساس نہ ہوا اور نہ وہ ایسے جوی ہیں کہ جان بوجہ کر ایک نیا الفہر قرآن ہات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ سوپ لیوں۔"

تو اگرچہ اس طریق استدلال کو ہم مولانا مودودی کے علمی مزاج سے ہم اچھے نہیں پاتے بلکہ ان کی اکثر تحریریں اس طریق کو غیر معتبر بار کر کر اپنے ناہم انتہے حکم ہی مان لیا جاتے تو مذکورین ظل کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مولانا مودودی اور استاذ احمد الرین کے مابین زیر بحث مسئلہ قانون شریعت کا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قانون جد بالی لگاؤں سے لمبڑا ہوتا ہے۔ قانون کے دائرے میں چھپی عقیدہ تمنہ یوں کا سوال نہیں پر اچوتا مسئلہ یہ خطرہ موجود نہیں ہے کہ ابین جریر اور قیادہ جیسے لوگ جزویات کی نہیں بہت گئے ہوں گے۔ لیکن سایہ نہ ہونے کا نیسا دی تعلق ذات رسولؐ کی عقیدت سے ہے۔ انبیاء کی عقیدت میں انتہی کہاں تک گئے اس کی نظر نہماری کی تیزیت نہ موجود ہے۔ ابی یزدعت کے ان داہی عقاید میں بھی موجود ہے جنکا محل حضورؐ کی بشریت سے انکار اور عالم الغیب ہوئے اثبات وغیرہ کے مسئلے سے بنتا ہے۔ بڑے بڑے علماء غلوتے عقیدت کے دھانکے میں بہت گئے ہیں۔ سایہ نہ ہونے کو اگر بعض علماء سے قرآن و حدیث کی تعلیمات و تصریحات کے خلاف نہیں مجھا تو اسے عقیدت ہی کا غلو کہا جائے گا احتک کر علمی دینی سیخ پر اس کا معقول ہونا ثابت نہ کر دیا جائے۔ ۱۲

دوسری بات یہ ہے کہ مسلم روایت کے قبول میں اختلاف ہے جیسا کہ تم عرض کر آئے۔ اب اگر بعض مسلم روایتوں میں وہ شرط الطیبی جائیں جن کے پاسے جانے پر بعض علماء کے نزدیک وہ لائق قبول ہو جاتی ہیں تو کوئی حرج نہیں الگی علماء انھیں قبول کر لیں۔ میکن یہ ذکوان والی مرسل یا ان شرایط سے خالی ہے جس ساکد دفعہ کیا جا چکا۔ پس ان علماء کے نزدیک بھی اس سے بحث پکڑنا جائز نہ ہو گا جو مرسل سے اجماع کے قال ہیں۔

تیسرا بات یہ ہے کہ پردے کا مسایق فقر سے تعلق رکھتا ہے، لہذا اس میں فقہاء کا فیصلہ لیکیا اہمیت رکھے گا۔ شب مولانا مودودی کا فردا جایا ہے کہ:-

"فہرستی ملکی بالقبوں باقیہ احادیث کے ضعف میں نہیں بلکہ اس کی قوت میں اضافہ کرنی ہے۔"

"ملکی بالقبوں" اس ارشاد میں خاص اہمیت کے افاظ ہیں۔ ان کا اسعادی وقت ہوتا ہے جب متعلق حلقوں میں اسے قبول عام حاصل ہو۔ بے شک جس نظر مولانا مودودی کے نے حدیث مسلم کے استشهاد پر مش کیا ہے اسے فقہاء کی غالباً تین اکثریت کا بیوں حاصل ہے۔ لیکن سایہ ہونے نہ ہونے کا مسئلہ فقر کا مسئلہ نہیں عقائد کا مسئلہ ہے۔ اس میں علماء سے اصول و عقاید کی آراء مسند ہو سکتی ہیں۔ کاظمی حصہ نے عقائد کی کسی ایک کتاب کا نام بھی نہیں لیا۔ اس کسی امام کو شہادت میں لائے۔ چہ جا یکہ المکتبہ عقائد کے حلقوں میں عقیدے کی "ملکی بالقبوں" ثابت کریتے۔ وہ نام لیتے ہیں وہ ان لوگوں کا جو مجموعی حیثیت سے چاہئے کہتے ہی مشہور حالم ہوں لیکن معروف معنوں میں نہ حدوث ہیں نہ امام العقائد چوچی بات یہ ہے کہ تحفظ عصمت اور پردے کے ارادے میں اسلام کا جو مزاج و روحانی صورتی و حکم فحوص سے ثابت ہے مولانا مودودی کی استدلال روایت اسی مزاج و روحانی سے ہم آجھا اور اسی کو تقویت دینی والی ہے۔ لہذا باوجود ضعف ہونے کے لازماً جھوٹی ٹھہریں قرار دی جا سکتی۔ اسکے بخلاف

بازگشت

مسایر رسولؐ کی بحث میں یہ تبریزی قسط
کتابت ہو چکی تھی کہ اسی سلسلہ میں اپنی تاپزیر
ہستی کے متعلق درج ہند کے ایک فاضل بزرگ کاشش پارہ ناظری
گفتگو حصر ہولانا ہیں بلکہ ہی۔ اے بھی ہیں۔ ہمیں اس کا تو
ملاں ہیں کہ اس شہر پارے میں ہمچکے اس طرح تبریزی
کی تھی ہے کہ اس کی مثالی تبریزے درجے کے بازاری طقوں کے
سوالیں مشکل ہی سے علیگی۔ لیکن اس کا افسوس ضرور ہے
کہ فضالتے دلوبنے کے حسن تقریر و تحریر کے بارے میں جو
بدگانیاں علی طقوں میں پیدا ہو چکی ہیں انھیں اس شہر پارے
سے بہت کچھ تغیرت تفصیل ہوتی ہے، اور اس کا بھی صدر
ہے کہ یہ شہر پارہ ایک ایسے جریدے سے میں اشاعت پذیر ہوا
ہے جو الگ جو علی وادی طقوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن
اسے استاذ قاسم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدفن رضاہم
علیہ کے عالی قدر صاحزادے مولانا الحسن سید اسماعیل صاحب دامت
برکاتہم کی تجلی و سریعی کا شرف حاصل ہے، ہم پرے قسم
امستاد نادے سے دست پست عرض کریں گے کہ دلائل شہریہ
پڑھیے عظیم المرتب یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلاہ نقد فائیں
اور غور فرمائیں کہ اس طرح کی مبنی، اور کچھ خصیت کے لئے بھی اور جملہ
منتبین دارالعلوم کے لئے بھی کس قدر سوانحی کا باعث ہو سکتی
ہے۔ لفظیوں ہے کہ رسول اللہ کا سایہ تھا یا نہیں تھا۔ صاحب کی
راستے یہ ہے کہ مایہ تھا اور سایہ نہ ہوتے کا عقیدہ علمی و عقلي
اعتبار سے درست نہیں ہے، اپنی راستے کے اثبات میں عاجز
فرودی مارچون ہے میں کہماں دلائل پیش کر چکا ہے اور اب
بھی قسط وار پیش کر رہا ہے، الگیں کو اس سے اختلاف ہے
تو اسے لازم ہے کہ دلائی کو دلائی سے کاٹے اور ملی زبان
میں سمجھدہ گفتگو کرے، یہ کیا جائے اپنے ہے کہ ایک صاحب الحجۃ
ہیں اور افضلتوں کی کمی ڈال کر اس پیش فرماتے ہوئے انتہائی
حالمیاں اور بیرونہ گفتلو شروع فرمادیتے ہیں، یعنی حمد
اپنی جگہ درست، لیکن ہر علم و فن کے کمہ آداب ہیں، انسانیت
شرافتی کے کچھ تقاضے ہیں، دیانت و مذاہت کچھ حدود کھٹی ہیں

بهر طرح کے ادب و حدود کو بالائے طاقت رکھ کر نہیں سمجھا
اور ضمک خیز اندماز میں دل کا قبر رکھا تے بیٹھ جانا اور نفس کی آنکھ
ان مقدس صفات پر دھونے کی حوصلت کرنا جن کی گلوفی ایک
حصہ شخصیت کے ذمہ ہو، بڑی بھی رسوائی بات ہے۔ بہا
خیال ہی نہیں یقین ہے کہ اگر اس جسمیہ کو دعویٰ کوئی سمجھی
حلقوں تاریخیں پیش کروکا تو اس پر گل انشا نیاں پہاڑیں کر لیتی
ہوں گی، اور اس کی بردباری ماخمنی رہ گئی کہ یا الہی! اتنے لفظ
بہرچہ میں الجی پوچھ تحریر اے

لعن و لعن، سب دشمن اور افتر پر داریوں پر چل مظاہر
ہمارے لئے کوئی نہیں ہیں، تھجی کی خلدادا مقولیت، اسے
مشکلات کی مقولیت، اور اس کے معنوی حسن و جمال کی کشش
کبیدہ خاطر بینے والوں کی تعداد بہت ہے، اور ایسے اخبارات
رسائی بھی کافی ہیں جو علم دارستان کی باری کر بڑی باتی
اور تبریزی باری پر اتر آتے ہیں، لیکن ان کی صفتیں اس جریدے
کو شامل نہیں ہوتا چاہئے تھا جس کے وجود کے ساتھ استاد
معظم بولستاناد فی کے خلواوادے کی تقدیمیں کو تسبیت حصہ
حاصل ہے، ہمارے نے تسلیم کرنے والے مکانیں داریں ملک
کا اس طرح کی بوالغضنوں پر توجہ دیں۔ لیکن نزد کوہ شیخوار
پر تھوڑا اسا وقت بردا کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کا طبق
ایک فاضل دارالعلوم کے قلم اور ایک ہالی مرتب صاحزادے کی
تکرانی میں نکلنے والے جریدے سے سے ہے اسی بھی قابل دارالعلوم
کے علم و فضل کی روایت خود بہاری روایتی سے کہم بھی تقدیر الہی
قشلاقے دارالعلوم ہی کے زمرے میں شامل ہیں، ہم اپنے قلم اس
زادے کی خدمت ہالی میں لذارش کریں گے کہ وہ فاضل مضمون
کو تھوڑا اسدارس انسانیت دین اور تبیر فرمائیں کہ اسے صہیل
عاء کے متواترے! علم و شرافت کی کچھ تو آبر و رکھے، وقت اس
متاثر کی اونچی سطح سے تھیں عدل و شرافت اور ادب و لگاؤ
کی ہمولی سطح سے تو کلام فرمائی۔ ہلاں العرب مکی کی تقدیریں
طنز و مزاح ہی کا شوق پورا کرنا ہے تو اس کے لئے بھی سلیمانیہ
ہے۔ طنز و مزاح کا فن بہت اونچا ہے، بشرطی قلم کار اس کے
مزاج، اس کی حدود اور اس کی تکنیک کو بھتنا ہو اور راست

ایمان سے کہتے اس میں اور نہ زیان میں کوئی فرق
کیا جا سکتا ہے؟ ”در تخفف“ اول تو مادر عثمانی کا نہیں
دار الفیض رحمانی کا ہے، پھر اس کیا بنی؟ بھی تاکہ بعض وعائد
کے بخاد میں بنتلا ایک شخص برخلاف زیان پہلاتا ہوا بے حالت
اس ریچارے کو مفترکرتے اور کالی دینے کا بھی سلیقہ نہیں۔

آگے

”دلی میں بس سے اترتے وقت حب قوں لیں ہمارا
تماں سے بھی مذاقب عامری میں چار چنان
لگ جلتے ہیں۔“

لورجھٹے پر بھی؟ آپ یا جو دیدہ مذکور کے قارئین پر بھی سرگزشتوجہ
سلیں لے رہے تو خود ہم لمحے کے، البتہ کوئی کرنی چاہئے کہ کچھ وصیہ
خود صاحب تحریر اس کا مفہوم بتاتے پر مجبور ہوں گے۔

آگے

”عامر عثمانی برہان شریف کے روز کے بھی خیں رکھا
کرتے ہیں۔ یہ انکشاف ان کے ایک ایسے عزیتے
کیا جو رہان شریف میں دن میں ان کو کھاتے
دیکھے کہ عین شاہم ہے ما در بھی بھیب و غریب
انکشافتات میں جو اندھہ کے لئے محفوظ ہیں۔“

اچھا ہوتا اگر یہ اور انکشافتات بھی باختوں ہاتھ دوشاگاف کر دئے
جائے تاکہ دل کا کچھ اور خاکہ نکل جاتا۔

آگے

”شایدے نوشی تو نہ فرمائے ہوں گے مگر ایسا انداز
ہوتا ہے کہ شوق میں نوشی خوب ہے۔“

وعلی ہذا القیاس۔ ایں نظر اضاف فرمائیں کہ کیا کہنی پر دری اور
ذائق عناد کی اس سے واضح مثال بھی کوئی ہو سکتی ہے، تحقیق ہو یہی
ہے سائیر رسول کی اور باتیں ہو ہیں یہ تو علی قدر
متلئ دین و داش لٹ کنی اللہ والوں کی
ہمیں اپنی شاعری یا شاہنامے کی علمی و ادبی حیثیت پر کچھ
نہیں کہتا۔ ہزاروں ہیں جنہوں نے مشاعرے میں ہمارے شعر
سے اور سائل میں پڑھے ہیں، ہزاروں ہیں جنہوں نے شاہنامے
کا مطالعہ کیا ہے، اس پر ہو تو قریسائل میں تصور ہے بھی ہوئے ہیں

برتے کا بھی سلیقہ رکھتا ہو۔ لیکن بھی فن دنیا کا بیرون فن ہے اگر
ایک اناڑی بچکوں کے ساتھ اس میدان میں شکودروں اسے لے
جہاں دہنڈہ صحن جیسا تبرازی مخصوصہ ہو تو سایہ رسول ”میسے
علمی بحث کی آزمی ضروری نہیں، کوئی بھی حباب آں غزل“ قلم
کا عنوان قائم کر کے شیعہ لشکر سے استفادہ کرنا چاہئے۔

غیر در حسن بقاوی کی تحریر میں بھی اس مسئلہ میں کافی معاون
ہو سکتی ہیں۔ بعض بدعتی جو بیدے بھی خاصاً معاوی ہے سکتے ہیں،
یہ کیا کہ ”سائیر رسول کی تحقیق“ کا بھاری بھر کم عنوان دیجا تا ہے
اوکتفگو شروع کی جاتی ہے ایسے سو قیامت انداز سے کہتا ہے
شراحت سریت نہیں، نہ وہ لا حظہ ہو۔ اسم الشہری اس طرح
فرماتے ہیں۔

”اس کا تو علم تھا کہ جناب عامر صاحب ایسے بالکل
شائع عثمانی (۹) میں کہسا اوقات مشاعرے میں
کسی ایک شعر پر بھی داد نہیں ملتی اور پاپی کی کھوٹ
پی پی کر شعر پڑھا کرتے ہیں۔“

اس سے تفہیم نظر کر دار ملنے نہ ملنے کی حقیقت کیا ہے، دیکھنا یہ
ہے کہ جس شخص کو ملی متناسن اور صافتی برداشتی بھجو کر بھی کوئی ہو
کیا اس سے ترقی ہو سکتی ہے کہ وہ ”سائیر رسول“ کی بحث اس
لائچی انداز میں شروع کرے گا، پھر اسے دوستی تک اسی
طرح کی غیر عاقی شیریں بیانیوں کا مسئلہ ہماری رکھا گی ہو۔ تھا
”روماں صاحب رشاہناہ اسلام“ کے تولفی بھی ہیں
جس میں حفظ صاحب کے قدم پر قدم چل کر الجھی
ہوئی ترکیں اور جنمے الغاظ پیش کر دئے ہیں۔
”سچے آپ ہی سائیر رسول کی تحقیق ہے۔“
اور کچھ اگے

”صول تھارت سے بھی خوب مافق ہیں جو اشتہار
سرسر در بخش سے غاہر ہے جسکے سامنے در عدالت
کی آپ و تاب ماند ہے جو شخص اس کا استعمال
کر لیتا ہے اس کے دل کی آنکھیں نکل کھل جاتی
ہیں، بھروسہ روشنی میں بھی اپنے حریفوں کو
اعمالی ہی سمجھنے لگتا ہے۔“

کی تجویزی بخواہ کئے ہی مصروف استدال سے ان کی فلسفی واضح کی گئی، اور جو ہمیشہ صند، لبراد جبود کی ناپرستے رہے پھر اس شخص سے پہلی کی حماری ہے جس سے اپنی بارہ سال صاحبیت زندگی میں ایک دوبارہ نہیں دیکھیں بارہ واضح الفاظ میں اپنے کمی و کمی ہوئے تصور کو اختراف و تفجیح کے ساتھ چھاپا ہے، جس کا جی چاہے علیٰ کا قائل دیکھتے۔

پہلی پہلی کی گئی ہے تو جو اہمیت ہے کہ اسے ناسیع مشق، پکھیں بخول کر دیکھئے۔ اب سے ایک سال تین ماہ قبل ہی میں ۱۹۵۶ء کے علیٰ میں ادارہ تحریر کے تحت جنگ علیٰ کی تصویب کا جعلی عنوان دیکھ رہا تھا شرمندہ پروگرام کیا گی۔ پھر اغذیۃ الدناء کا ظریروں ایک غلطی کی تصحیح فرمادی و مارچ رائٹر کے مشترک کے تحت

حضور کے ساتھ کی بحث کرتے ہوئے ہم نے مولا نامنی عزیز الرحمن کی طرف ایک فتویٰ کی انتہتی کی تھی، انشاعت کے بعد معلوم ہوا کہ فتویٰ ان کا نہیں تھا بلکہ دراصل علوم کے سابق مفتی مولا نامنی مشقی صاحب کا تھا۔ ہماری عطا طلبی کا باعث یہ چوتھی کہ قادری دراصل علوم میں

ان دونوں حضرات کے فتاویٰ کو دوسری، خداونوں سے چھاپا گی ہے، عذر پر افتادی اور امداد المحتیں۔ یہ فتویٰ امداد المحتیں کے تحت تھا لیکن تم نے سبوا اسے عزیز الرحمن کے تحت سمجھا۔ اب جس کا جی پاہنچے ہمارے اس ہو گئے

"سہو" نام لے اور جس کا جی چاہے بدیا تھی اور خیانت و غیرہ سے تبرکر لے، ہمارا ضیر بہر حال مطہر ہے کہ ہم نے ارادہ فیصلہ نہیں کیا ہے، اور یہ بھی اطمینان ہے کہ اس سہو سے فضیل بحث پر کوئی خواہ نہیں پڑتا۔ مولا نامنی مشقی صاحب بھی بیت رسول نکل دراصل علوم دیوبند کے مقام پر ہے ہیں، بہت پڑے علم ہیں مولا نامنی ارشمند وجہ اس علیٰ کے مخصوص خاقانیں تھے ہیں اور کوئی بھی تھیں پاکستان میں

ہمیں قلمخا اصرار نہیں کہ اپنی سخن سمجھی کا قصیدہ کا نہیں، لیکن ہاں دوسرے الزارات جو مفترم نہ راگتے لگائے ہیں ان پر فروج پختہ کچھ کہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی لفظاً کے لئے تخلیٰ کے صفات موزوں نہیں، اس کا موزوں مقام تو عدالت ہی ہے: بری احرب کی آخری عدالت پر تو شاید بخارے عدالت ہے تو اکونقین نہیں ہے اس لئے پہلی کم دنیا ہی کی عدالت سے کریں گے، وہ دنیا ہے ہمارے دوست نے سب کچھ کھو گیا ہے: داں الحسین موت قریب کا "لیں" سے اترتے وقت فلوٹ، کی جیسا تاں کا مطلب اور جہانی مستقل روزہ خودی اور شوق میں نوشی وغیرہ کا شہرت فراہم کے اپنی کامیابی کے ٹوٹکے سجا ہیں، وہم دیکھنا چاہتا ہے ہیں کہ اتحاد و افراد کو سچ شایست کر دیتے کا اعماز ہمارے کرم فراہم کس حد تک ہے لیکن اگر راجحا زادہ نہ دکھل سکے تو پھر ہم اخیسیں و دکھانے کی رفت امدادیں گے کہ قانون کی ایک دفعہ اسلامیت عرفی "بھی ہے اور کسی باعزت شہری کی عزت و شہرت کو لکھتے وحدت کے لئے جو ہیں سے رکھ دلانا تھا آسان نہیں ہے جتنا ہم اس سے سمجھ رکھا ہے۔

یہاں تک توان کی تسبیح کے بارے میں عرض کیا گی، اگرچہ چھے صفات میں بخول نے جو کچھ لکھا ہے اس کا لب لایا ہے کہ عامر عثمانی نے فرمادی "ما رجع و مفعہ کے تبلیں ہیں جان بر جھکر از لہ فریب مفتی شفیع صاحب کے تبوئے اور ملے کو مفتی عزیز الرحمن کی طرف منسوب کر دیا۔ اس سلسلہ میں کوئی سخت سخت نظر ایسا نہیں ہے جو بخول نے بخوارے خون میں نہیں ہے۔ ذکر کیا ہو۔ اقترا، اعتماد طرازی، تبعیس، چوری، کذب و دعا وغیرہ ذلک۔ الشعرا تعالیٰ اخیس اس کی پوری پوری جزادے اخمور اس ہمارا حرم ثابت کرنے میں ناچی چھے صفات برداشت کئے اور آخر میں یہ بھی اپیل کی کہ

"خدا را لوگوں کو اس تبعیس میں بدلنا نہ فرمائیں اور حق کی پامندری کے سلسلہ میں اصلاح فرمادیں کچھ سے غلطی نہ کئی۔"

اس طرح کی اپیل الگ چان لوگوں کو زیر بخوبی دیتی جھوٹیں نے بھی اس بلند کیداری کا مظاہر ہوئیں کیا، جسیں ہمیشہ پنجی بات

ان کی نفاثت پر انکابرین دیوبند "کاظلائق نہیں ہوتا"

اور تہذیب و شاستری کی پاکیزگی کا شمر برابر پاس نہیں کر ستے۔ خداگواہ سے کہ اتنا کھجور ملتے بہت درد کے ساتھ لکھا ہے۔ درد اس بات کا نہیں کہ کسی تجویرے نے انتہائی مظہرانہ انداز میں پہنچ رہا وہ صمکے ترکش خانی کئے ہیں، الیہ ترکش تو بربیلی، بسبی، ملن، اور زجاجات کی بہان لہاں سے خالی کئے ہی جلتے رہتے ہیں، ہوا کی تیروں سے چنان کا سیستہ چھلی نہیں، تو اکرنا اور خاک الحانت سے چاندکی روشنی نکلتی ہیں تبدیل نہیں کی جاسکی کہ وغیرہ سے خواہا رہنا۔ تجویز کی سے پناہ بخوبیت کا غسل ریت کی بنا پر نہیں کھڑا۔ اس کی دیواریں انہی سے عقیدہ کندوں کی بی غرض قصیدہ خواہیں پر نہیں اٹھیں۔ وہ خداست بخشنہ کی عطا فرمودہ خواہی تو انہی کے سہارے سرا فراز ہے، کون ہے جو اسے زمین پوس کر سکے۔ تو اسی دن زمین پوس ہو گا جب خدا خواستہ الشجل شاد کی لگاہ کیم اس سے پھر جائے گی۔

مردابیں دام برمغ دگر تذا
ک عنقار بالاندامت آشیانہ

اہ! درد اس بات کا پرکشید کلامی کی ایسا معطر شاہکار اس ختنہ کیتی سے شکوہ پرچے میں چھاپے جس کے تھے ہائے سینے میں نہایت عقیدت مندانہ جذبات ہیں، جس کے ظہیر المرتبہ اپ کی خوشیوں کے طفیل ہیں تمہاری کی دوست ماحصل ہوئی ہے اور تب کی شخصیت اس سے بلند ہے کہ ہر زہ سرماں کی سرسری فرمائے، یقین نہیں آنکہ یہ مضمون بخارے استاذزادے کی لئے کی تھا۔ سے گزر کر اساعت پذیر ہوا ہوا۔ اگر ہر یہہ مذکور کا انتساب اپنی طرف نہ ہوتا تو زیر تذکرہ مضمون کی جیشیت ہماری لگاہ میں پرکار کے برادر بھی نہ ہوئی، ہم ملکر بھی نہ دیکھے کہ دردہ کس پر پا ہے۔ خیرت اس مضمون پر یا قی آئندہ بھی لعماں یا بطریقہ دار اگر اتنا گھنٹا ذنادہ ہوتا تو یقین یقینے کی ہیں کہ بیکار بڑی خوشی ہوئی کہ "سایہ رسول" کے ملکی سلطہ پر ایک قابل دولا علمی بھی کچھ لکھے چلے ہیں، ہم ان لوگوں میں نہیں جاویہ خیال درجے کو دیکارو جو دیتے ہوں۔ زہماں سے تریک ملکی اختلاف ذاتی مدارت کا نام ہے۔ زہمیں اس میں شمر بربر جواب ہے کہ جس رائے کو تم وزیر کھو رہے ہوں اس کی قوی دلائل سے تردید ہو یا لئے تو سریم

آپ نے بکھار خطاہم سے تادالست بوجی تھی، اس کا اعلان عزراز ہر نے ایک ماہ بعد بھی بہلا کر لیا تھا اور اس صورت میں کر لیا تھا جو کسی اخبار و سلسلہ نئے نہارے قسوں کی گرفت نہیں کیجیے صرف ایک شخص نے خط کے ذریعہ ہیں تذکرہ کیا اور ہم سے حقیقہ کی وجہ اس کی تنبیہ کو درست یا یا نوڑا آصل تصحیح شائع کر دی۔ پھر کسی شوے میں جسے ہم سے مطلع سے قی عزیز ارجمند کا سعدی دیا یہ نظریہ بھی تھا۔

احقر کے رسالت میں تفصیل دیکھ لی جائے۔

اس نے اس رسالہ دامیں القبول کو کبی تشدید کیا ہے مفتی نزیر ارجمند ہی کہ سمجھا ادا اس کے تزیینات کی نسبت انکی طرف کیں۔ میکھ بجٹ تنبیہ ہوئے پر ہم نے اعلان کر دیا کہ یہ متوالی مفتی تنشیح مصائب کا سے تو یہ بات بھی آپ سے اپ صاف ہو گئی کہ رسالہ "مانول القبول" یہیں قبیل تفعیح صاحبہ ہی کا ہے۔ اب اس سے پڑھ کر یہ المقتول اور تحسیں اور جی کون زندگا ہوئی و چینیں بدھم سے "عزراز حق" کی بیانیں کر ستے چلا۔ بے ادنام مول کے خالہ اختاب کی جو رات جند مطہریوں میں کہو جا سکتی تھی اس کے لئے پھر مسفمات سریہ کر لگدی رہے۔ بعض اس نئے کام کا مقصد علیحدہ حقیقہ کیوں جیسیں بلکہ ذاتی ممتاز وحدت کا بخار کیا تھا۔ یہ ادا کی لئے وہ دو مستقل صفحے اس سے سرد پا تہیید پر صرف کرتے ہوں کے جو کئے ہم سے تشق کئے۔ خدا ہی بہتر جاتا ہے کہ ہمارے استاذزادے کی سر پر قیمتیں لکھے والے جو یہ سے اتنا فیں کس دنیا کے لوگ شامل ہیں جیسیں اتنا بھی شعور نہیں کہ تریقوں اور دریزوں کے طرزِ گفتگو میں فرق ہوتا ہے۔ جو لوگیں انہیں جانتے اگرچھوڑ پن اور اوقافاً طنزیں کتنا فاصلہ ہے، جن کو اتنا بھی ہوش نہیں کہ مار عشاہی کی کی تذکریں وضعیک میں لکھا جائے والا مضمون خود لکھتے دلوں کی صاحبو تشنہاں نہ ہو دنیا کے سلسلہ دکھر ہا ہے، جن کے ترددیکر بر احمدی اور پیش کا معيار کیسا ہے، جیسیں ذرا اساس ہوئیں جس مضمون کو وہ طہراق کے ساتھ شائع کر دیے ہیں اسے کوئی بھی ماحصلہ دیق اپنکا نئے بغیر ختم نہ کر سکتا گا، جو اور داشارے دثار اور

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد قدس ہر العزیز

سرور کائنات کی ولادت با سعادت پر

محترمہ الارام بیسوٹھ مقالہ

جس کو عبید میلاد المیں کے موئیر پر مکتبہ قاسم المعارف دیوبندیہ کتابی صورت میں بھی تر کا مذاد و شانی کتابت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ آپ صرف پندرہ نئے پیسے کے لکھنے (بریلیٹ موصول) ارسال فرما کر

مختصر

شامل کیجئے۔ سائز ۱۷x۲۴ صفحات ۳۶۔ بدیرہ مختصر مراحل تکاپتہ۔ مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند

اہل خیر کی توجیہیں

ابوالیل وہی منتظر کے علی میر علی ڈاٹ پروردہ مدرسہ راج الحکوم کے متعدد حضرات کی ایڈیشن شائع کی گئی ہیں، اہل خیر اس سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر فرم ار سال قدمائیں۔
مولانا عبد الرحمٰن رحمنی، مدرسہ راج الحکوم جہنڈا اگر ڈاکخانہ رام (ستارہ خلیج) خلیج بستی۔ (دی-پی)

تم کر دیں۔ لیکن اس کو کیا کیجئے کہنا شاہستہ ان محض افراد لا طائل تجویں پڑھنے کے لئے ہمارے یا اس نہ وقت ہے۔ دلخواہ ہے اس کے سخت مشکل ہے کہ فاضل مضمون لگا کر کی اگلی قطبیں بھی دیکھ سکیں۔ ہم علم و ادب کو پچھوں کا بھیں ہیں اپنے نظر کافی سمجھتے ہیں گھسیارے اور قلم کارے کے ماٹھوں کی جنہیں میں فرق ہوں چل جائے ہم کہتے ہیں کہ اگر راقمی صاحب موصوف کو ہم پر اتنا ہی فضیل کہ ہماری بوشیاں تو چیز بغیر وہ سایہ رسول کی تحقیقی ہیں فراسٹ کے قابوں کی وجہا و راقِ الگ سے الگ وقف کر دیں جس سے جیسا ہماری تبلیغ والہات فرمائیں، اس کے بعد سایہ رسول پر فرات ممتازت کے کسی گواہ امیار کے ساتھ لفظ فرمائیں، اس صورت میں ہم اپنے مضمون سے فیض اٹھا سکیں گے۔ پھر اس کا بھوکھیاں رہنا چاہیے کہ اس بحث پر ہم مسلسل لکھنے سے جس کی یہ تحریق قسط آہنے کے سامنے ہے اور مزید تسلیم الشام الشادی گئے اُتھیں گی، جتنے نسبت و تخفی دلائل ہم دیتے جا رہے ہیں ان کا رد اور پھر اپنے دعوے کا اثبات آپ کے ذمے ہے، اسی صورت میں مسئلہ کی تحقیق ہو سکتی ہے اور دیکھا جا سکتا ہے کہ بات آپ کی رذیقی پہنچا ہماری۔ لیکن اگر آپ ہماری معروفات کو لمحيط رکھے بغیر اپنی ہی ذوقی بجا تر رہے اور مرے گئے کی ایک مانگ کی طرح وہی پڑے چھتے دلائل پیش فرماتے رہے جملکی تیزی ہم داض کر چکے ہیں تو سوائے صبر و سکوت کے ہمارے لئے کوئی چادر نہ ہوگا، کیونکہ اس سفرے سے عہدہ برآ ہوئا کسی میتین ادمی کے بس کا نہیں ہے جو اپنا ہمیں ہاں لے گئے جائے اور دوسروں کے لئے گو نکالہ بہرائیں جائے۔

ایک تولہ پانچ روپے
ہماشہ تین روپے
ڈاک خرچ دیڑھ روپیہ

تیزی یعنی ایک ستمگانیوں کو ڈاک خرچ معاف



دارالقیض رحمانی دیوبند



ختم کرنے کے بعد "تجلی کی ڈاک" مزصرف شروع گردیں گے۔ بلکہ ممکن ہو تو ڈاک نمبر نکال دیں گے، تاکہ جمع شدہ سوالات کا معتقد برقرار رکھ جائے۔ پھر جو بات ان ہر ماہ پابندی کی جائے گی کہ اس سے رسالہ خالی نہ رہے۔

دوسرے عنوان جسے پھر سے جاری کرنے کا خالی ہے، "تفہیم اکابر ثیت" ہے۔ اس عنوان کو کافی عرصہ پڑنے کے بعد ایک غاصہ صرف ختم کروایا گا تھا۔ تصور تک نہیں تھا کہ قارئین اسے غیر معقول اہمیت کے ساتھ مطالعہ فرمائے ہیں، لیکن ختم کرنے کے بعد سے اب تک اس کو پھر سے جاری کرنے کا مطلب ایک انتہا شدہ بات سے کیا جا رہا ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ متعدد اہل علم نے بال مشاوف بھی اس کے پھر سے اجر اپر اصرار کیا ہے۔ اسی وجہ سے جو مصروفیتوں کے باوجود ہم سچ ہے ہیں کہ تیریخ ختم کر دیں۔

لیکن اس سے قبل یہ بھی توضیح دی جائے کہ "تجلی کی ڈاک" کے علاوہ "کھرب کھوٹ" کا باہم بھی نہیں کیا جاتے۔ جیسا کی وسعت اور صفحات کی کمی نہیں تھے جن کا تعلق طفہ ہے اور اسے دن بھر سو رکاب ناپ بھی رہنے لگا ہے تھا طلب کتب کے انبالے ہوتے ہیں۔ شکایت و حکایت کی رویہ میں اسی حالت میں خیال ہوتا ہے کہ کچھ نہ ڈاک نہیں کرے بعد ایک تبصرہ غیر بھی شائع کر دیا جاتے تاکہ صحیح شہادت کی ڈاک پڑے اور آئندہ ماہ بھاگ تبصروں میں باقاعدگی پیدا ہو سکے۔ قارئین خود کسے ہم مطلع فرمائیں کہ کونسی راہ پر ہے۔ مستقل نہیں ہی کے ذریعہ پیدا شدہ صورت حال کی اصلاح کی جائے یا کوئی اور ترکیب ہو۔

یہ بھی موجود ہے کہ "تجلی کی ڈاک" کے علاوہ "تفہیم الحدیث" کا الزام ہو گی تو پھر کسی اور مضمون کے مشکل ہی سے کوئی بھی انشکل سکے گی اور قارئین ہمکے ہی قلم نکل ہجده برس کے سبق عزل عنوان "تجلی کی ڈاک" کی ہیں سے اپنے لئے کوئی مختل ہو گی۔ اس پر پوچھے ہی ملکہ، قارئین کو رنج و مشکایت پہنچے اور خود ہمیں بھی یہ خلائری طرح محسوس ہو رہا ہے۔ ہم نیصلہ کرچکے ہیں کہ اسکے ماہ قسط و ارضیاں کے تعین سے ہمیں آگاہ فرمائیں ہیں۔

بجاں کے نام کر اچھی ارسال فرمایا۔ ارادہ ہے کہ ان سے اور بعض اور حضرات مثلاً مولانا مودودی صاحب اور فتنی عقیق الرحمن صاحب کے گرامی نام سے اگلی اشاعت میں شائع کر دیتے جائیں۔

مشتملہ ہم ان حضرات سے بھی ہیں جن کے خود ری خطوط کا جواب ان دو ہیں میں دیا جاسکا ہے۔ ہم سے رشتہ مراست رکھنے والے جانتے ہیں کہ خطوط کا جواب دینے میں ہم کبھی قابل نہیں ہو سکتے۔ ہم نہ ہمیں سی کی ہے کہ مکتب ارسال فرمانے والوں کو کم سے کم زحمت لانا اٹھاتی ٹھیک ہے۔ اب کی بھی یہ انتظام کیا تھا کہ سارے ذاتی خطوط اور تسری محفلی کے ختم ہر ہفتہ بندل باندھ کر کوئی بھی بھیڑ کریں۔ وہیں سے ہم ان کے جواب دینے رہیں جو تم صاحب نے اعتماد اور اس پر عمل بھی فرمایا، لیکن ہم پری ٹھیک ہے آج کو ہمیں روک دیا گیو کہ والد حسن اللہ علیہ کی تیار داری "بھر جلیک" بن گزاداروں کی یا نیو ماشروع اوری پھر جملی کے مختبر کی بیتے عاجز ہے مومنت و مودت اسے امور نکھنے جن کا تعلق طفہ ہے ہمارے تمام ہی اوقات پر چھاپیں اور کسی بھی فلمی کام کے لئے ہم وقت نہیں نکال سکے۔ اب ڈیڑھ ماہ بعد لوٹے ہیں تو جواب طلب خطوط کا تقریر ادا دو فٹ اونچا تبار اور اخبار ادا دو فٹ رہاں کی پوری الماری ہمارے حال زار پرنس رہی ہے۔ اور ہمیں بھجوڑا یہ تصور کر لیا چاہے کہ ان دلوں چیزوں کی حد تک ہم ابھی پاکستان سے لوٹے ہی نہیں گویا خطوط کو کھوئے اور جواب دینے کا مسئلہ ابھی شاید سہی پھر بعد شروع کی جائے کہاں امدادی عالی ہمیں اپنے فرائض و واجبات سے ہمہ دیرا پڑھ ہونے کی طاقت و قو نہیں عطا فرمائے۔

آئے کاپروگرام افسوس کا بعض مسلسل بخشن کی وجہ سے ایک انتہائی اہمیت کا حامل مستقل عنوان "تجلی کی ڈاک" کی ہیں سے اتوکی نذر پوچھا ہے۔ اس پر پوچھے ہی ملکہ، قارئین کو رنج و مشکایت پہنچے اور خود ہمیں بھی یہ خلائری طرح محسوس ہو رہا ہے۔ ہم نیصلہ کرچکے ہیں کہ اسکے ماہ قسط و ارضیاں کے تعین سے ہمیں آگاہ فرمائیں ہیں۔

مولانا فاری محمد طیب حبیب نعمت الدین دارالعلوم کی اُس کتاب پر ترقیتیکی در سری قسط جو انھوں نے (میں) نمودا حمد عجائبی حبیب کی کتاب "خلافت معاویہ و بیزید" نے زد میں تصنیف فرمائی۔

شہید کر ملا اور بیزید

۲

حضرت کے لئے باطل کے آگے را گرد و داقعہ باطل ہی نہ
تھا اور نہ حضرت وہ شرط پیش ہی نہ فرماتے سرنہ جھکاتے
یا حق کے لئے جان دیتے کا کوئی سوال ہی نہیں رہ جاتا۔
باتی روی شہادت علیٰ ا تو اس کا سوال اس کے بعد کی پیڑسے۔
اگر راقم الحروف کی گنجائی کے باعث مولانا اسکی معروضت
پر توجہ فرمائے کے لئے تمارنہ ہوں تو کوئی مضاائقہ بھی نہیں،
احقر کے لئے یہ بات کچھم اہمیت و سترت کا باعث نہیں ہے
کہ مولانا کے جذبہ بزرگ و اور حضرت مولانا محمد قاسم صنادحت اللہ
علیہ اس کو تسلیم فرمائے کے لئے بالکل تیار ہیں جیسا کہ ہمارے
مولانا اپنی کتاب "شہید کر ملا اور بیزید" کے صفحہ ۱۴۹ پر ان سے
نقف رہے ہیں بلکہ ان کے حکیمان جملوں کو قرآن و حدیث کے
اصول اور احشرہ ہدایت کے کلام کا پخڑ فرار ہے ہے ہیں۔
مل اخاطر ہو حضرت نانو توی فرمائے ہیں:-

د اڑیں ہم در گلکشمیر جو جاتا
ہم اسے بھی چھوڑتے ہیں اگر موجودات
چہار بودند او شان نیز از
چہار بھی موجود نہ تھے تو حضرت امام جھی تو
قصدی چہار بار آمد و خوشید
کہ بر اہ خود و نہ شکریان نہیں
پیغماں نہ شنید و محاصرہ کر
ظلماً شہید ساختن میں قتل
دوں عرض دال فھو شہید۔
شہید کر ملا اور بیزید مظلوم تھے
+ + + + + + + +

مدد پر قیم صاحب "در سر ا منصوبہ" کے زیر عنوان
فرماتے ہیں کہ:-

"سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و جرأت اور
سہمت و شجاعت قلب کا سب سے بڑا فخر ہے اسی لائق
کو ہمارے ہوا سیئے کوں چیز کو وہ حق کچھ چکٹھے اپر
جان دیتی گوارا کی، مگر باطل کے آگے سو بھکانا
جو ارا نہیں کیا اور با وجہ بے یاری و مددگاری کے
نهایہ باطل کے مقابلہ میں آگئے اور شہادت علیٰ کے
مقام پر جا پہنچئے"

مولانا کی بھی عبارت پڑھ کر خدا جانے کیوں اس جگہ
اس شہادت شعر کی کمی محسوس ہوتے لگتی ہے جو ایسے موقع کے لئے
نہایت ہموزوں خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی سے

سرداد و در درست در درست بیزید
حقاً بناتے لا الہ است حسین

اگر مولانا نے اس شعر کو محض اس لئے نظر انداز فرمایا
کہ اس میں کوئی جدت نہ تھی تو مولانا کو اپنا یہ پر اس اکار کا
لکھنے و فرمادیا چاہئے تھا کیونکہ اس میں حضرات "ذا کرین" و
"ڈاکٹرین" کے رسمی پڑھنے جملوں کی سکر اور محض کے سوا اور کچھ نہیں
ہے لطف یہ کہ یہ بحث ایسی ہے جن میں مولانا کو اپنے دعوے
کے ثبوت ہیں قرآن و حدیث سے کوئی مبہم سا اشارہ بھی
نہیں مل سکتا۔ اس کے متعلق قرآن کو بہر حال صرف ایسی کیطرف
روجع فرمانا ہو گا جہاں ان کو حضرت "امام ہمام" رضی اللہ عنہ
کی وہ سرگانہ شرائط بھی ملیں گی جن کو پیش کر دیتے ہے جس

هذا نیا نات اخراج ہے بیانات میں جو راه مستقیم سے
الخواجہ عن الحادۃ ہے ہوتے ہیں۔
(شرح فتح البر ص ۲۷) (شہید کرنا اور بیرونی)
کچھ میں نہیں آتا کہ مولانا کی اس جوابیہ کو "سوال از
رسیاں جواب از آسماں" سے کس طرح ممتاز کیا جائے؟ ملکی
قاری نے حضرت حسینؑ کے باعث ہونے کو خوارج کے نہیات
کا تجویز بتایا ہے، مگر مولانا اس سے عباسی صاحب پر بھی الزام
فائز کرتے ہوئے ان کو بھی اس جرم میں خارجی کردا نہیں چاہتے
ہیں کہ انہوں نے بعض احوال صحابہ اور عبارات متوڑیں سے
نقل کرتے ہوئے حضرت امام کے لئے فقط "خروج" استعمال کیا
تھا، حالانکہ یہ فقط خود ہے ملے مولانا نے بھی اب خلد ون اور
شاہ عبدالعزیزؒ کے کلام میں نقل فرمایا ہے، لیکن تفاصیل کا نصف
غالباً یہ فرق مولانا نے محو نظر کھا ہے کہ خود مولانا کی کتاب میں
جہاں جہاں "خروج" کا فقط اسے تو وہ اُدھیٰ قسم کی حسنی ہے
اور جہاں جہاں عباسی صاحب نے نقل کیا ہے وہاں ایک بھی قسم
کی سیستہ اور بغاوت کا مراد نہ ہے۔ حالانکہ عربی کا ایک سچوںی
طالب علم بھی "خروج و بغاوت" کے درمیان فرق سے اچھی طرح
و اقتضی وہ جانتا ہے کہ "خروج" ایک ایسا فقط ہے جو محل
حسن اور محل قبح دونوں میں شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسینؑ بھی ایک
عنہ کے لئے جس کسی نے بھی یہ فقط استعمال کیا ہے محل حسن میں استعمال
کیا ہے بخلاف فقط بغاوت کے کہ اس کا محل عالم طور پر قبح یہ ہوتا
ہے جیسا کہ قرآن شریف کے غیر باغر و لا عادی کی تفسیر میں کہا
گیا ہے۔ لہذا ملکی قاری کی جبارت کا مطلب صرف اس قدر
ہو کہ حضرت حسینؑ کو باعث (خواہش نفس کا پروپر) کہنا خوارج کے
نہیات سے ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جبارت کی عمومی سیزد بھی
عباسی صاحب پر بھیں پڑتیں ایکو نکل انہوں نے بغاوت کا الزام
حضرت حسینؑ کے سر کھلایا ہی نہیں۔ مگر خوارج کا فقط افسوس
استعمال کیا ہے سو اگر اس کے استعمال کی مانعت میں بھی کوئی
دلیل ہو تو اسے پیش فرمانچا ہے مگر وہ کس طرح ملک ہے جبکہ واقعہ
یہ ہو کرچے۔

ایں گناہیت کے در پیغمبر شما نیز کتفتے

اب مولانا خود فیصل فرمائیں کہ اس طرح "شهادت عاصمة"۔
ثابت کرنے کے بعد اس بلند بانگ شہادت عظیمی کے دعوے کا
کیا حشر ہوا اور ایسی صورت میں واقعہ کر گلا کو سیدنا حضرت حسینؑ
رضی اللہ عنہ کی عزیمت و حرمت و شجاعت قلب کا
منظر اپ کے طرح قرار دیں گے۔ کونکل حضرت ناؤتوی علی الرحمہ
تو حضرت "ام" کے لئے "تصدی جہاد" رقصہ جہاہ سے رجوع
فرمانے کا اقرار فرمائے ہیں۔ آخر یہ تضاد بیانی کیوں ہے پھر
یہ بھی نہیں کہ اتفاقاً ایک جگہ ہو گئی ہو، بلکہ اس کی مشاہدیں
اور بھی موجود ہیں جیسا کہ آئندہ اپنے موقع پر آتی رہتیں۔
علوم پر ہوتے ہے کہ مولانا نے بھی اپنے "نظریہ و منصوبہ" کی تائید
میں جس کتاب کا جو بھی مکروہ پایا ہے اس کے موقع پر
فٹ کر دیا ہے۔ اب یہ بات دوسرا ہے کہ ان کو آپس میں
ملانے سے کسی قسم کا تضاد پیدا ہو جائے۔

(۱۰) اسی صورت پر فرماتے ہیں کہ:-

"لیکن اسی کو عباسی صاحب نے "بغادت" کا
خواہ دے کر ان کا سب سے بڑا عیب شمار کرنے
اور اس اُدھیٰ حسنہ کو قرآن و حدیث اور اجماع
صحابہ کے خلاف ایک بھی قسم کی سیستہ دھکا کر دعا دار
بنانے کی سعی کی ہے۔"

چند مطوروں کے بعد:-

"لیکن اس سلسلہ میں جہاں تک الزام بغاوت یا نفعی
شهادت کا تعلق ہے اس سے باشی میں مخلف اور
مشقہ میں کا جو کچھ فقط نظر ہے اس سے لئے ملکی
قاری شرح مشکوہ شریف کی یہ ایک بھی جبارت
کافی ہو سکتی ہے جو علاوہ موافق نقل ہونے کے ایں
سنت و اجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ شرح
نقد اکبر میں تحریر فرماتے ہیں:-

داما ماتھورہ بعض المصلحة اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ
من ان لحسین کا ان باعثیا اُدھار کھی ہے کہ حسینؑ باعث تھے
تو وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے تزدیک
والجماعۃ ولعل هذان من باطل ہے۔ شاید یہ خوارج کے
باطل ہے۔ شاید یہ خوارج کے

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو" باغی "کہے کا مخصوص
اس خیال پر منی ہے کہ یہ خلیفہ برحق تھا اور اس کی
حکایت کی سب سے طبی دلیل ہے ظاہر کی گئی ہے کہ
صحابہؓ کی اثاثت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہی تو
خلیفہ کے حسن کو ادا کی دلیل ہے وہ حاصل کیہے مقامات
بھی جہالت پر منی ہیں۔"

(۱) عبارت یہ باغی کا لفظ دہرا کر ناظرین کے چند باتیں
کو برائی خرچ کرنے کی غیر طبی کوشش کا اعادہ فرمایا گیا اور اس کے
ساتھ ماقریز یہ کے خلیفہ برحق ہونے پر اثاثت صحابہ کی بیعت
کے دلیل بننے کو جہالت پر منی گردانا گیا ہے ایک ہم کو سمجھتے
صد مرد ہوتا ہے اور دیوبند کی سابق روایات کی طبی پیدا ہوتے
دیکھ کر خون کے آنسو ہاتھ کو جو چاہتا ہے کہ افسوس اس قیمت میں ہے اور اس قدر سخت القلوب سے دوچار ہو گیا۔
صد سال دوڑ جرخ تھا ساغر کا ایک دور
ہم میکے سے نکلا کہ دنیا بدی گئی

مقام حیرت ہے کہ جس وقت کو انا عباسی پر تقدیم کیتی
فرمیں اس وقت تو ایک "مقدمہ دلیل" جہالت پر منی نظر کے
اور جب اپنی تائید کا قصہ فرمایں تو وہی مقدمہ دلیل استشهاد
کا سب سے زیادہ موثر کامیاب اور محققہ طریق کا رہ چکا۔
مثال کے لئے بھی مندرجہ بالا اقتباس ملاحظہ ہو اس میں عباسی حا

الغرض یہ شروع اسلامی قاری کی اس عبارت کا جملہ موقوف
نقل اور عقیدہ ایں سنت فرمائی ناظرین کو زبردستی مروج فرمائیکی
غیر طبی کوشش کی گئی تھی۔

(۱) حصہ پر فرماتے ہیں کہ:-

"باغی صاحب نے حضرت حسین پر" بناوت "کا حرم
عائد کرتے کے نے تاریخی نقل اور وہ بھی دوڑی کی پیش کی
تھی حالانکہ نقل الیسلم مورثین کی بھی ہوتی تب بھی
عقیدہ اور مکملانہ نقل کا مقابلہ نہیں کر سکی تھی جس پر
عفان کی فیضار بھی جاتی ہے۔"

جادو وہ جو صریح چڑھ کے ہوئے۔ آخر مولانا کے قلم سے بھی
(چوتھی الفاظ اور تبدیل معانی کا بڑی طرح خواہ) یہ حقیقت
ٹپکے ہوئے کہ باغی صاحب نے ذات خود بناوت کا لفظ اپنی تحریر
میں مستعمل نہیں کیا، بلکہ ایک غیر مسلم دوڑی کے اقتدار میں یہ لفظ
مستعمل ہو گیا ہے جسے پڑھ کر مولانا اسکی غیرت دینی اس درجہ میں
ہو گئی کہ اس ایک لفظ کی تردید کے لئے تقریباً ۳۰ صفحات تھیفت
فرمادیے ورنہ خروج کا استعمال تو ان سکھے قابل برداشت تھا
اس موقع پر مولانا نے اپنی عبارت یہی عقیدہ کے ساتھ
"مکملانہ نقل" کا بھی ایک "ذمہ" (دم حوالہ) استعمال فرمایا ہے
ناظرین نے شاید اس طرف توجہ نہ فرمائی ہو گی کہ اس کی کیا وجہ ہے
سینے! اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا لفظ "عقیدہ" کے مفہوم اور اس کے
وزن سے ناواقف نہیں ہیں اُن کو اس کا صحیح ادا ادا ہے کہ وہ اپنی
قریر میں ایسی غیر نیادی باتوں کو عقیدہ کہہ کر لوگوں کو مروج و
غالبت تو کر سکتے ہیں مگر واقعہ اس کو عقیدہ ثابت نہیں کر سکتے
اس سکے انہوں نے پیش بندی کے طور پر عقیدہ کیسا تھا مکملانہ
نقل کا ذمہ بھی چھوڑ دیا تاکہ ثبوت کے وقت اگر وہ عقیدہ ہوئی کا
ثبوت فرمایہ نہ فرمائیں (اور ناظر ہے وہ ایسا نہ فرمائیں گے)
تو کم از کم کوئی مکملانہ نقل تو پیش ہی کر دیں گے جس کیلئے "تفصیلی"
بھی نہیں ان کو مل جائیں گے جن کے کلام میں طالعی قاری کو اخظر
کی او محسوس ہوئی اور انہوں نے فرمادیا فیہ رامکھمہ من بالرفض
و اس میں تو فرض کی پوری طرح محسوس ہوتی ہے۔

(۲) جنہ طریوں کے بعد اسی حصہ پر فرماتے ہیں کہ:-

در جایلکہ ان حضرات کے نقوص قدسیہ ہر طرح مخصوصی و محظی اور همہزاد مزکی تھے۔ تو کمان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ حضرات بھی آج کل کے "الیکٹنی امیدواروں" کی طرح اپنے اوصاف فناہائ شمار کر لئے ہوں گے اور گویا اپنے مفاظ و مفاضل پرستیں اپنا ذاتی قیادتیہ پڑھتے ہوں گے، خیس ہرگز نہیں ان حضرات سے ہرگز ایسی توقع نہیں ہے۔ بس یہ تو ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ و حضرت حسنؑ کی مسلمہ و امورہ قسم کی خلافت کو دیکھ کر ان کو کچھ ایسا خیال پیدا ہوا ہو کہ یہ خلافت میرا حق ہے، جب کہ کوئی فبوں کے بے شمار خطوط نے ان کے اس خیال کو بخوبی کرنے میں کوئی سُرسچی باقی نہیں رکھی گری بات قرین تیاس نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابیؓ کو گواہ بنانا کہ اپنے مقا خسرد منہماں شمار کر لئے گئے ہوں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر ایسا نہیں ہو تو ان خلد وون نے کس طرح نقل کر دیا۔ اس کی وجہ یہ کچھ میں آئی ہے کہ صنونی روایات کے کاریگروں نے جب پچھلی تاریخ پر لفڑی الی توان کو شہادت عثمانؓ مظلوم کے موقع پر اسی قسم کی ایک چیزیں ملی کہ انہوں نے بھی اس وقت کے موجودین کو گواہ بنالے۔ پیر درود میں اپنا حصو ہجی تعلق، استحقاق ظاہر فرمایا تھا یا حضرت حسین ابن ابی بکر کی دوست دار ایسا پر اپنی مسنون دائری کی فضیلت کا انہمار فرمایا تھا۔ بس پھر کیا تھا ایسا لوگ اسے لے آئے اور سیدھے میان کر بلا میں آگر دم لیا اور آخر کار اسی قسم کے جیسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زبان سے بھی ادا کیا دیجئے تاکہ اس "حر نہیں کر بلہ" میں بھی اس "حر نہیں دیا یا رسول" کا سامان پیدا ہو جائے۔

(۱۲) مسئلہ پر فرمائیں کہ۔

"چنانکہ ارباب تھیں تھیں مورثین کی تھیں دروایت کا تعلق ہے انہوں نے اکثرت صحابہ کی بیعت اور بیعت کے بعد نہیں کے خلاف خرچ نہ کرنے کا قطعیاً نہیں کے تھی خلافت ہوتی کی دلیل نہیں کجھا اور نہیں اسی پرید کے حق و خور کہ ہلکا اغیرہ اقیٰ یا وکرائے کی موشش کی، بلکہ ان کے نزدیک صحابہ کرماؓ کی اللہ کی بیعت اور پرید کے خلاف نہ اٹھا خوف فتنہ

کی دلیل کے مقدمات کو چارے مولانا چاہالت پر سنتی تواریخ سے رہے ہیں، لیکن اسی صم کے ایک درسرے موقع تیلے فرماتے ہوئے۔ "حضرت حسین رضی اللہ عنہ" پر فضیلت "اوہ حق" کو ثابت کرنے کے لئے معاذ کر بلا میں نہ کوہہ عمارت لا جلیل القدر صحابہ کے نام بطور شاہد پیش کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ اس دور میں دلائل کا طرز منطبق اور نہیں تھا۔ بلکہ استشہاد کا سب سے نزدیکی درجی تھا کسی دعویٰ کے سلسلہ صحابہ کو اور حفاظ از طریقہ یہی تھا لکھا کی دعویٰ کے سلسلہ صحابہ کو شہادت میں بیش کردیا جاتے یہی طریقہ حدیث کی روایت تک کو قابل قبول سمجھتے کہ لئے راجح تھا ہبہ پوچھے دین کا دار ہے۔" (صلح)

آخر ایں اس دوڑخی حکمت بھی کے لئے مولانا کیسا لفظ پست فرائیں گے؟ کیا بقول آپ کے یہ نظریاتی رسمیرج "نہیں ہے؟ اگر ہے اور یعنیا ہے تو اس کے لئے مولانا کے پاس وجود جو اس کے سوا ایکا ہوتی ہے کہ یہ ہے مسلم میرا نسے بیا ہوا۔

یادوں سے مولانا کا جذبہ سے جو مدعاں جماعت دارالعلوم دلہ میکر دن القول حسین فتویٰ دین گیا، تو لوگوں کی بات کا انکار کر دیں لیکن، لوگوں کی مجال نہیں کر دے انکار کر سکیں ہماری بات کا غالباً اسی قم کا جذبہ سے جو مدعاں جماعت دارالعلوم دیوبند کے دانخوں میں بھی پی۔ اب یوں یا ہے جیسے کی بنا پر وہ اپنے آپ کو ہر قسم کی آزادی اور "چھوٹ" کا مستحق خیال کرتے ہیں دوسری ایک بات اور یہ جو مولانا کے مصلحت کے اقتدار میں محل غور اور وجہ تاثر ہے وہ یہ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اپنی فضیلت پر صحابہ کرمانؓ سے استشہاد کیا امر واقعی ہے۔

۷

بھی پھر ایک دوسری بات میں وہ ایک نظریہ کا کام تھا جس کا نتیجہ اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ مولانا کے اپنے دوسرے نسبتیں میں اسی نظریہ کے نتیجے تھے، اس کے معاہد و تھبیتیں بھی اسی نظریہ کے نتیجے تھیں۔ جو مولانا کے اسی نظریہ کے نتیجے تھے اس کے نتیجے تھیں۔

بھی پھر ایک دوسری بات میں وہ ایک نظریہ کا کام تھا جس کا نتیجہ اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ مولانا کے اپنے دوسرے نسبتیں میں اسی نظریہ کے نتیجے تھے، اس کے معاہد و تھبیتیں بھی اسی نظریہ کے نتیجے تھیں۔

بھی پھر ایک دوسری بات میں وہ ایک نظریہ کا کام تھا جس کا نتیجہ اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ مولانا کے اپنے دوسرے نسبتیں میں اسی نظریہ کے نتیجے تھے، اس کے معاہد و تھبیتیں بھی اسی نظریہ کے نتیجے تھیں۔

فرماتے ہیں کہ "واللہ معاویہ کا فرزند رہنی ہے، اپنے گھر اسے کا بہترین خود ہے۔" دخلافت معاویہ و بن یزید (صلت) اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت محمد بن الحفیظ نے بھی بن یزید کی صلاح کاری، "تفویض شعاراتی"، صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور منعت نبوي کی پیروی کی کاڈ کرنے ان الفاظ پر کھیا ہے:-

وقد حضرته (بنیزید) و اوس بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ان کے پاس میں قیام ائممت عتد کا فرائیت ہا کیا ہے تو ان کو میں نے تمہارا کا پابند میں ظبائی الصلوٰۃ متخریاً للخیر سیگ عن الفقہ نیک کاموں کی فکر رکھنے والا اسکے ملائم ماللسنة (البدایہ) فقد دریافت کرنے والا است بحوالہ دخلافت معاویہ و بن یزید (صلت) کا التزم کرنے والا یا لیے ہے۔

درب (بن یزید کے فتنہ پر حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم رحمۃ العین کی شہادت مطلق نہیں ہیں کی گئی غالباً اس سلسلہ بنی ہماری شریفہ وغیرہ میں اقوال صحابہ مولانا کو میرمنہ آ سکے ورنہ اگر بن یزید کے خلاف بعض تاریخی خواںوں کے سوا احادیث سے بھی کوئی سند شہادت دستیاب ہوتی تو اسے ہرگز نظر انہوں فرماتے، کیونکہ مولانا ان مباحثت کو تاریخی پہلو کے مقابلہ میں دینی پہلو سے زیادہ دیکھنا چاہتے ہیں اور دروایات کے ہوتے ہوئے قیامت تاریخی کو اہمیت نہیں دے سکتے (اور جو چند عمارتیں مولنائے ہیں اور اس کا کردار کے زیر عنوان نقل فرمائی ہیں ان کے بالے میں اسی موقع پر آئندہ صفحات میں عرض کیا جائے گا)۔

(ج) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پورشیں سے قطعاً بحث مولانا نہیں فرمائی کہ آخر انھوں نے کس بناء پر بن یزید کو ولی عهد تجویز کیا اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حالت ایمانی کیا ہو گئی تھی، جنھوں نے بن یزید کو ولی عهد بنائی کا مشورہ دیا۔ شاید مولانا نے اس سلسلے میں خاموشی ہیں فیض بھی ہیں حالانکہ اس سلسلے میں عداسی صاحب کا بنیادی نقطہ نظر حضرت امیر معاویہ اور دوسرے تمام صحابہ کی پورشیں ہیں کو حماوں کی کی اور ان تھا اور یہ صفائی بن یزید کی صفائی کے بغیر پھر دشوار تھی جو اس کا فی حد تک تاریخی خواںوں اور عقول قیاسوں سے ثابت ہو اذیان جو

ماہین نزاع، جدال اور آئیں کے خون سے بچنے کے تھا جو اس صورت میں ہوتی تھا۔

مولانا نے اپنے ذکر وہ بالادعے کے ثبوت میں متعدد عبارات بھی نقل فرمائی ہیں جن میں سے کچھ خواصے ابن خلدون کے بھی ہیں اور یزید کا فتنہ ثابت کرنے کے لئے اس بحث کو ۲۴ صفحات تک پہنچا دیا ہے۔ لیکن اس بحث کے حصہ میں ۲۵ صفحات آئے ہیں لیکن اس تطویل تفصیل کے باوجود یہ بحث مندرجہ ذیل امور کے ادبی ذکر سے بھی خاتی ہے اور مولانا کی یہ خاموشی ختمازی کر رہی ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پر وہ داری ہے (الف) فتنہ بن یزید کی تفصیل ربا، جو دیکھ یہ لفظ ان ۵ صفحات میں کم از کم سو مرتبہ تو استعمال ہوا ہو گا ہطلق نہیں ہیں فرمائی کہ بن یزید کا فتنہ کس قسم کا تھا۔

(۱) کیا بن یزید سراب پیا تھا؟ (۲) یا بن یزید مرتکب زنا ہوا کرتا تھا؟ (۳) یا مازر دزدہ کا اور کھا؟ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مولانا الگرلاش فرماتے تو غالباً ان کو بھی تفصیل شاید این خلدوں ہی میں مل جاتی کہ بن یزید کا فتنہ کوئی شرعی و اصطلاحی اور اتفاقی فتنہ نہ تھا بلکہ ایک طبع کا عرفی و معاشرتی غیر شرعی فتنہ تھا جو اس "دور صلاح اور تبر القرون" کے صالحین کے لئے نامناسب اور خلاف اولیٰ ہونے سے باعث بعن حضرات کے نزدیک قابلِ انکار تھا جیسا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے نزدیک مطلقاً "جمع ال" قابلِ انکار تھا اور نسب حضرات بن یزید کو فاسق نہیں بھیتھے بھی وجہ ہے کہ بعض میں الف در حضرات صحابہ سے بن یزید کی شہادت میں بھی مقول ہیں جانشیر جرالامت ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد انساب الشرف بلاذری میں مقول ہے:-

ان ایجادیں ملت بنیک معاویہ کا فرزند یہ اپنے خاندان کے صاحبی اہلہ فالن مولیکوں میں ہے تم لوگ اپنی اپنی جگہ بنی جہانیہ مجاہد کم اعطا و ماتکم رہنا، اطاعت کرنا، بیعت کر لیتا۔ و بیعت کم۔ (خلافت معاویہ و بن یزید ص ۳۲۵)

اسی کے فریب قریب "الامامۃ و اسیاسۃ" سے بھی عبارت مراجحت نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قسم کھاک

دارالعلوم نے کھنچ دیا تھا، حالانکہ جن حضرات نے اُن اکابر کی تمام تحریرات کا غائزہ مطالعہ کیا ہے کہ ان پر یہ حقیقت ابھی طرح درشن ہو چکی ہو گئی کہ یہ حضرات (اہل حق، حق پسند، حق پرست، حق کوش ہونے کے باوجود) سماں پر و پیشہ اور شہرت عالم کے چلتے ہوئے جادو سے کسی نہ کسی درجہ میں متاثر ہیں ہو جاتے تھے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

(۱) حضرت شاہ صاحب وقت دہلوی کی جو عبارت ہولناک نے اپنی کتاب کے صفحہ پر نقل فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے تحریر زیریں خود امام حسین علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کا زید کے خلاف مکار بنا بر دعوائے خلاف راشد پیغمبر کی نسبت پیغمبر کو برادر سالگزار تھا جس سال لگرنے پر ختم ہو چکی تھی مسقونی گشت بیوہ بلکہ بنا بر یاکر رہا کہ ایک ظالم (زید) کے مقابلے تھیں رہایا از دست ظالم چھڑائی بنا پر تھا اور ظالم کے مقابلے تھیں بود دعائیۃ المظالم علی ظالم مظلوم کی امانت و احتجاج ہیں سے من الاجات۔ (ٹھہریک بلا ویز ید دست)

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب نے سیدنا حسین پھرہ شریعت کے "امام" اور "علیہ السلام" کا استعمال فرمایا ہے جو غالباً سماں و راضیانہ ذہنیت پر مبنی ہے۔ میراس میں حضرت جسین پھرہ شریعت کو بھی واجبات دین سے قرار دے کر و پر دہ دوسروے حضرات کو جو حضرت حسینؑ کے خیال و تعالیٰ میں مشرک نہ ہے دین کے واجب کا مارک مانائے رکیار و افضل کا تبر ایک اس سے زائد مختلف ہوتا ہے (دوسری بات اس اقتباس کے متعلق یہ بھی عرض کرنی ہے کہ شاہ صاحب کا یہ کلام ہولناک ان توتوی علیہ الرحمت کے اس کلام سے متعارض ہے جو لذتمنہ صفات میں نقل بھی ہو رہا ہے جس میں حضرت نانو توتویؑ نے تمام حسینی کو ہباد نہیں مانے ہے بلکہ تنگ کر بھگت آدمؑ کے مصداق شہادت اضطراری نقل کیا ہے۔

(۲) حضرت نانو توتوی علیہ الرحمت کی جو عبارت ہولناکی کتابی صفحہ ۹۹ پر نقل ہے اس میں بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے "امام" اور "علیہ السلام" کا استعمال ہو جو ہے۔ اسی طرح یہ زید کے ساتھ پلید سکافافی بھی باندھا گیا ہے۔ حالانکہ قبل ہولناک زیادی ان لفظ تابت کرنے والوں کا مشاہیر یہ کی لعنت کو بطور

(۳) آخری چیز جس سے ہولناک کا یہ بحث خالی ہے وہ عباسی حضرات کے ان حوالوں کی تردید ہے جن سے عباسی صاحب تب پہ ثابت کیا ہے کہ فام طور پر صاحبہ کر ہے یعنی پرتفع تھے بلکہ بعض حضرات تو متذکر احسین رضی اللہ عنہ کو ان کے اسی اقدام سے سخت الفاظ میں باز رکھنے کی کوشش بھی کر رہے تھے دل احاطہ ہو چکا فتنہ معاویہ نزدیک صفحات ۲۹۸ تا ۳۰۰) اور جس قدر جواب ہولناکے مرحمت فرمائی ہے وہ قطعی اطمینان بخش نہیں ہے، کیونکہ ان میں سے کچھ حوالے یا تو این خلدوں کی ناتمام عبارتیں ہیں جن سے یہی پڑ نہیں چلا کر نزدیکی کا یہ فتنہ کس قسم کا تھا اور یہ کب حادث و ظاہر ہوا۔ شاید ان کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دعویٰ کردہ فتنہ اس کی دلیعہ بھی کے وقت تک نہ تھا بعد کو حادث و ظاہر ہوا اور یا کچھ وہ عبارتیں ہیں جو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محمد دہلوی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانو توتویؑ کی تحریرات سے مأخذ ہیں جس کی بناء پر ہولناکے اپنی کتاب کو جساعت دارالعلوم دیوبند کے متفقہ مسلک کا ترجمان کر دیا ہے۔ مگر افسوس کہ ان عبارتوں کی جیشیت بھی ایک تو جیسا سے قطعاً زائد نہیں ہے جس کا بنیادی نقطہ بھی وہی جزو تہذیب تزکیہ صحابہ ہے جس نے عباسی کو ان حوال جات اور ان کے لیے واضح نتائج تک راہ دکھائی۔ فرق صرف یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب یا حضرت نانو توتویؑ کے مانند نہ تو آسانی سے یہ کتب فراہم ہو سکیں اور ان کو اس میں الجی کا وہ کیفیت حضروں ہی تھوڑی ہوئی اس نے بالکل سرسری اور سطحی طور پر خور فرما کر ان حضرات نے صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس آلو دگی سے پاک دامن رکھنے کی کوشش کی (کوئی نکل صحابی رسول ہونے کی بناء پر ان کی حصائی ضروری تھی) یہ زید کے بارے میں تأمل کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے یہ توجیہ بالکل سامنے کی بات تھی کہ اس کا ضمن حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حادث و ظاہر ہوا۔ چلتے بات ختم ہو گئی۔ اب عباسی کا تھوڑا صرف یہ ہے کہ انہوں نے اس توجیہ کو عقیدہ و نص کا درجہ کوئی نہیں دیا اور اپنی تحقیق و کاوش کو اس خط سے آگے کیوں بڑھا دیا جو اکابر

و تلیف کے پیش کرنا ہے۔ تو اب ایسی صورت میں حضرت ناٹوی علیہ الرحمۃ کی اس جراحت قلم کو پر وینگن سے کی تاثیر بھی پر بھول کرنا پڑے گا۔

(۴۳) اسی طرح خود ہائے حکیم الاسلام کی تحریر میں بھی جایا جا "ام" یا "امہام" کا استعمال ہوا ہے جن کو اخترنے بھی داون کے ساتھ "عطا شد تو" لفاظ کے تو کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اگر ہول ناپسندے یا ان اکابر کے لئے لیسے الفاظ کا استعمال اسلئے حائز تصور فرمائیں کہ ان کی نیت ان کے استعمال کے وقت وہ بیرون ہوتی ہو سبائی وروافض کی ہوتی ہے تو اہم ناجائز سے تو کسی طرح مفرغ ہو گا جس کے لئے آئیہ وَ لَا تَهُوْلُوا سَرَابًا وَ قُوْلًا انشاء و قویں انشاء۔

(۴۴) اسی شہرت عام اور طریقہ راجہ سے متاثر ہو تکی مثال دہ شہر و اقدبھی ہے کہ ہلی کے اس شہر علی خاندان میں اسلام سنن کا واحد نتھا بلکہ طریقہ سلام یہ تھا کہ عبد العزیز تسلیمات عرض کرتا ہے یا عبد القادر تسلیمات عرض کرتا ہے۔ بعد میں حضرت یہ راجہ شہید علیہ الرحمۃ کی بدولت اس بڑہ منت کا اجھا ہوا اور طریقہ سنون پر سلام کا رواج ہوا۔

شورش خذلیہ سے روح چین میں پھونک دی

ورنہ ہیاں کلی کلی مست بھی خواب ناز میں

(۴۵) اسی قبیل سے حضرت مکوہی علیہ الرحمۃ کی وہ دو مقابلے عبارت ہیں جن میں پہلے تو محمد بن الوباب بنحدی کے باسے میں لا علی کا اظہار فرمایا اور پھر اس کے قبلی ہونے کی تھریت عام کی بناء پر اس کے حقیدے کا عہدہ ہوا جسیکہ بیان فرمادیا چکیے۔ بعد کی تحقیقات نے یہ حقیقت اچھی طرح واضح بھی کر دی۔ (دقاوی

(۴۶) ذخیرہ کتب موجود نہ ہونے کی وجہ سے تو اکابر نے بعض اوقات بعض سنون نیک پر بھی محل نہیں فرمایا۔ ملاحظہ ہو مرزا ظہیر جا نجماں رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتبہ پر حضرت محمد الدلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فارسی میں تحریر فرمائے ہیں جس کا ترجمہ ہے۔

"اد حضرت محمد صاحب کا دنمازیں" یہ انگلی اٹھا

کا قول ان کے اجتہاد کی وجہ سے ہے (لیکن) غیر

سخن سنت مجھہد کے اجتہاد پر مقدم ہوتی ہے انگلی دُھانے کو حضن اس دلیل سے سنت (مجھنا اور ثابت کرنا کہ حضرت محمد صاحب نے اسے نہیں کیا ہے کوئی خلل کی بات ہیں۔"

پھر پستروں کے بعد فرمائے ہیں کہ:-
"پس آئید ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ کے ذکر نہیں پر اور صحیح احادیث کو اختیار کر کے اس کے مطابق عمل کرنے پر حضرت محمد صاحب (علم بردن خیں) ناخوش نہ ہوں گے۔ اگر آپ کہیں کہ حضرت محمد صاحب اس قدر علم و سیع و رکھنے کے باوجود کوئی نظر نہیں ہے کہ -

(نمایں) انگلی اٹھانے کے ثبوت کی عدشوں سے تاو اتفاق ہے ہوں تو میں جواب میں کوئی تکالفات حضرت محمد صاحب کے زمانہ تک اس قدر کہاں اور مطابق اس ملک ہند میں ہبھور نہیں ہونے پائی تھس اور آپ کی نظر مبارک سے ثبوت کی احادیث نہیں گذریں۔ اسی وجہ سے انھوں نے انگلی اٹھانا چھوڑ دیا۔" (رسالہ الاحسان جلد انہر لارجوں الغرات

ان نصفت درجن مشاہوں سے یہ امر اچھی طرح ثابت ہو گی کہ اکابر کی تحقیقات و تحریریات نظر ثانی سے بے نیاز نہیں ہوتیں اور حضرت شاہ صاحب دہلوی ہوں یا حضرت ہولنا قائم صاحب ناٹوی، کسی کی تحریر کو "حروف آخر" نہیں کہا جاسکتا۔ ملا وہ ازیں یہ حروف آخر کی تعبیر تو ایک طرح کی بد فائی اور بد دعا پر مشتمل معلوم ہوتی ہے یا بالفاظ اویگروں کہی کہ یہ بھی نفوذ بالشد کوئی ثبوت کے قسم کی چیز ہے جو قسم بھی اب آئندہ کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ اگر مولوی سالم صاحب یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں تو معاف فرمائیں کہ انھوں نے بھی کتاب شہید کر بنا اور نیز یہ "کو حرف آخر فرمادیا ہے۔

(۴۷) مسئلہ پر فرمائے ہیں کہ:-

"اونچی سے یہ بھی من لیجے کہ محدث الحفیہ نے بھی نہ صرف یہ کہ حضرت امام کے اس اق ام کو تمرا یا ناجائز ہی نہیں سمجھا بلکہ حضرت حسین کا اس سے

زیادہ عمدہ ہو گی۔ بھی وجہ ہے کہ کتاب کا یہی حصہ اس سے ہے جہاں مولانا اپنے خاص انداز بیان کے ساتھ جلوہ گر معلوم ہوتے ہیں ورنہ عباسی کے سرالزم بجا عائد کرنے کی جو نیت آغاز کتاب میں باذمی لکھی وہ یہاں بھی بدستور قائم ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۱۱ پر فرمائے ہیں کہ:-

"بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ سلفی حماہ است ان پر الزم نہادت اور خراونی جملت کے جو میں تھے عباسی صاحب نے تاریخ کے طبق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مقدوس ذات ان عینوں الزاموں سے بری او بالآخر ثابت چکی ہے۔"

چند مstroں کے بعد فرمائے ہیں :-

"اگر ان فضائل کے ثبوت سے بزید کا فتنہ ہیں آفہ سکا تو ان اُنٹھوںہ بہر صورت صفات فضائل بریں۔"

چھپے صفحات میں مولانا کے فرمودات پر جو معروضات میں ہیں کی گئی ہیں ان سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ مولانا نے عباسی صاحب کی سنت شہرت چینی کے لئے ان کے ذمہ منصوبہ بندیوں کے جواز امامات لگائے تھے وہ سراسر بے بنیاد ہیں ان کی حقیقت بھی فرضی منصوبہ بزیری سے زیادہ کچھ ہیں ہے۔ اب رہا مولانا کا کام ارشاد کہ حضرت حسین کے لئے فضائل کے ثبوت سے بزید کا فتنہ کاٹھ سکتا تو کیا مولانا اس کا ذمہ اپنے کی تواریخ میں کوئی تصریف نہیں کی اسی طرح جماعت دارالعلوم دیوبند بھی مظہر بدگامی سے خالی نہیں رکھنے والے کہدیں گے کہ دو مندرجہ شہرت اور مرکزیت تے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱۵) ص ۱۱۱ سے ص ۱۱۲ تک "تیسرا منفوہ" قائم فما کر جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے اس میں صرف وہ حصہ پر لطف اور وجد آفری ہے جہاں مولانا نے حضرات حسین رضی اللہ عنہما کے قلبی مقامات کی تشریح فرمائی ہے، مگر یہ زیارتی اس موقع پر بھی فرمائی کہ ایک صوبی صفائی اور مصلح و نفع دو ہی مقامات کی تشریح پر بوری قدرت رکھتا ہے کا تعبیر کا موارز نہ دعماً بل عباسی صفاتی سادی تغیر سے کرنا نشوی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ تغیر

رد کا بھجو نہیں، حکم اس کی تدبیر بھی تملائی۔" مولانا کے حکم اسٹنسن کو قریبی من لیا مگر صرف گھنٹے سے کہیں کام چلتا ہے، اس کے لئے تو بھنٹے کی ضرورت ہے۔ اور آپ سمجھنے سمجھائے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں ورنہ عباسی صاحب سے اس موقع پر جو دلیل پیش کی تھی اس کا کچھ جواب بھی مرحمت فرماتے۔ اس طرح کوئی خاک سمجھ کا کہا اپنے ایک جوال پیش کیا جس سے یہ ظاہر فرمایا کہ حضرت محمد بن حنفیہ حضرت حسین کے اقدام کو صحیح خالی فرمائے تھے اور بزیری کے خلاف خروج کو حق بجانب لائے تھے اور عباسی صاحب نے اپنی محمد بن حنفیہ کی زیارتی ان کی عینی شہادت سے بزیری کو نیکو کا رثا بات کیا۔ انساب الاشتراط بلاذری کے ۴۱۸ سے وہ نکال المثل نقل کیا جس میں حضرت محمد حنفیہ نے ان الزامات کی نہایت سختی اور صفائی کے ساتھ تردید فرمائی جو بزیری کے ذمہ سایوں کی طرف سے عالیہ کے جاتے تھے اور صرف بلاذری نہیں بلکہ بقول عباسی این کشیر نے بھی براہی ص ۱۱۲ پر نقل کیا ہے جن کی نقل بخش بھی بہنوں کی عقول کو مغفل کر دیتی ہے۔ لہذا ضرورت تھی کہ عباسی کے ان حوالوں کی بھی تردید و تغییط فرمائی جاتی ورنہ جس طرح عباسی پر بزیری الزم ہے کہ انہوں نے سنتی شہرت حاصل کرنے کے لئے یہ تصریف میں کی اسی طرح جماعت دارالعلوم دیوبند بھی مظہر بدگامی سے خالی نہیں رکھنے والے کہدیں گے کہ دو مندرجہ شہرت اور مرکزیت تے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

پہلے یہ کہ اسٹنسن کے حکم اس کا تعبیر کا موارز نہ دعماً بل عباسی صفاتی سادی تغیر سے کرنا نشوی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ تغیر

خواہ در تین باتوں میں سے کسی ایک کا اذن چاہا تھا۔ یہ کہ یا تو مجھے اپنے شہر ہوٹ جانے دیا مسلمانوں کی کسی سرحد کی چوکی پر بھیجا دیا یعنی پر کیاس جانے دو کہ اسی کی سعیت کروں۔ (فاظم دین ہی فی یعنی لادر، طبری جلد لا ۲۴۷ ص ۲۰، تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ فکٹ ۲۰۳) الباقیہ دانہ بیتیق، ص ۲۶۸ (۴۴)، انعاماً بِ فَتْحِ الْمُحَاجَةِ لَا يَنْجُورُ مُسْلِمٌ فَكَذَّابًا (۵۵) تاریخ الجلدان علمیہ جلی مثلاً (۶۶)، رام احمد فاروقیہ فتنہ (۶۷)

یعنی کب طلبیا پر بہوت پر تباہ ہو جانا ہی اور ہر چیز پر تو مجھے اپنے ملاد و عقول اکے زندگی کے حضرت مسیم کو ان حدیثیہ کی زندگی پر بھائی جن میں نارت قاتل سے خروج کر سکے اسے کو راجب الفتن قرار دیا گیا ہے ذرا دیکھئے ابن تیمیہ عصیا عصری محقق کی کہتا ہے۔

”رسول اللہ کا فرمودہ یہ یجیو سلم میں وہ بیت ہوا ہے کہ
تمہارا فتح ملکت کسی ایک شخص کی سر بر جائیں تا مم
ہو جائے تو امر قوت جو محی جماعت میں نظریں اعلیٰ کی
و مشترک کرے، اس کی گردان تواریخ سے اور جاہے وہ
کوئی بھی بوڑیں یا کوئی مسینیں اس رہایت کی زدیں، مسئلے
ہمیں آئے کہ انہیں تراویت تین کیا گیا۔ ہے جو انہیں
لئے اپنے موافق سے دستبرداری دیجئے یا چاہا تھا کہ یا تو
مجھے اپنے شہر ہوٹ جانے دیا کسی سرحد کی چوکی پر
چلے جانے دیا یا زید کے پاس بھیج دیا کہ مسخرہ دے۔ اس کے
و خروج اور طلب ملافت کا خیال چوڑ کر دا ملٹی ایلت

شجاعی فی افضل دوست روی صاحبی اگرچہ نقد کا حق خوب خوب
گیا ہے کہ معمولی علم دفعی راستے شاید یا سہمہر جبور شاید مکین اہلنا کچھ ترقی
ہم ان کے دیسے ہوئے بھروسے بھروسے کے ذیل ہیں پیش کرتے ہیں۔
(۷۷) ہنچم صاحب نام علامت میں بیٹھا ہے میں دشمن ہمیں بھیکیں جس ب
حد باست کا سر رج چوڑ ملٹی ایلتے بے تعلیم و نیاز مست کی پا دری بھیکیں پر میانی
ہے، ذرا اشد ازہ نویکھڑا دے کیا فس لائے ہیں۔

”جس چیز کو وہ (حضرت حسین) اسی کوہ پلے تھے اپنے
جان دیجئی گوارا کی گھر باطل کے آئے۔ رحمہ کا ناگوارا
نہیں کیا۔“

اے چھوڑیے کہ ”نارت نیز“ کو ”باطل“ تراویخ ایلانہ بھی افسوس
محابیوں کے حق میں کتفی ڈرانی گانی سے جھوپ نے صرف برد کی بیویت
کی بلکہ حضرت مسیم کو تباہ جوہا مکان خروج سے روکا۔ ہنچم صاحب کے مکتے
ہی کہ بہر طلب، اپنی راستے کا اظہار نہ تھا بلکہ حضرت مسیم کو اخراجی خاکہ کرنا
خاکہ کرہے نارت نیز کو باطل خیال کرتے تھے۔

لیکن یہ راه فرازی مسدود ہے کیونکہ ہنچم صاحب چاہے کچھ
بھی فرمائیں میکن ساری دنیا تو بھی ہی رہی ہے کہ حضرت حسین نے
کوئیوں کی غداری کا حال جانے کے بعد صاف طور پر باطل کیے ملئے
سر جوہا یا تھا۔ طبری، ابن اثیر، بلاذری، البداۃ، اور تاریخ الحنفی
سے یہ کوئی لئنا آزاد کی شہید اعظم تک کوئی سچی کتاب اتنا تھی ہی
لیکن اکابر حضرت نے عصوں ہو جانے پر طلب فلاحت کا خیال ترکتے ہایا

(یہ ملٹی ایلتے ملٹی خوار ہے ہی۔ اسیں ابن الحنفی کی زبان سے راجحابی طور پر کوئی بھی اعتراض نہیں پیدا ہے بلکہ ابن الحنفی اس بھیر بھائی کا پورے زین میں نظر آئے ہے جو دیکھا کہ اسکا جمالی ایک خطرناک اندام پر بیٹھ دیا ہے اور دیکھا کہ اسکا جمالی کے باوجود وزم خروج کو نیک نہیں کر رہا ہے تو ایسی حالت میں بھبھت کریں الابحالی اس سے زادہ کا کریکت ہے کہ اخذ ایسا اور فرم وہ برا کا مشکورہ دے۔ اسرا اور اداز جنہے کوئی بھی دینا کہ اس الحنفی کے نزدیک خروج دوست و سما جائز ہو تو ہے۔ پھر جب مقابلہ پر ایک ایسا ایسا دوست نوجہ دیکھیں میں، الحنفی صریح (ایکانی اور قلعی طور پر) اس خروج کو ”غدری کی فرمائی“ کہہ ہے جوں تو کیا رفتہ وہ جاتی ہے اس لئے کہی کی جو ہم صاحب تھے فرمائی ہے تھیں بات ہے کہ جو صریح اخراج خدا میں الحنفی نے اپنی زبان سے کیا ہے دہ زیادہ معتبر ہو گا اس اچھتا دی سفہیم سے جو چشم صاحب (بن کیتھر کو عبارت سے اخذ کر رہے ہیں)۔ عیاسی صاحب بخشنده در دیانت میں سے ایک کو دیکھ دوسری کی تزوید کی تھی اور دلائل کے ساتھ اسکا من گھرست ہر ناتا بہ فرمای تھا میں ایک محقق کا کام ہے قطع نظر اس کے کریہ قابل قبول ہے یا اپنی رو۔ لیکن ہمارے ہم صاحب کمال کر گئے ہیں کہ ان کیتھر کی ایک رہارت سے کوچھ اضافہ افزایش ہیں لیکن ابن کیتھر کی اس دوسری رہارت کا فقط ہو جاتا ہے ہمیں خراستے جو مراحت و تعلیمیت کے ساتھ ایک مطالب کی بھی کرتی ہے، حالاً کا اجھا شہدین

وہ شاید ہیں کہ "امام" اگر ابن زیاد کے آگے مرحکا گئے ہوتے تو شہزادت ہی کیوں پیش آتی تو اس کا جواب کہے کہ اول تو برتری اور عظمت کا وہ احساس ہو اس حقائقِ خلافت کے سلسلے میں عیناً بوہاشم اور خضرصا حضرت علیؑ و عین و فی العہ عنہما کے اندر پایا جاتا تھا اس کے باعث آگر حسینؑ پیشے مرتبہ والا بچا ٹھیک دقت کے اس سے ایک افسر کے آگے دست بستہ ہوا ہے۔ ایک سے کہ حضرت حسینؑ نے احادیث و قرآنی افسروں کے مقابلہ میں، اربعہ رائیں المزبر تھے اُن کی خود داری و غیرت ان کثیروں کے آگے مرتکلہ ہوئے میں رکاوٹ ہی پاہنچا تھی۔

درستے آپ کو نہیں تھا کہ اگر اپنا فیصلہ ابن زیاد کے باعث میں ذمہ یا تریخ شخص بخیر جان لئے نہ اتے گا جیسا کہ ابن اثیر کی تاریخ انکامل جلد ہم کے عہد پر خود حضرت حسینؑ کی ربان سے اس خیال کا اظہار دیکھا جاسکتا ہے۔ ابن زیاد کے ہر خلافتیہ سے آپ کو تو قبضِ حقی کو وہ سیست یعنی کو کافی بھی گا اور خود حج کی صراحت میں بانہیں لے گا یہ تو قبضِ حقی کیوں نہ ان کے معاملہ میں یہی نہ فرمی سے فرمی بہلی تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ سفر کو فرمے قبل فرمی ہے حضرت کو کتنی اور حیرت سے اپنی بیوت پر مجبور کرنے کی بجائے نہماں دشڑیب کا وہ خوبی کیا جھا جو ایک ملیم دزم خو ملیدی ہی سے منقطع ہو رکتا ہے۔ سخت گیری اور شدید سے مطلق پر سربراہ تھا لوگ لکھتے ہیں اس نزدی کی وجہ حضرت معاویہؓ کی صحبت تھی۔ ہم کہتے ہیں جسکے لئے ایک سبق خود یہ کہ وہ ایک ملے شدید تاریک عقیقت کو جھلائتے ہوئے وہ بنیاد ہی دھانے ہے۔ وہ یہی چیز ہے حضرت حسینؑ کی شہزادت مظلوم کا مدارجہ جسکے سمارے یہ جو ہی کیا جاتا تھا کہ حضرت مدد و رحم حالت خروج میں قتل ہیں ہوئے بلکہ اس حالت میں ہوئے ہیں جب خرد روح سے سفر برداری و مکملیہ وفت کی بیت پہ آادہ ہر پیچے ہیں۔ اور سمجھو دیے ہیں کہ ہم نے مغلب حسینؑ کا اع ادا کر دیا۔ "سر جکانا گواراہیں کیا" سے مراد اگر انہوں نے یہ لے لی ہے کہ "امام" نے وریف کے ساتھ "مر جھکاتے" کا وہی سفہ ہوئے جو اصل حاصلہ معلوم ہے تو بتایا جائے کہ یہم صاحب کا دعویٰ ہوا ہے۔ حسینؑ کی بیان کے اور کیا کم ہے کہ حضرت حسینؑ ایسا ہی سمجھتے تھے۔

بوجگ تھے اور تغیرت سے رجوع قرآنی تھا مہذب اور عیف پر لازم تھا کہ نہیں سے کوئی بابت ماتحتا درون کو مکن نہ کرتا۔ یا جن تاریخی تصریح کہ اُنہوں کی سمجھی آؤ ہی انہا مظلوم فہر کرنا تو مظلوم کرنا چاہیے تھا تو حسینؑ یہی عظام اسے کا مطابق کیوں نہ مظلوم کیا گیا اور حضرت سیس سے ستر آؤ ہی اسی بھی ایسے مطالبہ کے بعد اسکا مستحق رکھا کہ اس کی راء، در کی جاتی چہ جائے کہ اسے قیدیاً اقتل کیا جائے۔ تب ماقاہ پڑے گا کہ حضرت حسینؑ مظلوم قتل کئے گئے اور وہ یقیناً شہید ہوئے۔ "زمہاج استاذ جلد ۳ (۱۹۷۴)

بیانات، امام ابن تیمیہ نے آس پاس کے صفات میں متعدد بار بھی، ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس بحث سے مشتعل "زمہاج استاذ" کے چند صفات میں حق و ترجمہ ملی جیس پیش کر دیں۔ بلکہ ٹھیک تو اسی مرضی رہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے۔ اس ارادے کو پورا کر دیا جائے گا۔

دور عاضر کے مشہور فوی فہم بالمرمولتنا ابوا الکلام آزاد نے بھی حضرت حسینؑ کو اُن اعادہ بیٹ کی زد سے مکمال لیا ہے کہ نے جن میں سلاٹ حاکم وقت کے خلاف خروج کو منع کیا گیا ہے اس کے سوا کوئی راد نہ پائی کہ اسی استدلال کریں جو ابن تیمیہ نے کیا ہے چنانچہ "مسئلہ خلاف" اٹھا کر دیکھ لیجئے حضرت حسینؑ کے ترک طلب اور دخول فی الجماعت پر رفماندی اور بیعت بیڑی کے لئے اٹھا کر دھانی دی جیزئی جس کی بنیاد پر حضرت حسینؑ کو مشہور مظلوم قرار دیتے ہیں اور کوئی دینے ہیں اب تک صاحب کا موتف دیکھ کر وہ ایک ملے شدید تاریک عقیقت

کو جھلائتے ہوئے وہ بنیاد ہی دھانے ہے۔ وہ یہی چیز ہے حضرت حسینؑ کی شہزادت مظلوم کا مدارجہ جسکے سمارے یہ جو ہی کیا جاتا تھا کہ حضرت مدد و رحم حالت خروج میں قتل ہیں ہوئے بلکہ اس حالت میں ہوئے ہیں جب خرد روح سے سفر برداری و مکملیہ وفت کی بیت پہ آادہ ہر پیچے ہیں۔ اور سمجھو دیے ہیں کہ ہم نے مغلب حسینؑ کا اع ادا کر دیا۔ "سر جکانا گواراہیں کیا" سے مراد اگر انہوں نے یہ لے لی ہے کہ "امام" نے وریف کے ساتھ "مر جھکاتے" کا وہی سفہ ہوئے جو اصل حاصلہ معلوم ہے تو بتایا جائے کہ یہم صاحب کا دعویٰ ہوا ہے۔ حسینؑ کی بیان کے اور کیا کم ہے کہ حضرت حسینؑ ایسا ہی سمجھتے تھے۔

ہوئے تھے، محدث نفس غلافت سے ہے کہ راشدہ سے اگر غلافت راشدہ نہیں سال پر بڑھو چکی تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تیار است ہمکی کوئی بھی اللہ کا جاندہ الشرکہ دین کو پوری طرح قائم کرنے کیلئے قیام غلافت کی سعی کرے گا اور اگر کرے گا تو اہل الشرکے دائرے سے غاریب ہو جائے گا، حضرت حسین کی طرف جس غلافت کی طلب کرو، افغان کی امن شہادت پر منسوب کیا جاتا ہے اس کے "راشدہ" ہوئے پر کسی کو بھی اصرار نہیں، جو حیر خشم چونی وہ غلافت راشدہ تھی نہ کہ نفس غلافت دھکوت۔ پس یہ کہنا کہ حضرت حسین پر اس حیر کی طلب کا الزام لگایا جا رہا ہے تو سرے سے موجود ہی نہیں تھی سلطنت کی انتہا ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ زید اگر ظالم تھا تو اس کے ہاتھ سے مظلوم رعایا کو چڑھانا بغیر اس کے لئے کب تھا کہ زید کو پہنچو چڑھیں تو محنت حکومت پر مشیں اور رعایا سے ظلم کرو دفع کر کے انہیں دیں، جو تم صاحب بالکل غلط کہتے ہیں کہ جو اسی صاحب نے حضرت حسین پر طالب قدار اور عزیز مقول حب جاہ کا الزام لگایا ہے یا علوان چسباں کیا ہے، انکی کتاب میں انھی دلکھر بتایا جائے کہ الزام کہاں ہے، بہاں سطون کو ذریعہ دوسروں کو بھیجیں میا نا کہ حیر دھکوت غلافت ہی "ما مغلول حب جاہ ہے تو پیر عبد الشادین زبیر شکر کے بارے میں بھی کہنا چاہتے کہ طلب غلافت نہیں تھے، افسوس منقبت حسین میں صائم صاحب دیگر رحمان کے امور کی کوئی ذاتی دلچسپی نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ "اہل الشرکے لئے مظلوم عکاری میں کوئی ذاتی دلچسپی نہیں ہو سکتی" تو پیر عبد الشادین زبیر شریعت اہل الشرکے دائرے سے خارج ہو گئے کہ حکمرانی سے ان کی ذاتی دلچسپی کے حرمون نہیں، اللہ تعالیٰ ہم صاحب کو معاف فرمائے اپنیوں نے فرط جوشی میں بڑے بڑے اگر دعا کو شرعاً جھکا دی ہے جسکی بہت درج ذیل ہے۔ صفحہ ۱۱۶ پر لکھتے ہیں۔

"اس سند میں ایک مفصل روایت تو ایں مذکور کی ہے جس کی روایتوں کو ساری روایت کہ گئی تھی میں توں کوں
روکر دیتے ہیں؟"

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں میں جو بہت سے باطل فرقے پائے گئے ہیں انھی میں سے ایک فرقہ تابعی ہی ہے۔ آپ کسی اپنے علماء مسلمان کو خارجی یا محتزلی یا ماصی کہدیں تو یہ محتزلی کا لیے "کہاں گئی۔ اب سئیشہ کی وجہ سے کوئی صاحب ہیں اور ان کی روایات کو کر کے

۱۱۰ اس غیر کے ذیل میں ردی صاحب اس سند لال کو تو نظر انداز ہی کر گئے ہو دنیا کے عجائب میں سے ایک ہے یعنی فتح صاحب بیت مسجد صفات میں عصیا کو یہ صحیت ہے مخفی پیش کی ہے کہ چونکہ غلافت راشدہ کی عمر از روئے حدیث نہیں سال تھی، یہ تیس سال گذر چکے تھے اس لئے اب جو بھی غلافت دھکومت آئی تھی وہ راشدہ نہیں ہو سکتی تھی لہذا یہ کیسے ملک تھا کہ "ا)" حسین "جیسا رسمیۃ المرتضی مخالفی غلافت دھکومت کی طلب کرتے انھیں ہرگز غلافت کی طلب نہیں تھی اور اہل اللہ کو سوائے غلام راشدہ کے کسی حکومت دھلفت گل طلب نہیں پہنچتا۔ پس یہ کہنا کہ حضرت حسین غلافت کو اپنا حق بھیتے تھے، اور کہ لامی اُنقدر اس طلب غلافت کے لئے تھا" دین اور اہل دین کے ساتھ تھے۔ کیونکہ وہ بھیز ہی موجود نہیں جسکی طلب کا الزام لگایا چاہ رہا ہے۔

بالطبع اس امری دنیا جانتی ہے کہ حضرت حسین کا سفر کو تو بیوت فہی لیٹنے کی خاطر ہوا تھا اور بیعت لینے والے ہی کو غلیقہ کہا جاتا ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے اور کہا جا چاہئے کہ حضرت حسین کا غلافت طلب کرنا سب جاہ اور دنیا پرستی کے تحت نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ نظام اسلامی کو دعا اپنی داشت میں نہ یہ سے زیادہ بہتر شکل دے سکتے تھے، یا اس لئے تھا کہ ان کے نزدیک زید کا دیعہ می کے ذریعہ غلیقہ میں جاتا ظالم تھا اور اس ظلم کو دفع کرنا چاہتے تھے۔ یا کوئی اور راجحہ سے اپنی تو پیچہ کر لیجے لیکن یہ کہنا تو رد و دشن میں سورج کے الکار کا ہم سعی ہے کہ حضرت سے غلافت دی طلب ہی نہیں کی، اس سے آپ کو کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی دھیرہ۔ ہم صاحب نے بطور دلیل شاہ عبد العزیز کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

"امام حسین رضی اللہ عنہ کا نیجہ سکے غلافت مکھڑا بڑھا دھواں غلافت راشدہ کی بنای پر مخابجوسیں سان گذر جانے پر ختم ہو چکی تھی بلکہ رعایا کو ایک ظالم ریزید اسکے ہاتھ سے چڑھا سکی بنای پر مخاب اور ظالم کے مقابلوں مظلوم کی اساخت و اجرات دین، میں سے سہی ۹ حلث تو یہ کہا ہے کہ حضرت جس غلافت راشدہ کا دھوان لکھ کر رے

پھر یہ ملی گا کہ
قال اللہ ام قطبی ضعیف دارقطن نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

پھر یہ ملی گا کہ
قال الحنفی بن معین لیں بشفقہ سمجھی ہیں جیسے ذرا یا کوہ اخلاق کے لائق ہیں
سچا کیلیں بن معین اسے لیں بشی کے انتہائی تحقیر آمیز الفاظ سے مجی
ایا کرتے ہیں بھی وہ تو کوئی پیغام ہی نہیں۔

پھر یہ ملی گا کہ
قال مرّہ لیں بشی مرے نے کہا کہ وہ تو کوئی پیغام نہیں

قال ابن عدی شیعی محدث ق این عدی فرماتے ہیں کہ وہ لوگوں شیعہ
صاحب اخبار امام ہے اور انہی کی خبریں رواۃ میں کرنا ہے
یہ ہے جزا فیہ اس ابو حنفہ کا جن کی رواۃ ہوں کو روکرنے پر مقدمہ
”اعصیت“ کی صیغہ جست کر گئے ہیں یہی وہ عقلاً ہے جو حضرت
حسین چیزیں عزیزت و شجاعت والے علمی انسان کو شیعوں کی
سلسلہ پر لاستے کے لئے یہ روایت تک کر گزرا ہے کہ جب نیرنگہ
کے نتیجے میں حضرت عسین پیغمبر مددگار اور پھر ہوش آیا تو شدت
ضعف سے اخراج گیا اس وقت آپ دہلوں مار کر روشنے اور فریداد
ہیں کے انداز میں یہ الفاظ فرمائے۔

واعجیلہ و محمد اک و ایسا نہ ہائے داد و لئے محمد، بائے بائے ادا
و اعلیاً اک و اخلاقاً و احسناً اعلیٰ بائے بھائی، و احسن بائے غیر الائی
و اعدیقتاً و اشطشاً و اغفار و ای پیاس کی شدت ہائے داد
نایا و اقلتہ ناصلاً ہا۔ در دگار دل کی کی!

مقتل الحسین

معاذ الشر! جو شخص اس طرح کی بادہ گئی گرے وہ منہ لگانے کے
قابل ہو سکتا ہے۔ مرا یہے کہ خوبی نہیں کیسے بھی بر قوت شہادت
اس شخص نے اس طرح کا زمانہ ہیں روایت کیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں
یہی حضرات کی عطیت دینی اور صفاتی تلب سے اس کے سو اکوئی
ترین نہیں کی جا سکتی کہ اپنے آخری وقت میں ان کی زبانوں پر
کلمہ تو ہیجہ ہو گا اور دلوں میں باری تعالیٰ کی بادی۔ یہ الشرکے نیک
مندوں کی طرح مرت کو آخوندگا دوسروں کر تے ہوں گے اور
جیسا کہ روایات صحیح سے ثابت ہے ان کے اندر آخر کا انتہا

کون کون حضرات ہمیں صاحب کے عطا فرستود خطاب ”ناصیت“ کا
ہوتے ہیں۔

تو وہیں کیجیے ابو الحنفہ دوسری صدی ہجری میں، یک شیعہ صاحب
گزرے ہیں جیسیں داستان سراہی اور قصہ گوئی میں کمال حاصل تھا
یہ سب سے بیٹھا آدمی ہیں جنہوں نے داستان کر طاکو ایک سڑو ط
کہاں بلکہ ایک ناول کی حیثیت سے دنیا کو سنا یا۔ ان کی سہالنامہ اور
اور داستان سلسلہ ہوں سے اگرچہ اکثر لوگ دانتف تھے میکن ملکل یہ
تمی کہاں کے ہلاکو اور کوئی تاریخی روایات بیان کرنے والا اسوق
ہیں ملتا خاہاہذا جو کچھیں اہم ہوں نے وہ طب ریا اس پیش کیا مقبول
ہوا اور جو دین جیب طبری اپنی تاریخ کی تکھی سمجھے توان صاحب کی رایا
خوب خوب لیں جھکا گی جاہے طبی جلد شافعی میں واقعات کی برا اور
اس کے تعلقات کا تذکرہ دیکھنے قدم پر قال ابو الحنفہ کی
کی تکرار لفڑ آئے گی۔ بلکہ ہی نہیں بلکہ اسی کی اشارہ اسناد
اور این اشاری کی الکامل دغیرہ کا بڑا اسی بھی بھی صاحب اور ایک
دوسرے نام نہاد صاحب هشام بن محمد الکھنی ہیں۔ پھر ہی کہا اور
سیوہی اور دیگر سوراخین نے اپنا مفاد ریا وہ تراجمی تاریخوں کو سیا
تو اس کے سوا کیا کہا جائے گا کہ بنی داوس پورے محل کی ریت ہی
ہے۔

اب دیکھئے کہ اندر رجال اور بڑے بڑے ناقرین، جن پر علم الغوث
کا دار ہے ابو الحنفہ کے بارے میں کیا فیصلہ فرضیاتے ہیں۔ پھر تو
خود شیعہ حضرات کی مستند کتاب تشیع المقالہ۔ یکم لیجاۓ اسیں
بتایا گیا ہے کہ وہ ابو الحنفہ امام شیعہ تھے۔ پھر اس کی تحریر ای
والہبیہ کی آٹھویں جلد باخڑ فرمائی گئی جسیں این کیڑنے ان کو شیعہ
بھی لکھا ہے اور امر کے تزویہ یک ضعیف الحدیث بھی بتایا ہے۔ رائے
الفاظ آنگی ہم دیں گے۔

اب عازماً این بھر کی لسان المیزان جلد نہ اٹھائے اسیں یہ
الفاظ میں گے۔

باکل اعلاء کے نام میں	لایوٹن بہ
پھر یہ ملی گا کہ	تو گہہ الجھانہ و غیرہ
ابو عالم وغیرہ نے اجو الاجرج و	غدریں میں شمار ہوتے ہیں اسے متبرک

کے کام شے پر تسلیم گی اور کم دنکھیں گی تو رد کردی جائیں گی میرزا
ماصیت کا طمع قبول نگر جو گئی کہاںیاں تبول نہیں ہیں۔

ابو حنفہ کی آٹیں عطا اہل علم کو زانی جنائے کے بعد ہم صاحب
لے این ایں ایں ایں کی ایک رداہت پیش فرمائی ہے جسیں بتایا گیا ہے
کہ جسیں کا سریزید کے سامنے لا آگیا تو اس نے دلخوش پر
چڑی ماری اس پر محالی رسول ابو بزرگ اعلیٰ ہوئے کہ اپنی چڑی
ہشائیں کھلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مکاہر پر سر لیتے ہوئے
دیکھا ہے۔

پہلی بات تدویہ ہے اس رداہت کے ایک رادی حمار الہ ڈھنی
شید ہیں گو کہ این ہر اور علامہ ماقنی نے ان کو حتمہ مانتے ہیں
ان کے تشیع پر بھی متفق ہیں (تفصیل التہذیب ص ۲۶۵) و تفتح المقال
جلد ۴ ص ۲۶۶) تجوید اور مشاہدہ کو اسے کہچے سے چاہا دی ہی غلوت
حقیقت ہے اذہنی جانبداری کو شکار ہو جاتا ہے۔ وہ جان بوجہ کر
تو جھوٹ نہیں یونتا مگر اس کو کیا کیجئے کہ غیر موقول عقیدت کی میکا کے
نماویں نظری کو ناسد کر دیتی ہے اور نہایت معصومی دریافت
کے ساتھ وہ غلط کو صحیح کھلیجتا ہے۔

درسری بات یہ کہ یہ رداہت بعض رادیوں کے اعتبار

سے بھرپوری ہے اور منقطع بھی تیسری بات یہ کہ

ام این تبیری پوری تحقیق کے بعد فرماتے ہیں۔

والذین نقلوا اصحابنا والحسین اور جن لوگوں نے حصہ کا حزیرہ لفظ
نژاد و اشیائی مدن آلکداب کیا ہے ہوں نے ہیئت بھی جو گئی تاں
کمان اداوی قتل عثمان د برصادی ہیں جیسے کہ کل عثمان کے بیان میں
کمان اداوی انجیروا و تعظیمه میں اور جیسے کہ ان حادثے کے بیان میں اس
الحوادث و کمان اداوی ف میں کل تعلیم تھے ہوئے اور جیسے کہ
المغافری و المغفرات وغیرہ ممتازی اور متوہرات وغیرہ کے بیان میں
ذلک و المصروفون فی اخبار مجموعہ افاضہ کے لئے ہیں و تعلیم
قتل الحسین متعتم من هومن کی تحریں بیان کرنے والے صنفوں نے تو
اہل العلم کا بغفوی وابن اہل العلیم کا بغفوی اور ایں ایں ایں
ابن الدشیا وغیرہ مداد مم انہوں نے بھی اور جو اپنے علم و فضل کے
ذلک فیما بر و دنہ کائنات مطلع ہو کپڑیں مسلمانی رداہت کیا ہے کیسی
راہ پر باطلہ (نهایۃ النزول) منقطع رداہت اور باطل انور پر

پہنچا ہو رکھا ہو گا۔ بالوں ابو حنفہ اور حضرت حسین بھی محلہ بن مجید
مجید نادر ہے کہی بھوپال پناہ دے کا نامہ لگا سکتے تھے تو پھر
شجاعت دمرداگی کی آن نشام دامتازوں کا کیا ہے کہ جیسی اسی
بیسے لوگ گردن اکڑا کے بیان کرنے ہیں۔

ستقر اور قاشیہ کی بھی تحقیقی رجی رداہت کرتا ہے کہ جب حضرت
رسولؐ کو "امام حسین" کی باتیں سنکریقی ہو گیا کہ اپنے ہمیں ہوئیں ہے
ہیں تو بے قابو پر کوچخ اٹھیں اپنے سمن پر دھنپڑ مارے۔ گریبان
چاک کیا اور عرش کر گئیں اس پر حضرت حسین پانی کے چھینوں سے
پوش دایا اور نصیحت کی کہ اللہ سے ذرہ باتوں کل علی اللہ سے دل
کو مٹھن کر دعیہ دو جیرہ۔ (طبری جلد کو علاقہ و مقتل الحسین ص ۲۶)
جو حسینؑ دوسروں کو فبیط دھن کی تلقین کر رہے ہیں انہی کی
زبان سے ابو حنفہ شیخی اندراز کا ہیں واقعہ تھا کہ واسی "اصیل ہیں"
صاحب فرملائے ہیں کہ اس کی روایتیں روکرے دے اے "اصیل ہیں"
تو یہ گھان عاذھاں جو ایضاً محدثیں محسین، مردہ و اڑھی اور ایں
عدنی و خیرہ سب کو پڑی بلکہ صحابہ ستر کے جامعہ عادی تو پیدا ہوئی
پڑھی کہ جھنوں نے ایک بھی رداہت اس تھیں کی نہیں لی جو بخاری
و مسلم و ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ ونسائی سب کے سب اصیل
تھے کہ جھنوں نے بھی میراث الاعتدال میں ابو حنفہ کو ساقط الایا
ہی نہیں رکھا ہے۔ امام ابن تیمیہ بھی اصیل تھے جھنوں نے صاف کیا
ابو حنفہ وہ شام بن عباد، ابو حنفہ اور شام بن عباد بن صائب
صاحب دامتالحمد امام اور ان جیسے لوگوں کا جو ٹھاں ہوئیں
المعرفین بالکداب عند اهل علم کے پیسان معلوم و معروف
وہیا (است مدارل علت) ایسا ہے۔

غوب ہے یہ حقیقت حسین کو پاہے ساری امت کی آبروٹ
جائے بگر حسینؑ کی سفر و مددی قبور کا علم بذریعی رہے۔ "مروغہ"
سے مراوی ہیں کہ ان کی نامہ می خلائقیں تاہل اکادم ہیں۔ پاگل ہے وہ
شخص جو خلائقی حسین کا سنکر ہے۔ وہ بہت بڑے تھے اتنے بڑے کہ ایک
قدیموں کی فاک بھی ہم جیسوں کی پیشائی کو تو سعادت سے جل جا سکتی
ہیں جو خدائی عظیمیں روانہ نہیں اور شیعہ حضرات بیان فرماتے ہیں
وہ چاہے ایتم صاحب کے قلم سے ہے یا ایسا تصدیق حاصل کریں یا کسی
اور بڑے سے بڑے اہل سنت کی زبان سے بہر مال نقد و ترجیح

نہیں ان لوگوں کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھی جن کے ساتھے خود ان کی تحریر ہے اور فرمودہ موجود ہے۔

وہی بعض ماہوس دنالا نظر د اور وقتاً کچھ ہم نے سپر دلکش کیا ہے ولہاں اب تھوڑا جو وہ غیرہ میں اسماں بعض حصہ محل نظر ہے۔ الگوں الحفاظ دالا تھکنا ذکر دکامہ جریہ اور دیگر اور حفاظ لے دے داں واکھوں من س وایہ ابی تھفہ ذلی ہوئیں تو ہمیں دلیتے ان میں بوطہ بھی و قد کان شیعتا کی زیادہ تر اپنے تھوڑے طابن بھی سے وہ صوہ ضعیف الحدیث عند مردی ہیں اور وہ شیوه تھا اور انہیں الائمنہ تکنہ اخبار ساری نظر فن کے تزویہ کی ضعیف را، اسی سے مکین عند کامن ہذلا الاشیاء ساری احوال اسے جہت یاد کرے۔ اس مالیں عند غیرہ ولہن ۱ سے ایسی لیے اسیں مردی ہیں لکھی یعنی اسی طبقہ کی تھیں اس طبقہ اور کسی بیان میں بھی اسی لئے (البدایۃ والخایۃ جلد ۴) ۲ اکثر مصنفوں اس کی طرف پکھتے ہیں ثابت ہوا کہ ابن کثیر نے، روايات یعنی میں برج و تدویں سے کام نہیں دیا ہے بلکہ چون کہ بلا کی داستان کا کوئی ثقہ راوی سیدنا علیتی پر موجود نہیں تھا اس لئے ابو الحسن اور ہشام جیسے معلوم الکذب اور ضعیف بخبر وحی راویوں ہی کو عنہت، جانا گیا اور ان کی بعض روایتوں کو قابل نظر سمجھتے ہوئے بھی اس لئے درج کتاب کرو گیا کہ اسی جزید وغیرہ سے اخھیں اپنے بیان درج کر لیا ہے۔

العلۃ اللہ۔ کوئی بنا دی کیا اسی جزید وغیرہ کی "فرادی" انسانہ طارڈا کو کذا در داستانوں کو معمتوں طبعیہ بنا سکتی ہے؟ بات اگر صرف تاریخ کی حد تک ہوئی اور ہم صاحب نے اسے اپنی ذاتی راستے کے طور پر پیش کیا ہے تو ہمیں کوئی سرد کارہ ہوتا میں سخت مشکل ہے کہ اس سے بزرگی میں بارہ دعویٰ تباہت دھنمیں حسین ٹھکرائیں گے اور اسی سے عقیدہ ثابت کرنے کے لئے بہت سارے صفات صرف لکھیں اور امرار یہ ہے کہ یہ مسلک دارالعلوم کی ترجیحی ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے عام ناظرین دو باتیں سمجھیں۔ ایک یہ کہ فتحا بیlad نقطیتی میں الحوادث سے مراد اس قسم کی کیا نیاں ہیں کہ تھیں میں کہ ردہ احسان سیاہ ہو گیا اور تارے لظہ آنے لگے۔ یا آسان شترخ ہو گیا کوئی اخون رویا یا بیت المقدس کے ہر تھیر کے لیے تازہ خون پا گیا وغیرہ تکہ میں ایخوات۔ ہم مناسب موقع پر بتائیں گے کہ حافظ این جھر جس اغا عزیز فن بھی فرط عقیدت میں ان سے طرب روایات کو زیر قرطاس کرنے سے نہیں رکا ہے۔

و دسری یہ کہ آثار منقطعہ ان روایات کو کہتے ہیں "بنی زین" سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی غائب ہوں، ایسی روایات اہل علم میں کبھی صحیح و اسناد لال کے تابی نہیں پھیری جاتی۔ آگے اب تھیں کچھ ہی کوئی تھیج سے جو کہیں داہم ہے وہ یہ پر کریں گے کہ اس زیادتے کے آگے لا یا گیا (عراق میں) ابھن زیادتے دلتوں پر جھڑی باری تو اس وقت اس بن مالک اور ابو بزرہ اسکی موجودت پر کچھ آگے کہتے ہیں۔

وقد راوی باسناد تھوڑی ان اور بھول سندوں کے ساتھ روایت صد اکافات قداہم میزید وان کیا گیا ہے کہ سرور کالانایزید کے الرأس حمل الیہ و اندھہ لذی اگے تھا راوی وہہ جس سے دلتا نکلت ملی تباہا و هذ احمد الله پر جھڑی باری تو اول تویاں قطعاً ثابت نہیں تھیں فتنی الحدیث مایدال نہیں ہے دوسرا نہ روایت ہی میں دوہم علی اله کذب فاک الذین بات مسروبدیہ جو اس کے جھوٹ چھوڑے حضر اکتم بالقضیب من الحکایۃ پر دلالت کرنی پسندی کہ جن صاحب کی احمد مکبرہ نواب الشام و الدماکا نوا موجود ہی کہ دعویٰ کی سے اس فعل تقویٰ کی تکمیل کیا جائے اور تو اول ثابت تھا۔

اسی بیان یہ معلوم ہوا کہ صائم صاحب کی تقلیل فرمودہ اسی ایل الدنیا کی روایت کی سند بیش رواۃ کے تعلق سے بھول ہے وہی یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ الجوزہ اعلیٰ جن کی موجودگی کا ذکر اس روایت میں ہے ثابت شدہ روایات کی رو سے اس وقت عراق میں تھے ذکر بارگاہ زید میں اس دعویٰ کے مزید ثبوت میں احمد کی اس روایت میں ملتا ہے جسیں ابن زیاد کی گستاخی کے وقت ابو زید اعلیٰ ٹھکری موجود ہی ہے اگر بھی روایہ کہ ابن کثیر اپنے تھفہ اور ابن ابی الدنیا کی روایتیں پلاجیت تجویں نہیں تھیں تو یہ بات سبھم صاحب کے تزویہ کی ہم پڑ تو ہو

قرآن عکسی

روشن عروف، نمایاں عاب
تفسیر کتابت اور اپنے کاغذ کا
عکسی قرآن۔
ہدیہ جلسہ آٹھ روپے

از جناب محمد احمد عباسی

مصنف کتاب "خلافت معاویہ و نیزید"

نواب حق

کی ایک جماعت بھی تھی جس میں حضرت ابوالیوب النصاریؓ بھی شامل تھے۔ یعنی وہ بھلی اسلامی فوج تھی جو "دریزہ قیصر" پر حملہ اور ہماری تھی اور جس کی لشارت معرفت رسان بھروسی سے پوس دی گئی ہے کہ "اول جیش من امتی یغزدن مدینۃ قصہ مغضوٰ حَمْدُهُ (صحیح بخاری)"

یعنی میری امت کی بھلی فوج جو قیصر کے شہر (قسطنطینیہ) پر غزوہ چاہا کرے گی اس کے لئے مفترض ہے۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے ساتھ مختلف کتب تاریخ دیگر کے حوالہ جات سے بتا یا الگ اتفاک اس پہلوی اسلامی فوج میں کون صحابا پر شال تھے، کیا کیا حالات پیش آئے یعنی میزان رسول و محترم صحابی حضرت ابوالیوب النصاریؓ کی جب موت کا وقت آئی پھر آپ نے خادم عکس امیر نیزید کو کیا وصیت کی اور ان کی تاریخ میں کیا واقعات پیش آئے۔ ان سب حالات کو انحضراء کے مانعہ بیان کرتے ہوئے لکھا تھا:-

"اسی چہاڑے کے دوران حضرت ابوالیوب النصاریؓ کی وفات ہوئی ماس وقت آپ کی عمر اٹھی سال سے تجاوز تھی۔ اس پہلوی میں آپ نے دو دو مقام پر چوار میں شرکت حدیث بھوی کی بشارت مفترض کی وجہ سے کی تھی۔ جب آپ کا آخری وقت آئی پھر آپ نے امیر عسلک، امیر نیزید کو وصیت کی تھی اچارہ سرزہ میں دو میں جتنی دور بیجا سکو لے جا کر فن کرنا اور پہلی اسلام اور پہلی سکان کو پہنچانا جس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنی ہے۔ آپ فرمایا:-

البدایہ والہایہ کی ایک اور محض رسی جمارت کے باسے میں جو "چہار قسطنطینیہ و بنارت مختار" کے ذمیں ہواں کے تحت "خلافت معاویہ و نیزید" میں قتل ہوئی ہے اور دس بارہ لفظیہ سے زائد نہیں، عزیزاً حمد قائمی فرمائے ہیں کہ "ذکورہ بالاعمارت ہی کے آخرین" ایک اور جمارت بھی ہے۔ "بسم جماں حمد نے دیدہ و داشتہ ترک کر دیا تاک لوگ قسطنطینیہ میں بتا ہو گا" مگر طرف یہ ہے کہ قسطنطینیہ میں بتا کرنا کیا ارتکاب تو خود قاسمی صاحب ہی کے قلم فریب رسم سے ہوا ہے جیسا کہ ابھی آئندہ سطور میں صحیح صدقت حال ہیں، ہوسنبر آپ ہمتوں ادازہ کر سکیں گے۔

کتاب "خلافت معاویہ و نیزید" کے صفحات ۲۱۲-۲۱۳ پر مندرجہ بالا عنوان سے اس تاریخی حقیقت کا چن جھلوں میں ذکر ہمار کرنے کے بعد کردہ و ایران میں دشمن اسلام شہنشاہی پر کے خلاف رسول اللہ رواہ اول حضرت صدیق اکابر کے زمان سے جو چہادی سرگرمیاں شروع ہوں اور زبردست کامیابیوں کے ساتھ پر اپر پہنچی وہیں (جن کا سلسہ حضرت علیؑ کے ایام میں بوجہ متأسفانہ خانہ جنگلیوں کے بالکلی میقاطع ہو گیا تھا) اور صفتیں کے افسوسناک نتائج میں بچہادی سرگرمیاں حضرت معاویہ کو عارضی طور سے محو کر دی ٹھیں۔ بیان کیا گیا کہ زیاد خلاف اپنے ہاتھ میں لینے کے پھر وصہ بعد سے انہوں نے رومنی عسکریوں کے خلاف اسی سرزویہ چہاد شروع کئے چنانچہ سوکھے میں قیصر روم کے سفر قسطنطینیہ پر جو اسلامی فوج بھی گئی اس کے قاتماً اور سپہ سالار امیر نیزید کے دوران ہی کی اس فوج میں حضرت جیلن بھی موجود تھے۔ نیز صحابہ عکرام

صفوات ۵۸ م ۵۹ پر بذیل تذکرہ حضرت قالدین زین بن کلیب یعنی حضرت ابوالیوب النهاری درج ہیں ملاحظہ ہو۔ وہ ہیں ہیں:-

ادیل الہابیب (النصاری) نے
بن معاویہ کے شکر میں تھے۔
اسی (زینید) کو انھوں نے صیحت
کی اور اسی زینید نے ان کے
جنائزے کی نماز پڑھائی۔ اور
امام احمد (بن حنبل) نے فرمایا کہ
ہم سے غمان نے ان سے ہمام
نے ان سے الہام نہ ان سے
لکھ کے ایک شخص نے یہ روایت
بیان کی کہ زینید بن معاویہ اس
فوج کے سردار تھے جس میں شامل
ہو کر ابوالیوب رانہاری نے
چیاد کیا تھا۔ ان کے منیکو وقت
(زینید) ان کے پاس گئے تھے تو
اپنے نے اسی (زینید) سفر اکار
ہیں جب رجاویں پر اسلام کو لوں
کو پھیواریا اور ان کو بتارنا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
بیوی نے پرفستے سنائے کہ جو
شخص اس حالت میں برجائے کہ
اللہ کے ساتھ کسی کو شرک نہ جانتا
خدا اللہ تعالیٰ اس کو جنت فیض
کریں گے۔ اور میر رجاوی مزین
روم میں جہاں تک تم ایسا کرو جا کر ورن کرو بتارنا (آ) اخیر نے کہ کو
جب ابوالیوب انصاری کی وفات ہو گئی زینید نے لوگوں نے صیحت
مرحوم کی بتائی لوگوں نے اسے قبول کیا اور ان کے جانے کو لیئے۔
صرف خلاصتیہ الفاظ اکابر "خلافت معاویہ و زینید"
پیش ہوئے ہیں اور ان کے آخر کی سند درج بالا گل عبارت کا

یعنی بوسخن اس حالت میں نوت
ہوا کہ اللہ کی ساخت کسی کو شرک نہ
کرنا تھا میں جنت فیض کریں گے
فی الحجۃ۔

امیر زینید نے ان محترم صحابی دیوبانی رسول کے
جنائزہ کی نماز پڑھائی اور حسب صیحت سلطنتیہ
کی تفصیل کے پاس چہاں اب آپ کا عالمی شان
مزار اور اس کے متصل مسجد و راتع ہے دفن کیسا۔
دکان (ابوالیوب الصفاری) نے زینید
فی جیش زینید بن معاویہ
انھوں نے اسی (زینید) کو صیحت
کی اور اسی زینید نے ان کے
صلی علیہ۔ وقد قال لعاصم
احمد۔ حدث شاعرها ان
شاعرها مقدم ابوالیوب عاصم
رجل من اهل مکہ ان
زینید بن معاویہ کان
امیراً على الجیش الذي
غزا فيه ابوالیوب، فدخل
عليه هذه المطوط فقال له
اذانا هات فاقرأ او اعلى
الناس مني السلام و خبره
هم ابي سمعت رسول الله
صلوة الله عليه وسلم يقول۔
”من ماتت لا ویشکوکے
بالله شیئاً جعله الله في
الجنة“ ولينقطعوا في بعدوا
بی فی ارض الروم مـا
استطاعوا قال محمد
الناس لهم امات ابوالیوب
فاسلم الناس وانقطعوا
بجنائزہ (ص ۵۹۶)

ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں نے جو امیر زینید نے شکر
میں شامل تھے بشوں حضرت حسینؑ جائزے کی
نمازیں بامانت امیر زینید شرکت کی اور دیوبانی
رسول کی تدقین میں شرک ہے۔ طبیری جیسے شیخ
میرخ کا بھی یہ بیان ہے کہ ”ابوالیوب الصفاری“
کی وفات اس سال پڑی جب زینید بن معاویہ
نے اسٹے والد کی خلافت کے زمانہ میں سلطنتیہ
پہ جہاد کیا تھا۔ (رج ۱۴۱۷) ای آخرہ۔

یہ ہی وہ فقرات ہیں جو اس سلطنتیہ دیوارت مفتر
کے تحت عنوان اس چیز کے تاریخی حالات کے سلسلہ میں ضبط
خواہیں لائے گئے اور اسی سلسلہ میں البدایہ و النہایہ کی مندرجہ
بالاعمارت بھی اس ثبوت میں درج کی گئی کہ حضرت ابوالیوب
الصفاریؑ جیسے بلند پایا صحابی امیر زینید کے شکر میں شامل تھے
انھوں نے مرتے وقت امیر موصوف ہی کو وصیت کی اور
انھوں نے ہی ان محترم صحابی کے جائزے کی نماز پڑھائی۔
اب ذرا البدایہ و النہایہ کی وہ عبارت ملاحظہ ہو جس سے متعلق
قائی صاحب فرماتے ہیں کہ ”ذکرہ بالاعمارت ہی کے آخر“
کی عبارت اس لئے ترک کردی گئی کہ لوگ غلط ہی میں بتا
پڑ جائیں۔ یہ دونوں عبارتیں جس طرح البدایہ و النہایہ کے

شیوخ بالله شیئاً دخل
الجنة۔
کیسا نہ کسی کو شریک نہ کیا تھا
وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اس عبارت میں بھی اسی مضمون کا اعادہ ہے جو پہلے
درج ہو چکا حدیث کے الفاظ میں صرف اتفاقی ہے کہ جعلتے
جعلہ اللہ تعالیٰ الجنة کے دخل الجنة بیان کیا گیا ہے۔
اب اس کے بعد کادوس رافقة ملاحظہ ہو کر وہ بھی سابقہ
مضمون کا اعادہ ہے:-

اما احمد عن ابن فہر
درویح احمد عن ابن فہر
ویعنی بن عبدید عن الدهش
سمعت ابوظیبان فذکرہ
وقد فیہ - مساحد شکر
حدیث اس معنته من رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم لع
لواحی هذہ احادیث شکر
سمعت رسول الله صلی اللہ
علیہ وسلم يقول من مات
لو شیوخ بالله شیئاً دخل
الجنة۔
تم سے زیبانت کرتا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمائے کہ جو شخص اس
مالت میں فوت ہو کر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا تھا وہ
جنت میں داخل ہو گا۔

یہ دونوں عبارتوں ہو اسی ایک بات کا اعادہ کرتی ہیں
جو بیان ہو چکی حذف کی گئی اور کی جاتی چاہتیں تھیں اب
دیکھئے تمہری مرتبہ پھر ہمی بات ایک اور عبارت میں جس کے
ترک کر دیتے کاشکوہ قاسمی صاحب کو سچے دہرانی جاتی
ہے اور برخلاف اس حدیث کے جو تین مختلف مسلسلہ مناد
سے اور کی عبارتوں میں بیان ہو چکی ہے اور جس کی روایت
کرنے کی وصیت حضرت ابوالیوب الصاریٰ نے مرتبہ قلت
امیر زیر یہ کوئی تھی اس کے علاوہ ایک تھی حدیث بیان
کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان مرجم نے مرتبے وقت

ترجمہ و مضمون کتاب میں شامل ہے اور اس غرض سے شامل ہے
کہ جہاد قسطنطینیہ میں شریک ہونے والے ایک مجرم صہابی
کے وفات پانے اور وفات سے پہلے امیر عسکر امیر زیر یہ کے ان
کی عبادت سکھلے ان کے پاس جانے "مرجم کی مرتبے وقت
انھیں وصیت کرتے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
سنائے اور اس حدیث کو مسلمانوں کو پہنچادینے کی وصیت کر لئے
نیز سرزیں روم میں ان کی تدفین کرنے کا پرہب واقعہ اسیں
مد کو رہے۔ چنانچہ اس اقتباس میں یہ حدیث من مات کا
شیوخ بالله شیئاً دخل الجنة نہ صرف اس لے درج
کی گئی کہ حضرت ابوالیوب الصاریٰ نے اس کے روایت کرنے کی
وصیت امیر زیر یہ کو کی تھی بلکہ یہ حدیث آیت قرآن ان اللہ
لَا يَعْلَمُ أَن تُنْجِيَنَّ بِهِ وَلَا تَعْقَرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لَمَنِ يَشَاءُ
والنساء کے بھی مطابق ہے۔ اب اپنے کی ادازہ کر سکتے ہیں
کہ البدایہ سے کتاب کے ذیلی عنوان "جہاد قسطنطینیہ و بتارت
معقرت" کے تحت چو مضمون بیان ہو سکتا تھا وہ یہی اخہ
کیا گیا۔ کورات یا وہ حدیث جس کی روایت کی وصیت اپر
یزید کو کی گئی اور نہ ان سے بیان کی گئی ترک و حذف کردیئی
یعنی البدایہ و النہایہ کی مندرجہ بالا عبارت کے بعد ہی
حسب ذیل کورات ہیں جو حذف کرنے مناسب اور ضروری
تھے حذف کئے گئے۔

وقال احمد - حدثنا
اسود بن عاص معاذ بن ابی بکر
سے بیان کیا کہ ابوالیوب الصاریٰ
نے نبیدین معاذ بن ابی طیب
قال! غرا ابوالیوب مع
کو اخونیں ابوالیوب الصاریٰ
فرازیا خالہ میں جب مراجوں میز
چانسے کو سر زمین عدو میں پیچا
دنیا اور جہاں دشمن سے مدد چھڑی
و اس پیچے قبور میں دفن کر دیا
پھر فرازیا کوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے کہ جو
مسلم يقول "من مات لہ

بالا عنوان کے تحت درج کی گئی اور دوسری جو ندان کو سنائی تھی اور نہ صحت کی تھی اور نہ آیات بینات کے کسی مضمون سے وہ مطابقت رکھتی ہے اور نہ "جہاد سلطنتیہ" نہارت مغفرت" کے تحت بیان کئے جانے سے اس کا کوئی واسطہ و تعقیل تھا یا ہو سکتا تھا وہ مع الفاظ درایت ترک و حرف کی گئی اور دیدہ و داشتہ ترک کی گئی تاکہ لوگ غلط فہمی میں بستا رہیں۔ مدد و رحمہ بالا عنوان کے تحت جہاد سلطنتیہ کے مسلسل میں صرف وہی واقعات بیان کئے جائے تھے اور کئے گئے جن کا ذکر اور ہو جکائے۔

امیر نزیر کے کہر کڑی کے متعلق کچھ ذکر کرنے یا کسی اتهام کی تردید و تکذیب کا مندرجہ بالا عنوان کے تحت کوئی موقع و محل نہ تھا۔ فاسی صاحب نے پروفیس الفاظ میں یہ ذکر اس موقع پر حضیرہ دیا ہے اس لئے عرض کرنا پڑا کہ البسا یہ والہا یہ کسے مضمون کا سن وفات تکھیر ہے لیکن امیر نزیر کے زمانے سے صفات سوریہ بعد ان صدیوں نہیں جی اگریہ لہور امیر حمام رہا امیر نزیر کی منقصت میں طرح طرح کی روایات کا طوار اکھٹا ہو اور ان تک پہنچا۔ باقاعدہ ہے کہ اپنی تائیف میں انہوں نے جا بجا اس کی تکذیب بھی کر دی ہے۔ مثلاً امیر نزیر کے ترجیح میں ایک جگہ تھے ہی کہ وقد اور ابن عباس اکثر اور ابن عباس اکثر احادیث احادیث فی ذمہ نزیر بن معادیہ کی نہیں تھیں نزیر بن معادیہ کا جما لائے ہیں وہ سب کی سب موضوعات لا یصرمشی موضع ہیں ان میں سے کوئی بات بھی قیح نہیں۔

بایں ہمہ علماء ابن کثیر نے اس حدیث پر کہ "الرقم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ ضرور الیہ قوم پیدا کرتا جو گناہ کا اور کتاب کرے اور اللہ ان کی مغفرت کرے" دراصل انظر ڈالنے کے بجائے ایک رواہ کر دیا ہے اگرچہ سا تھی "واللہ تعالیٰ اعلم" لکھ کر یہ بھی جادا یا ہے کہ اپنے قول پر ان کو پورا و توق و عتماد بھی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک اس جویں اور اس سے قبل کی حدیث

کہہ کر لوگوں کو سنائی تھی کہ اب تک یہ حدیث جس تم لوگوں سے چھاتے ہوئے تھا اب بیان کئے دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ ضرور الیہ قوم پیدا کرتا جو گناہ کا اور تکاب کرے تاکہ اللہ ان کی مغفرت کرے" روایت کے اصل لفظ یہ ہیں۔

عن ابو ایوب الاضھاری ابو ایوب الغماری سے روایت ہے کہ اخنوش پنے مریقوت نہیں اُنہے قال عین حضورتہ کہ جس تم لوگوں سے ایک حدیث الوفاة۔ قد کہت کہ مت ہنکم شیعہ احمد بن حنبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول "لولا سے تھی آپ کو یہ فرماتے سنائنا کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو قوم میانہوں بحق اللہ فرمادیں" اللہ ضرور الیہ قوم پیدا کرتا جو گناہ کا اور تکاب کریں تاکہ وہ اس کی مغفرت کرے۔

قطع نظر ان شہادت کے چو ایسی روایت کے مشین یا پڑھنے سے ہر کچھ دار بعض کے دل میں پیدا ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کیا لوگوں سے چھانے کے لئے تھے یا بیان کرنے کے لئے۔ ایک محترم صحابی نے آخر اپ کے ارشاد کو تمام عمر کیوں چھیباۓ رکھا بیان کیا تو مرستہ وقت اپھریہ قول جو حضور انور سے سو بیکا جاتا ہے کہ اللہ کی یہ رحمی ہے کہ لوگ گناہ کرتے رہیں۔ میثا ذذوب میں ملکا ہوتے رہیں تاکہ۔ یقول فاسی صاحب "اللہ کی صفت مغفرت ہے اور اس کا فرمادیہ" کیا یہ قول اور اللہ تعالیٰ کے باسے میں یہ تصویر اسلامی عقائد و تعلیمات سے کچھ مطابقت رکھتا ہے یا انہیں قطع نظر ان بالوں کے خور طلب یہ امر تھا کہ حضرت ابو ایوب انصاریؑ کے وقت دقا کیا وہ مختلف حدیث سنائی جیسی جمیعی و مطالبہ کے اعتبار یہ مصناد تھیں ایک حدیث تو جیسا بیان ہو چکا کلام اللہ کی آیت کے مضمون کے مطابق ہے اور اس کے روایت کرنے کی وجہ سے امیر نزیر کو کی تھی۔ اس لئے وہ کتاب کے نزدیک

گراماچب الباری نے تو یہ باتیں کہیں بھی نہیں کہیں۔
یہ توجہ و تکلیف ذہنیت کے سماں تین تردد اخفاصل کی سی
غرافات ہے جس کی کامل تردید حضرت حسینؑ کے بھائی حضرت
محمد بن علیؑ راجح الحنفیؑ جیسے باریا یہ علم کے اس ارشاد
سے بوجاتی ہے جو نوادرانؑ یہ علم اپنے عمارت کا
کے سامان میں درج کیا۔ یہ معنی پاگیان مدنیت کا وند جو حضرت
موصوف کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ وہ حنفیؑ
وقت کے خلاف بخواست جس مدد کریں اور ایسا وہ فدستہ اسی
یہ پر فتن و فجر کا بہتان تراشا آپ نے اس کی پروردہ درج کی
تلذیب کی اور اپنی ذات و اقتیاد کی بناء پر الفاظ فرمائے جو
اس مخصوص کی پہلی قسط میں بھولیق لمحہ چکے ہیں۔

وقد حضورتہ واقعہت
عندہ فرأیتہ صفا ظمائیا
علی الصالوۃ صنحریا للخیر
یسال عن الفقه ملدوما
للسنة (ص ۲۷ ج ۷)
+ + + +
+ + + +
+ + + +
من درجہ بالا تصریفات کی روشنی میں برقرار دیکھ لکھئے
کہ اسی صاحب کا اختراعی ترک عمارت کا اس درجہ
ضصول اور لامبی ہے۔

امیر الممالک اسی صاحب کو بحارت تو نہیں سکی کہ
ہوئے کا انکار کر سکتے۔ البته حضرت زیدؑ کے امیر شکر
جیسے جمل القدر حداہیؑ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب
معتمد خاص کا ذکر ہے اسی سے کہا ہے وہ ضرور محل نظر ہے۔
فسر ملتے ہیں:-

"ام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میرہ میں اپنے
غلام زیدؑ کو امیر شکر مقرر فرمایا تھا اور ان کی
امتحنی میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جیسے
بڑے بڑے صحابہؓ تھے"

شہزادی بن معادیؑ کو امیر مختار دلائر علیہ میں شہرت کروایا
جس کے سبب بہت سے ایسے افعال پر آمادہ کر دیا جس کو
تاپسہ کیا گیا جس اکتمان کے نزکہ میں بیان کریں گے وہ اللہ
 تعالیٰ اعلم "نزکہ نزید" ہے تو ایسا کوئی بیان نہیں ہے۔ فاگی
صاحبیت پر ترجیح عالم موصوف کی اس حضرتی عمارت کا
کیا ہے ذرا لاحظہ ہو کر تحریف و تلبیس سے صافی دیانت کو
کس طرح جوڑ جائے۔

عندی اس هدایت
ہر خیال نیچہ کری جو دیت، اور اس
والذی قبلہ حصل ہے زید
شما کے بخلاف اس کے ظاہری
مفهوم نے زید معاویہ کو اس
پر آمادہ کر دیا کہ اسی کا لامبی
ہو گیا کہ علیہ کامیابی کی تھی
علیہ کھا مند کرہے۔ فی
ترجمتہ و ادله تعلیل اعلم
قام رہے گا اور بظاہر اس اتفاق میں ترجمہ میں
پر آمادہ کر دیا ہے کو سب ہی کے بھر اسی اور اس پر اخراج کیا ہے
فعیل ہے زید کے نزکہ کے وقت بیان کریں گے۔

مہمی عربی و اس سمجھ سکتی ہے کہ خطاب شیدہ تقریب اور اتفاق
قاومی صاحب کے طبع زاد اور اس مفہومت ہیں عربی حمارت کے سی
لطف اور فقرے کا ذریعہ ترجیح ہے اور نہ مفہوم۔ اُندھو ترجیح ہے
"واثق تعالیٰ اعلم" کو ترک کر دیا، حالانکہ علامہ ابن تشریف
لپٹے خیال پر پورا دلوں نہ ہونے کے انتہا کی غرض سے اسکو
خاتم عمارت پر لکھ دیا تھا صاف ظاہر ہے کہ یہ حرکت لوگوں
کو فقط ہمیں جنم لکرنے کے لئے کی گئی ہے بھر اسی دلایل کی
اس عمارت کے ترجیح میں تحریف و تلبیس کا ارتکاب کرتے
اور اپنے مہمود ذہنی کے مطابق علیم مطلب نکالنے کے بعد
تبریزی انداز میں فرماتے ہیں کہ زیدؑ

"اسلامی احکام سے لاپرواہ، من مانی کا روا ایضاً
کرنے والا، ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو
غلط معنی برکانے والا ایسے افعال قبیح کا رکب
تحاجن کو امرت نے بھر اسیجا اور اس پر اخراج کیا"

مالوں سے جہاد کرتے ہیں جیسا امیر زید اور ان کے ساتھی کرو رہے تھے اس میں فرمایا گیا کہ یہ عمل ہے جس کے کرنے کے بعد تمام گناہ جنہیتے جانتے ہیں جنت کا اور بدی خفات کا دروازہ محل جان لیتے ہیں۔ یقین نکلمہ ذوقِ حکم و مذکوم جنت تجھی میں من تجھما اللہ نصرا و مصلکن طبیعتہ فی جنتہ عدن طذ لذ الفوغر العظیمہ ۵

کلام پاک کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بے جہاد اور مجاہدین کی کلیکچھ فضیلت ثابت ہے۔ فرمایا ہے، ما غبرت قدما عبد ایسا نہیں ہے سکتا جس بندے نبیل اللہ فحسمہ النار دخواری کے پاؤں جہاد کی راہ میں عمار آکو ہے تو جہنم کی آنچھوں کے پاؤں جہاد کی راہ میں عمار اور فرمایا۔

حرمت النار علی عین
دمعت من خشیۃ اللہ
حرمت النار علی عین
محشرت فی سبیل اللہ
(رواہ حسن)

(ترجمہ) جو آنکھ اللہ کے خون سے اشکار ہو جہاد میں جائے اس پر نار و نرم ہے۔

جہاں سلطنتی کے علاوہ اور متعدد

بس کی بات ہے اور نہ کسی اور کے۔ کلام پاک اور

اصفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجاہدین کی کچھ فضیلت آئی ہے اپل علم سے پوشیدہ نہیں۔

إن الله يحبّ الظَّاجِنَ
يُعَاذُّونَ فِي مَسْبِلَةِ صَفَّا
وَمَلَكَتْهُ جَاسِكَى رَاهِ مِنْ صَفَّا
كَأَنَصَّرَ مُهَمَّاً مَرْصُوْه
(سرہ صفت) یعنی کویا دیوار ہے۔

جز امر حرام اور بخلاف ہائے ایسا کوچک کے

فع کہنے جی کو خدا استوں سلطنتی پر بڑی

فوج کے ساتھ حملہ کرتے وغیرہ میں آزمایا جا رکھا

حضرت زید بیوں کہنے کو غلام تھے مگر تراو آزاد مخصوص سے برتر، آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبنی تھے، زید بن محمد کہلاتے تھے۔ آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کو ان کے نکاح میں دیا پھر جو ای ہو گئی جس کا ذکر قرآن شریعت میں ہے اور ایسا ہے۔ علیہم السلام کے اسامی کے سوا ان ہی کا نام ہے جو کلام پاک میں ہے۔ سات مرتبہ جہادت سریہ کی قیادت کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ سب سے پہلے اسلام لائے والوں میں ہیں۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت زید بن حارثہ ہی تو سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ فاسی صدیق کو امیر زید کے اس ایضازی شرف سے کروہ مجاہدین کے شکر کی مان کر رہے تھے، ایسا اذیت

بے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قیادت غزوہ موتو کے ذکر میں

حضرت موصوف کا اہم گرامی احترام حمایت کے مباحثہ

لکھا۔ "غلام زید" اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

لکھا اس طرز سے ساختہ زدہ

ذہنست کے لوگ ہی لکھا کرتے

ہیں، تیکن مجاہدین کے شرف و

فضیلت کو مشاد بنا کر فاسی صاحب کے

کتابوں کے پاکستانی خریدار

ان میں کی اکثر کتابیں ذیل کے پتے سے
برآ راست و می پی منتگا سٹمہ میں جن کے اشتہار
تجیلی میں دیئے گئے ہیں۔

مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ میٹن بازار

پیر آہی بخش کالونی کراچی
(پاکستان)

اور کچھ نہیں تو زیر بند کو کچھ عرصہ تک اڑ کھا دھتے۔
یہ ہاں تو سُلَّمہ کی ہم کا ذکر ہوا۔ اب اس سے ایک
سال پہلے امیر زیرید کے چہاد قسطنطینیہ کی بیفیت ایک مسلم ہوش
کی زبانی کئے۔

جس سر میں زیرید بن معاویہ نے
ان السنۃ المیتیۃ حاضر
فیما یوزید بن معاویۃ
قسطنطینیہ کا محاصرہ کیا وہ ۱۴۲
عطا بن شیعہ تھا۔ زیرید بری
راستے پہنچ چکھا اور عربوں رہا
سمندری راستہ طکر کے عربوں
کے ہر جازات سامنے بھجوڑو
پہنچ لئے تھے عربوں اپریل اور
ستبر کے ہینوں کے سامنے
اسفن الحرمیۃ العربیۃ
علی طول ساحل بحیرہ روم
وہ احمد العرب بل قسطنطینیہ
بین شصڑی، اپریل و ستمبر
راہدار العالم (اسلامی صلک)

+ + + + +
+ + + + +
+ + + + +
امیر زیرید کی قیادت لشکر اسلامی کے باشے میں شیر کا
انہار دیوبند کے بعض اشخاص کی جانب سے کیا جا رہا ہے مگر
جو بات تھت تاریخی روایات سے بالتوڑ تباہت ہوا اس کے
باشے میں انہی کسی سیاسی صلحوت سے تباہت وارد کرنا لکھیا
ڈھنیت کا ثبوت ہے۔ دراوس اسلامیہ میں جو کتب موجود
بلکہ متداول ہیں انہی میں کہیں نہ کہیں اس بات کا ثبوت
لی جائی جاتا ہے۔ مثلاً الاستیعاب میں بذیل تذکرہ حضرت
الوایوب الصاری یہ فقرہ دیکھا جا سکتا ہے: «وقوفی دایوب
الوایوب (بالقسطنطینیہ من ارض الروم سنۃ خمسین
و قیم الحدی و خمسین فی خلافۃ معاویۃ تحت
یزدین»۔ الاستیعاب میں حاشیہ الاصابہ (خدا تیرہ الفاظ
سے صاف ظاہر ہے کہ امیر زیرید ہی امیر سکر تھے۔ اسی تذکرہ
میں تصریح بھی ہے کہ جب حضرت معاویۃ نے امیر زیرید کو
فوج کی قیادت پہنچ کی۔ خداویۃ معاویۃ یوزید سلطے
الجیش المی قسطنطینیہ تو غالباً کسی کے معرض پر نہیں ہوتا۔

تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیم میں زیرید نے
کارہائے نایاب انجام دیتے تھے (زمتوتاج)
مسلم و غیر مسلم مورخین کی تصریحات کے مولانا موصوف
کے بیان کی تائید ہوتی ہے کہ متعدد معارک عظیم میں امیر
زیرید نے کارہائے نایاب انجام دیتے تھے۔ حضرت معاویۃ
نے ۱۶ مرتبہ چہاد میں ہمیں روایی عیسایوں کے خلاف
مختلف سین میں اور مختلف سریں اسالاروں اور امارتے
بحر کی خیادت میں بھی تھیں اور چار سال تک روایوں کے
مستقر کا محاصرہ جاری رہا تھا۔ تیر نیٹی شہنشاہیت
عہدیت The Byzantine Empire کے غیر مسلم
مغلقت نے لھا ہے کہ:-

”روی شہنشاہ قسطنطین چہارم کے ہم سلطنت کا
آغاز ہی تباہی کے ساتھ ہوا“ خلیفہ معاویہ کی
اویج اور بڑھ جہازات نے افریقی مسلمی اور
ایشانے کو جک پر بیک وقت حلے شروع نکلے
جو بطور میش خیر کے تھے ۱۴۲۷ء میں خلیفہ

وصیوف نے ایک ایسی بری و بحری جسم کی
تیاری کی جس کے مثل اس وقت تک عربوں کی
جانب سے کوئی ہم مرکہ آرائی کی نہیں ہوئی
تھی۔ عظیم الشان بڑھ جہازات اور بری اویج
خیں جو قسطنطینیہ کے حاضرے کے لئے خام سے
روانہ ہوئیں اور یہ ایسی زبردست ہم تھی کہ
اب تک سکانوں کی جانب سے نہیں ہوئی تھی
جزل عبد الرحمن کی معیت میں خلیفہ کے فرزند
اور ولیعہد زیرید بھی متین تھے۔ اسلامی بڑے
جہازات نے روایی تباہی بڑے کو شکست
دے کر دڑہ دانیا میں اپنا راستہ نکال لیا
اور شہر سائز میکس پر قبضہ کر کے اس کو اپنا
فوجی کمپ بنالیا اور باسفیرس کی ناگزینی
کر دی۔ چار سال تک قسطنطینیہ کا نامہ جاری
رہا۔ حصور فوج نے زبردست مقاومت کر کے

جتنے گواہیں سب کو سہیم کرو
جانشیگا اور دعیسا یونیکی قبروں کو
حلفوں المصر لد یعنی صدر
نیکر من قبرہ و لیسنه
اٹھا چکا جائیگا جس تو اس
دینکی مکے تجویں ایک دین کے
معاقاب حلقتیں کردہ انکی فرقہ
اکرم اور اسکی طبقہ
ایسے پڑھوں جا ہو اور حضرت عجائب کے چان نثار پر بیانی
راویوں کی خرافات سے متاثر ہو کر سب دشمن کو ایسا بایان
زدہ ذہنیت کا ثبوت نہیں۔ اسی دارالعلوم دیوبند کے اکابر
میں حضرت مولانا محدث علیہ الرحمۃ نے حوالہ بالا مکتوب میں فرمایا تھا
”خود یہی کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور
اکابر کے خلاف سے حال نہیں۔“

امیر زید کا ذمہ تاریخ القراء کا قرون اول تھا۔
فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس قریب میں
آخرہ موت یزید بن
معاوية را بدرا فی النہایہ (۱۹) بن معاویہ پڑھا۔

اور اس قریب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد مشہور ہے کہ یہ رسم زمان کے لوگ سب سے اچھے
پھر اس کے جو اس سے لاہو اپھر اس کے جو اس سے ملاہو ابھو
”خبروں القراء قریب ثم یلو فضمه قمر بلو فضمه“
یہ زمانے صاحب و تابعین و شیع تابعین کے زمانے تھے۔ قرون اول
تھائی میں خاص کر شہزاداء اسلام نے اسلام دشمن قوتوں کا
استیصال کیا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ مخدشہ دہلوی
فسد لئے ہیں۔

حاکم شام دیوبنی کے فتح ہونے
پسغیر بار اور وہ فتح بلاد شام
بلاد جم تحقیق شد۔ قال اللہ
تعالیٰ لیلطہرہ رضا علی الدین
کلہ۔ دایں وعدہ بنابر حکمت
اللّٰہ در زمان آنحضرت پھرور
ذو سید لاجرم خلق امار را بعد
اور یہ وعدہ حکمت آئی کی بنا پر

ابوالیوب القماری شے فرمایا ہم اس سے کیا بحث کریں پر لیکا
جو ان العمر کو امیر مقرر کیا جاتا ہے ”و ما علی ان امور علیہن
شَاب“ اس سے یعنی نبات ہوتا ہے کہ اس وقت تک امیر زید
کی ناہلیت کا خیال تک کسیخالف کے دامغ میں ہی نہ رکھا۔
اس چہار سکھ طبقہ اہمتر سے تیار رہا کی اگر تھیں۔ حجاز
کے مختلف قبائل قریش کے اکابر میں کے یا اس قاعدہ اور تحریریں
بھی گئیں کہ وہ امیر زید کے ساتھ اس چہار میں شرکت کریں۔
چھانچی کسی نے ہی شرکت جہاد و قیادت یزید سے اختلاف
نہیں کیا۔ ونم مختلف عنہ احمد حقی کان فیمن خر ج
ابوالیوب الدنماری صاحب الہبی صاحب اللہ علیہ وسلم
امیر زید کو اس چہار اور دوسرے چہاروں میں جو امتیاز و

شرف حاصل ہوا اور لدت نے فتح العرب در عرب کے سودا میں
کا خطاب دیا ان میں یہ سعادت سب۔ سے پڑھ کر فیض سب
پڑھی گئی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں گوئی حضرت ابوالیوب
الصراحتی کے سبھ کی حرast و محاظت کی فرمائی تھی وہ کس
خوبی کے ساتھ امیر زید یہی کے جو شیعیانی کی بدلہ لدت پوری
بھی۔ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعد حضرت مدینہ شریف
لائے تو حضرت ابوالیوب القماری نے شب میں آپ کی سترت
فرماتے وقت پھرہ دیا تھا جس پر آپ نے فرمایا تھا ”حرہ ک
اللہ یا ابوالیوب، کما میت تھوں بنیہ صاحب کتاب
الرض انس الفتح شرح السیرۃ النبویہ لابن حشام یا فتوس سے لکھتے
ہیں کہ انتد توانی نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رحاحت ابو
الیوب کے جم کی رو میوں ہی سے حاصل کرائی پھر انھوں نے
اس سب واقعہ کا تذکرہ کریتے ہوئے کہ قصروہ میں کس تاخان
کلم پر کتم لوگ جب یہاں سے چلے جاؤ گے یہ قبر تھوڑا کرانی
ہیاں پھینک دیں گے۔ امیر زید کے یہ الفاظ قتل کئے ہیں،
جس سے متاثر ہو کر حضرت موصوف کی قبر کا گھوڈا لان اتو کجا
اٹھی ان ہی رو میوں سے اس کی حفاظت و حرast کرائی گئی
ذاقسم لصم زید المثل (امیر زید نے نسیم کھا کر ان
فعلوی ذات کے نہیں من (عیسائیوں) سے کیا کہ ایسی کوئی
کل کنیسہ بارض الروم حرکت تمہنی کی تو سر زمیں عرب ہیں

خواہ امیر نزید کی سہر کردگی میں شرکت، ہمادیکی اسی وقت حضرت حسنؑ تو طویل علامت کے بعد فوت ہو چکے تھے۔ لگر حضرت حسینؑ و حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جیسے اُنمی اکابر امیری قائد کے زیر قیادت برادر بزرگیکے تھے۔ تاریخ کے ان مطہوس و اغواست کو نہ قاسی صاحب کسی تاویل بالطلہ سے جھٹکا سکتے ہیں اور شدار العلوم دیوبند کے کوئی اور نزد رکوار۔

روایات کے مبالغات اور آپس کے تناقض کا جو اشارہ مولانا احسان الحمد علی علیہ الرحمۃ اپنے مکتبہ میں کیا ہے۔ جتنا زمانہ گزرتا گیا ایک فرقہ تھے اکاذیب کا وہ انبادر انبار اکٹھا کر کے پھیلادر اجس کے زیوں اثرات حرام کے اذہان پر اس درجہ غالب تھے کچھ مکاری کا توڑکر کیا اب سے چھ سو سو رس پہلے کا ایک ذائقہ صاحبِ الْحَمْمَةِ (رج. اصلتی) و صاحب مرأۃ الزمان (رج. صفتی) نے مختصرًا بیان کیا ہے کہ غیرہ کے دارالعلوم نظامیہ میں اماں ابوالآخر حبیب اللشائی سے چون فضرو و فقیر اور عابد و خدا ہدیہ بزرگ تھیں کسی نے دوسری حرم کو "نزید" پر لعن کرنے کو کہا آپ نے فرمایا ذا احکام امام مجاہد او مجتهد "وہ امام مجاهد یا مجتهد تھے۔" سبائیت زدہ زہنیت کے لوگوں کو اتنا سنتی کی تاب کہاں تھی امام صاحب کو جان بچانی مشکل ٹوکی جب چھ سو رس پہلے یہ حال تھا تو آج کے دور اکھڑاط میں اس سمجھت کی پہلے لگ تھیں وہ سرچ ہر قاسمی صاحب غیص و غصب میں جامد رہے باہر ہم کر فضول اور لاعینی اعیز امداد کی بھرا مشروع کر دیں یادار العلوم سے کچھ اس نسم کی آوازیں سنائی گئیں جو لکھتے کہ "آم یاڑہ عفران تاب" کے کسی ذاکر کی زبان سے نکلی ہیں تو کیا جائے تعب۔ کاش ری حضرات آپس کے تناقض یا اقتضاد میں صلحتوں کی پرداز کے پیغمبر ٹھنڈے سو دل سے سوچیں کہ جن ام الجاہر دا امیر المؤمنین کی مفترت حریثت نبوی سے تابت ہو جس کے جوش ایمانی، غیرت ملی، حریت رسولؐ و صحابہؐ

آنحضرتؐ کے زمانہ میں ظہور منصوب ساخت تا آئی وعدہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باشیر غفاران میزگردد۔ (ازالۃ الحاج احمد) + + + + + عملہ پورا ہو۔

خلافتے تلاش و مذاوی اللہ علیم کے سبارک زمانہ میں شیخ ملا دشام و عجم کے دعوہ مذاوی کا جو علمی ظہور ہوا اسی سے ثابت ہے۔ خلیفہ چہارم کے ایام اس سبقاً رہے، پھر حضرت معاذ ریاض کے عہد میں اور اس کے بعد خلفاتے بیتی امیری کے زمانہ میں اس کا علمی ظہور ہوا۔

اقوام و ملک کے عروج و رزوی کے مرزاں جانتے ہیں جو قومیں اور ملتیں یا موج عروج کی جانب گامزن ہوتی ہیں ان کے افسر اور عظام امور کے حصول کے لئے کوئی سید راہ نہیں ہوتی۔ امیر نزید کا زمانہ پہلی صدری سحری کا وسطی زمانہ تھا۔ حقار صحابہ اور اُن کی اولاد نے دن و لیت کی سرفرازی کے لئے ہمالک و خطرات کی پرواہ تجویز کی جو ہمادی سرگرمیوں میں اس جوش دو دو لمبے دن سا کو گھونڈ لا تھا کہ ان کی زبان حال سے کہا جاسکتا تھا۔

دشتِ آدمیت ہیں دریا بھی نہ جھوٹے ہیں بھر طلیمات میں دندرا دیتے ہو تو ہے اس فضا میں نزید ہیتے سچع شہسوار دشمنان دین بر غلبہ حاصل کرنے کی ہمایت کی شرکت سے کیسے بازہ سکتے تھے۔ ہمایت کی قیادت اکثر و بیشتر اموری و تلقی جوانمردی کے ہاتھیں تھی جن کے زیر قیادت ہائی و قریشی اکابر بخوشی شرکت کرتے۔ سنتہ ۱۰ میں بزماءنہ خلافت عثمانی ایک لنوی مجاہد حضرت سعید بن العاصؓ نے جب خراسان پر چنا کیا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے علاوہ حضرت حسن اور حسینؓ پڑھی ان کی فوج نہیں شامل تھے۔ (طریق حج ص ۲۵)

اس سے تقریباً ایسیں برس بعد وفاتِ حضرتؐ میں حسیا ذکر ہو چکا ان ہائی و قریشی اکابر نے ایک دوسرے امیری

اس دائرے میں گھوٹی ہے کہ جو بھی کمزور یا عباسی صاحب کے استدلال کی مل سکیں اخیں الارج کر کے پیش کر دیا جاتے۔ حالانکہ حق پسند اور تخلص ناکروں کا دائرہ عمل اتنا محدود ہے ہوا کرتا۔ وہ قوت وضعف دنوں کو دیکھتے ہیں صحیح و غلط دنوں کا وزن کرتے ہیں۔ یک رخی درج بھی نہیں لگاتے۔ قاسمی صاحب سے جو نقائص عباسی صاحب کی تحریر کے پیش کئے اول توان کی کوئی قابل لحاظ حیثیت نہیں جیسا کہ جو اپنی مضمون میں آپ ملاحظہ فرماتے ہیں وہ سرے اخیں قابل لحاظ قرار دے کر بھی یہ فیصلہ کرنے قادر نہیں ہے کہ عباسی موقف کے تاریخ پودھکر ہے۔ ادھی لپٹے دعے سے سرتوں دلیلیں لاتا ہے، یہ سب ایک دن کی نہیں ہوا تھیں۔ آپ ان میں سے چھانٹ چھانٹ کھرف اُن کی تردید کر دیں جو بلکہ میں اور محض شواہرا یا اپنی استدال کے طور پر پیش کی گئی ہیں تو اس سے دعوے کا عمل رد نہیں ہو سکتا۔ خلافت معادیہ و نیزید "عباسی صاحب کی ایک بسوٹ لایف ہے جس میں اخقوں نے اپنے موقف کے لئے نوع بہتری دلائی ہوتا کہ ہیں اور جیسا کہ عوام ہوتا ہے، اتنا کیسی ضبوط کرنے سے لئے تھوڑا اور تو یہ برائین کے علاوہ اپنے کمزور اور قابل نظر شواہرا بھی ساختے لئے ہیں، اب چوچھے ان کا منصفانہ رد کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ ہر پر دلیل کا سامنا کرے اور کم سے کم اُن برائین کو تبیہ وزن ثابت کر ہی دے جن پر عباسی موقف کا حق بدلہ ہے۔ یہ کیا کہ جن ہوائی فائز کئے اور تالی پرست دی۔ قاسمی صاحب کے نقد پائے کی حیثیت پچھا ایسی ہے جیسے چلنے جلتے ہیں امر گئے ہوں۔

محب تاشا ہے کہ عباسی صاحب کا رد کرتے ہوئے تو قاسمی صاحب کا لیب و لہجہ خاصاً سمجھدہ رہا، لیکن جب عمار عنانی کا رد کرنے چلتے تو وہ لذیذ ان بھیلایا جس کا ذکر "سایر رسول" کے خلائے پر "باز لفت" کی تخت کیا گیا ہے۔ پھر بھی الگ کہئے کہ آپکو عامر عنانی سے ذاتی حصے تقریباً جائیداً لکنوز بالتدابہ تو سر ای خلوص و دیانت ہیں۔ کسی سے بعض وحدت کھانا، اہل اللہ کے شایان شان نہیں اور غیر ذلك۔

رسول کی وجہ سے بنی کرم صلحی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی عمل ٹھوڑی نیزیر ہو کر مید فن عند سو ما لفقط نظریہ دحل صالت ر العقد الفرید (ج ص ۲۳) یعنی قسطنطینیہ فصل کے پاس ایک مرد صائم دفن ہو گا پھر اسی مرد صائم کی تدقیق اور اس کی قبر کی حرارت جس مجاہد کے تھوڑا نہ دشمن اعز جملے کے شیخ میں دشمنوں ہی سے کرانی گئی ہے، اس پر اس طرح سب دشمن کرنا اس طرح قاسمی صاحب کی کیا ہے کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔

ستحقیق افسوس کہ قیام کر اچھی کے محسنوں میں ہم اس جوابی مضمون پر تمہیر یا اوقیانوس نہیں لکھ سکے۔ حالانکہ اس سے بعض طالب اس لائق تھا کہ ان پر کچھ کھنڈکو کی حاجی۔ ضرور ہے کہ صاحب مضمون کے بعض فرودت محل نظر ٹھیک اور نیزید کو شہرت عام کے پر خلاف بہترین مجاہد اور مردموں کے حاملے کا فعل نہ ازاوج احمد رضا شافعی دیا جائے۔ ہمیں اس پر اصرار نہیں کہ نیزید اتعذر اسی انتہائی نکوکار و خوش خصال تھا جتنا عباسی صاحب بدلائی نہیں فرماتے رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جو بے پناہ میں بالآخر اس کی بذریعہ شہرت کے پیچھے کار فرمائے۔ اس کے جواب میں فضل نیزید کی روایات پر بھی ٹھوڑا سارا نگ چڑھایا گیا ہو تو تھیر جاسکتا کہ فضیل نیزید کے اثبات ہی کو بھائے خود ایک جنم قرار دیا جائے اور دلائی پر نظر کے بغیر صرف اس نے عباسی صاحب کو خارجی اور دشمن اہل بیت کہہ دیا جائے کہ وہ اس شخص کی صفائی پیش کر رہے ہیں جسے شیطان مجسم سمجھ دیا گیا ہے۔ قاسمی صاحب کے محسنوں کا جواب عباسی صاحب نے سمجھا ہے میں ہماری نظر سے بھی لگرا ہے اور اس کے خالص سمجھدہ لب و لہجہ نہ ہمیں پیش بھی کی ہے، لیکن جب بیلاگ مطالعہ و تحقیق کی روشنی میں اس کا تجزیہ کیا جائے تو جنبدنا حکم اعتراضات کے سوا کچھ باقاعدہ نہیں آتا۔ یہ اعتراضات تطبی طور خواہش کے زائد ہیں کیونکہ قاسمی صاحب کی تمامت کوشش صرف

خصوصی توجہ کے لائق

ہزاروں الفاظ، روزمرہ کے محاورے سے اُنیں اصطلاحیں نیپو۔
قیمت بجلد سائٹ روپے۔

شاہ جہاں کام اسیروی ور عہد اور نگت زیریج
اس دُور کی تاریخی جو تاج محل کا خالق اپنی زندگی کے
آخری ملحوظ میں دیلو ارز انداز گزار رہا تھا جو پیغمبر مسیح پر
اوبار کے بادل جھلاتے ہوتے تھے۔ جب شاہ جہاں کی بوڑھی
اُنھیں اپنے بیٹوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ساد بیکھ
رہی تھیں۔ جب ہندوستان کی سیاست ایک تیس موڑ
بڑھی تھی، ایک عینی شاہزادے فلمہ سے صفحات ۴۰۰ سے
نائد۔ بجلد مع خسین کو۔ قیمت بارہ روپے۔

حیات سرور کائنات ^۱ آزاد احمدی سے علم سے جویں

نگارش دل نشیش، زبان سلیس، لکھائی چھپائی عمده۔ مکتب در
ڈ جلد۔ بجلد منع کو۔ پونے آٹھ روپے۔

قرآن مجید بہت جلی ^۲ بڑھوں اور موٹی نگاہ الہ
بروشن اور موٹے حروف، بہت طراستر، اعراب اور
نقطہ واضح۔ چھپائی عمده۔ ہر یہ بجلد منش روپے۔
تمیز لا حظہ فرمہ مائیے

والطوسی وکی
مسطور فرقہ

مکتبہ جلی دیوبند (لیو۔ ۳)

چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر دیکھ

اس پر نظر پر کی صد افراد میں پوری کرنے کے باوجود
بہت سی فرائیں برکار کرنی پڑتی تھیں۔ اب پھر کوشش بیمار
کے بعد کچھ سیٹ پہنچ کے گئے ہیں۔ دو چھمچ جلد وہیں مکمل
اس لاجواب نمبر کو جعل کرنے کا موقع باخھتے رہوئے۔
دچپ مقالات، فیض میاحد، گھری معلومات پر مشتمل
مضایں۔ مکمل کی قیمت آٹھ روپے۔

چراغ راہ کا سالانہ

یہ سالانہ بھی قابلِ رشک مقبولیت حاصل کر جائے۔
بہترین مقالات۔ دچپ افلانے اور معیاری معلومات۔
متعدد مشاہیر کے خطوط جن میں مولانا مودودی کے وغیرہ شائع
شده خطوط بھی شامل ہیں جو مولانا مظہور نعمانی کو بطور جواب
لکھ گئے۔ جلد طلب کیجئے ورنہ پھر شاید نہ مل سکے۔ ڈیڑھ روپیہ
تذکرہ

جو ملہتا آراؤ کے مصروف خاندانی حالات پر مشتمل ہے۔ ملکی و سعی
علم و تحریر پر مبنی اسرار و نکات کا جھینڈی ہے۔ اسے پڑھ کر آپ
مولانا مر جم کی عالمانہ حیثیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجلہ مات قی

سنت رسول

حدیث و سنت کے موضوع پر مصر کے شہرور مصنف
مصطفیٰ اباعی کی تادر تایفہ جس کا مرطاب اللہ ائمکار حدیث
کے اس دور میں بے عد افادیت کا حامل ہے۔ تعارف مولانا
سعود قائم جیسے حقن کا تحریر فرمودہ ہے۔ قیمت سو اس روپے
القاموس الجدید ^۱ اردو سے عربی بنا نے کیلئے ایک جگہ
لغت بتوافت میں بنی نظر ہے۔

امتحانات
کتب میں

مسند مسخر امتحان

سماعن کچھے گاہ بہم نے گھما تھا کہ آپ ہی کی عمر اتنی ہیں ہیں۔
وہ سکرائے اور یہ سکراہٹ نئی و پیسوں کا پیش خیمناہت
ہوئی۔ ہماری شور جاتی اوری جاری تھی۔ ہمسرا پنے اپنے خاتونیں
ست تھے۔ موصوف نے دبی زبان سے ہمیں کئی داستانیں سنائیں
جو ہر آئینہ لذیذ تھیں اور جن میں سے بعض آپ میتوں کی حیثیت رکھتی
تھیں۔ دیر تھی جیسے بوگوں کی محبت ہیں سنا تو ہم نے بھی تھا کہ
متوہ ایک چیز ہوتی ہے اور کتفی کسی فن کا نام ہے لیکن آج ہو
موصوف نے ان دونوں کا عملی جائز فی اور بیش پہاڑا تو ہمارے
لئے غافل رہ ٹھن ہوتی ہیں گئی۔ خوراک عرض کیا کہ قدوی کو بھی بناز منڈ
ہیں شامل کر لیجئے جواب ملا کر پہلے تمام کی مشق کرو پھر سیدہ بننا کر
لکھنے بلوائیں گے۔

کمی استثنوں تک ہمارا ان کا سامنہ رہا۔ پہلے ہم چھاکرتے
تھے کہ یہی کے علاوہ کسی خاتون کا تصور کیا تو قبریں کیڑے پڑتے پڑتے
اور اگر گھوڑ کر دیکھ لیا تو اسان ٹوٹ پڑے لائیں آج ان کے
دینی تعلیم سے یہ حقیقت تھی کہ اس طرح کا بے بنیاد خوف نہیں
فرتے کا پیدا کر دہ ہے جس نے اپنی بد دماثی کی وجہ سے انسانی
حیات کے جانیاتی تقاضوں کو سمجھ کر کے رکھ دیا ہے وہ مسلم
ایسا فالم اور خلک نہ سب میں کر نظارة حال کی نظری خواہ جو
پہنچا ہندی لگائے دیوبیوی کے سوا کسی خاتون سے کس پ
ٹھیکن کی اجازت ہی نہ ہے۔ اسی لئے انھوں نے بتایا کہ متتو
بے حد تو اپسے اور متتو کی نیت سے اگر کسی اجنبی خاتون کو
گھوڑا جائے تو رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ پرانا مکش
ہوتے ہی ہم اے عدیک کے شیشے جدی بلدی صاف کئے اور
اگر وہ بیکھ کر پوری طاقت سے ان ہندب خاتون کو گھوڑا نہ تڑع
کیا۔ موصوف نے دبی آوازیں ڈانتا۔

تصوف کے جلسے تو آپ نے بہت دیکھے۔ ارادہ تھا کہ آجی
حوم کے بھی کچھے جلوے و کھاؤں۔ دراصل ایڈیٹر تھیں کی دیکھا ہی
غیر عاصری ہیں فدوی نے ایک بخوبی صاحب سے میں مد فیض مال
کیا ہے۔ ان سے ملاقات ریل میں ہوئی۔ ذہب کافی تھا اور بھرا
ہوا تھا، مددوں کے علاوہ کچھ تصورات بھی رہنے افسوس تھیں۔ ”رونق
افروز“ کا اطلاق ان قدامت زدہ خواتین پر تو مغلی ہی ہے جنکے
رنگ برلنگے برقوں کے لفاب ان کے چہرے پر پڑتے ہوئے
لئے گذرے زمانے کی راگی ستارے سمجھے گیں وہ دو خواتین
یقیناً صحیح صنون میں ”رونق افروز“ تھیں جنکے سیاہ ہر قلعے مغلی چین
کا کام دے رہے تھے، اور میک۔ آپ کے ہوئے تر پہلیں جسے
پہنگ دہن پکار رہے تھے۔

کون پڑتا ہے ہر یعنی مسمرہ الگن سبق ہے
عاجز اپنی داری کو آئیں کی آڑ دیتا ہوا سیت کے ایک کوئے
پر ٹھیک گیا۔ لغزیں کچھے دینپر رہیں جس کا سبب تقویٰ میں تھا بلکہ الگن
کی شرم تھی۔ پھر پاس ری بیٹھے ہوئے ایک بزرگوار کی ضرب
وہیان گیا۔ یہی تھے جو جدی میں مجہد ثابت ہوئے۔ وہیان
جاںکی وجہ ہوئی کہ یہ سو داری کے آن خواتین کی طرف
متوجہ تھے۔ تو جو کا اور اس حد تک ایمان افروز تھا کہ عاجز
کے بھی ہم چیونیاں سی ریکھنے لگیں۔ ایسے روانہ انگریز عالم میں
تمارuf کی مزل قدر نہیں رہ جاتی۔ دیسے بھی بزرگوں نے کہا
ہے کہ داری کو داری کے راء بھوتی ہے۔ علیک سلیک گئی۔
پنگیں بڑیں اور آخر کیارہے تکھنی کے ایک خاص مرحلے میں
ہم نے ان سے پوچھ ہی لیا۔

”یہ دونوں صاحبزادیاں آپ کی کچھ لکھنی ہیں کیا؟“
”میں تو“ وہ قدرتے چینپ کر دے

اسپر پورے عالم کا نقشہ مع نشیب و فراز کے کشیدہ تھا۔ لفظ
یہ نغمہ مندل ہو چکے تھے لکھنے ہی زندہ جا رہا تھا۔ احمدیت میٹنے
”مولانا“ کا اندر نکلا تھا۔

سیدیحتی سے درایک مکان کراہ پر لینا ڈلا۔ پھر جو ماتم کی
مشق شروع ہوئی تو مزا آگیا۔ ستانہ بڑے گھرے تھے۔ مام
کی گوناگون رطائقیں ذہنیں کراسلے کے علاوہ دنیا تھیں دھپ
اور مقدس قصہ جی سنا تھے۔ کربلا کا حق کمی پار کر کچھ تھے۔ مام
انی اور اپنے بعض بزرگوں کی متعدد عجزت کی جودا ستانہ بڑے
لے ستائیں عجیب ایمان افراد تھیں۔ لکھنؤ و غیرہ کی مجلس
اور درویں حرم کے دانقات بھی ایسے رومن انگریز شخص
فرمائے کہ مارکھیو گز بھر کا پر گیا۔ ہم بھتے تھے کہ آج کا حال
از اتنا لکھنؤ رنگ درشم اور سما در شمار کی ان تمام سنہری
داستانوں کو تاریخی گہری قبریں دفن کر آیا ہے جیکی چاندنی^۱
بیں ہوش رہا حسن و شراب کی آفانی پر یاں امکنیاں کیا کریں
تھیں لیکن استاد کی حقیقت بیانی سے معلوم ہوا کہ خاکستر میں اب
بھی بیٹ کی چنگاریاں ہیں اور ان کے حق پر صوت گردہ نہیں
تم بھکے ساتھ آئیں گے تو ہوئے زینوں کو تھام رکھا ہے جن کی
راہ سے تن و شباب کی اپنی فضائیں پھنسا پہنچا پہنچے بھی مکن رہا
ہے اور اب بھی مکن ہے۔

حقائق سے باخبر ہو گئیں ماننا پڑا اکٹھی مذہب تو دافقی رڑا
خشک اور بدوہ ہے جسیں دافر جانیا تی جاذبوں کی تسلیں کا کچھ
بھی سامان نہیں۔ اس کے بخلاف جس مذہب و مسلم کی طرف
ہم مامن کی راہ سے بڑھ رہے تھے وہ بڑا کی رومن آفریں وہ
بندہ نواز تھا۔

گذشتہ سال مولیٰ یقان اللہ کی زبانی پھر کے حالات تک
ہم نے ارادہ کیا تھا کہ خشک دینہ بند بیٹا کو چھوڑ کر برپری ہم
اختیار کریں گے کہ جانوں نکلیں کے لئے اسیں راگ رنگ سے یک
زنان عاختاں اولیاں ایک ہر چیز موجود ہے لیکن کاشا ہیں
اندازہ ہوتا ہاں تھا کہ برپریت یچاری بھی نہ کوہہ نہ مذہب
کے سامنے بچ ہے اور رات بھر شراب و شاہر سے شغل کی
کہ بودھی البحج جنت لیتی ہے تو اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں عیشہ

”یہ کیا کرتے ہو“

ہم نے پہلے خلوص آوازیں جواب دیا

”رحمت کے فرشتے بلا تے ہیں“

”ہرگز تھیں“ دھڑا نے ”تم تو بھی دشمناں اہل بیت میں سے ہو۔“

ہماری گروپ نشک گئی۔

آخر کار دہ جانگد از خدمجی آہی گیا جب ہیں مو صوف سے سخا ہونا
حساں بید کھدبل پر کیا قیامت گذر گئی نظریں کمیں ان خاتمین پر
جاہیں جھیں سر بر کر دیکھتے کامیں ہیں حاصل ہیں ہو اخدا و
کہیں ان خوش نصیب مجہد کے رخ زیما پر پڑتیں جھیں ہم خداو
ہم نواب کی رحمت میراثی۔ خندی آہ محرومی جو ریل کی پیکا چک
ہیں فارت ہو گئی۔ پھر احتیاطاً ان کا پتہ ثوٹ کیا اور سخا ہکائے
رخصت ہوئے۔

سرے داپی جلدی ہو گئی۔ گھر سکر نہایت اہتمام
سے مام کی مشق شروع کی۔ بظاہر آسان سی بات معلوم ہوئی
تھی کہ دنوں ہاتھ سینے پر بار بار کے حصے جسیں کی گردان لئے
جاڑا گھر تحریر بے لے جاتا کہ معاملہ کارے دار دے۔ اول نو
نالائی اولاد نے نقل ادارتی شروع کر دی اور جیسی صوفی کشف الدین
کو ہلا لائیں کرتی کے آتا پر آسیب آگیا ہے

و دم کہنیاں الگ دیکھنے لگیں اور سینہ الگ پھوڑا ہو گیا
وزیر احضرت مجہد کو خط لکھا کہ پیر و مرشد اپنا تو کام تمام ہوا۔
کوئی اور طریقہ اپنے نیاز مند دنوں میں شامل ہو لے کا تائیے۔
جواب آیا کہ عقل کے ناخ و جب ہنک ماتم کا سلیمانیہ ہیں
سیکھو گئے یہاں کوئی تھیں عاشق اپنی بیت مانے گا اور جو غص
عاشقیں اپنی بیت نہیں ہوتا زیری دی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ مثرا و
لئی کی ختنی بزیدیوں کے فرشتوں کو بھی نصیب ہیں پوکتیں
مشق کر۔ مشق۔ طریقہ و مشق سکھانے کے لئے ایک استاد
بیسرا ہوں۔ اس کا سیز بریان پاؤ گے چھ پشتیوں سے سیز
کوئی میں طاق ہے۔

اس خط کے اگلے ہی روز ایک ادھیر عورت کے بزرگ غریب
خانے پر سیخ گئے کہ استادی جکی دلیں سے بے نیا زخمی پھر
خس رخا شاک سے پاک ہاڑو بھرے ہوئے سیز بے شال کر

اس کے بعد وہ اس پتھے کو گردن سے کٹا کر تخت کے آگے بیٹھتے اور ہمیں سچھے بھاتتے۔ پھر اپنہ کا حکم دیتے اور ہم اپنی کمیں ان کر لایں دو جوں کی جگہ کا حصہ رکھا جاؤ اور ایک آنکے گوشے سے ہمیں دیکھتے جاؤ کہ کیا کر رہے ہیں ویسے بھائیم بھی کرو۔

یکاں کی آواز بلنڈ ہوتی ہے۔

”مار و شمر سین کو... ذبح کرو نیزید پل کو۔“

”ہم تو کہتے“ حضور! نیزید تو دار الخلافین بیٹھا ہے۔

دہ جھلاتے۔ ”ٹو کامٹ کرو، نیزید اور اپنی زیاد میں کچھ فرق نہیں۔ اب لے آ سانی جا بہد! اُلٹ کر کھدو فوج لعین کو۔ مولانا علی مدد۔“

ساختہ ساتھ ان کی گرفت جزیل ایوب کے پتھے پر تخت ہوتی جاتی اور اچانک لئے تخت پر شے مارتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور خالی ہاتھوں سے پٹا کھیلتے۔ ٹٹے سے فاسخ ہو کر توارکے ہاتھ دھکھاتے۔ وہ مارا۔ وہ کام کی آوازیں رہ کر بلند ہوئیں دھماچو کڑی نج جاتی، کیونکہ ہم بھی ان کی نعمت کرتے اور خافر اس شغل کا بابیں طور ہوتا کہ ہم دونوں کی بامیں ایک دوسرے کر گھٹ میں حائل ہوتیں اور پھر ٹپھوٹ کر رونتے۔

رہنے کو اخنوں نے دین حق کی پہلی طرفی بتایا تھا اور اگلی طرفی تباہی۔ اصلی تبراس کے لئے چون کہ ہم نے پہلے ہی طے کر لیا تھا اندر کریں گے تو ہمیں گے الہذا افقل کے طور پر اخنوں نے جزیل ایوب کا نام منصب کر لیا تھا اور اپنے ایسے لطیف فقرے ان کے باشے میں تجویز کئے تھے کہ ہمارے ذریحتے میں ان کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ آپ شاید سچ سکیں، لیکن ہزار افسوس کی یہ تضرے اور گیر غصیل بیان کرنے کی طاقت خالی ایڈیٹر خلیل نے بلا و جھین لی ہے۔ ان حضرت کی غصہ تو ان خدا کی خدھنگاروں بر آ رہا ہے جنہوں نے انجمن لگا کر جانے کی کبکا پیدا کیا ہے مگر غصیل نے کہا تھا کہ کھار پرس نہ چلتے تو گھر کے کان اٹھو۔ اسی پر وہ عمل کر رہے ہیں۔ بڑی بھیر ادازیں فرمایا گیا ہے۔

”خبردار چھوٹوں اور تھوڑم دخیرہ کا نام لیا اور کسی کو ضمیح پر لکھو۔“

بھی نہیں کہ اس میں اگرچہ اعتراف و اقرار کے بعد گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بلکہ منعد اور تقید بھی نہیں لے سے کہاں نصیب۔

غرض استاد نے ہمارا سینہ درستے پھر دیہ مغربے عشا نک وہ ہیں شامل برزخ کی بھی علم دیا کرتے تھے۔ یعنی تصور کا ایک آنکھ ہے اور تصور کے بالے میں آپ جانتے ہیں ایسے

کو فرد وی اس پر نہیں ہے، بلکہ ان کا طریقہ بالکل جدید تھا۔

اخنوں نے پانچ چھٹی کے پتھے بناتے تھے جن پر مٹی کی ایک ٹیکا بھی رگڑی تھی۔ یہ تکا بقول ان کے کہ لاکی خاک بھی جسے دہ ہم وقت اتنی میں لگاتے رکھتے تھے۔ ایک پتھے پر خصوصیت سے کچھ زیادہ دیر رکھتے رہے تو ہم نے وجہ پوچھی۔ سرداہ بھر کے بوالے۔

”یہ سکن روز احمد پاکستان کی شبیہ ہے۔“

”ساتھیں سمجھتے۔ موجودہ صدر تو جزیل ایوب ہیں۔“

ان کے پیڑے پر جلال برنسے لگا۔ تھیں بھی میں بولے۔

”تمہارے باطل عقیدے ابھی نک جوں کے توں ہیں۔“

”دوزخ کے گنے سے۔“

”عفانہ کا اس ہیں کیا سوال ہے۔“ ہم نے ہمیرت سے کہا

”یہ قو اعات ہیں۔“

”یہی طرز فنکر تو فلٹے۔“ دہ استاد انداز میں گیجا ہوئے۔ ”امام برحق کبھی معزول نہیں ہوتا اور جو اشرار نظر اہر اسے تخت سے ہٹا دیتے ہیں وہ ڈاکو اور غاصب ہوتے ہیں۔“

”کیا سکن روز امام برحق تھے؟“

”بے شک تھے۔ اخنوں نے پاکستان بھر میں دین حق پھیلا نیزید یوں کو شکست دی۔ اپنی بیت کی محبت مام کی۔ وہ نامو من اللہ تھے۔“

اس پر ہم سبب رعب استاد گی کے ہم خاکوں پر ہو گئے۔ سب پتکوں کو ایک قالیں لئے تخت پر بجا کر اخنوں نے ایک

اور پتل بہت بد صورت بنایا جس کے سر پر دو سینگھ بھی تھے خاک کی طبیعہ اس پر نہیں رکھا۔ ہم نے استفسار کیا تو جواب میں

”یہ جزیل ایوب کی شبیہ ہے۔ کہ لاکی مقدس خاک اس کو نہیں چھو سکتی۔“

حاصل کر لیا گیا اور اسے حاکم نلاقوں کی عدالت میں بھی بعید یاد کیا۔ لیکن لوگوں نے پولیس کی یہ حرکت جیعت کے ساتھ میکھی کر دیتے آرڈر کے بعد ۱۹۴۸ء میں اگست کو یعنی آرڈر سے تین سو روز بعد پولیس کی بھاری جیعت نے مسجد اور مکانوں کو قرق کر لیا اور پولیس ایک ہندو کی سپردگی میں دے دیا۔ پولیس کے ساتھ شرارت پسندوں کا ہجوم بھی تھا جس نے مسجد اور مکانوں کا ہجما ہوا کیا اور پولیس نے مسلمانوں کو ٹھروں سے نکال کر پھریکا۔ مستورات کی بے پردازی کی بچوں کو بھی نکال اور مکانوں کو سرکبر کر دیا۔ پولیس نے یہ بھی اعلان کیا کہ اب کوئی مسلمان مسجد میں غائب نہ رہے۔

قطع نظر اس کے کو پولیس نے اسٹے آرڈر کی خلاف تحریک کر کے عدالت کی توہین کی۔ دیکھنے کی جیزیرہ پرست کو پولیس کو بھی اہم ایسی سے مسلمانوں کی تحریک میں کس قدر دلچسپی ہے، آجایے وہ باجاوے جب پڑا تاریخی سلسلہ میں میرٹھ سے گزرے تو مسلمانوں نے ان کو اپنی پیتاستانی اور ان سے انتہا کے نام پر مدد اخالت کی درخواست کی مگر اس ہماتانے یہ کہ کہ معاملہ کو طالدیا کر جیب و وزیر اعلیٰ اور پرنسپر سے ملیں گے تو یہ واقعہ ان کے کافلوں میں والدین کے مکانوں کے ہمایتمنے نہ تو زیر اعلیٰ سے طاقت کی نہ مسلمانوں کے آشو ہی پوچھو اور کتر اکرنگی گئے۔ مگر اب آسامی کے خلاف پر اس ہماتانے کے پیٹ میں کیسا ہر وڑا ہٹھا ہے کہ اس شانی سینا کے سو سینگ بھی ہیئے اور ہر زینتوں کے بھیجنے کا وفادہ کیا۔ مسلمانوں کے حق میں یہ ہمایت بھی پرست دوست کے ہمایت ہی نکلے۔ اسی پولیس نہیں ہر ٹھہر کا ایک ہندو ایضاً جو مسلمانوں کے پیچے ٹراہوا ہے وہ دست نگر کے واقعات کو دوسرا رنگ دے گر فضاد کو شردار رہا ہے۔ نہ پولیس میں سے باز پرس کرتی ہے نہ حکومت بھی اس کے خلاف قائم الہماقی ہے۔

امہمسانی مسزین پر
زخمی النسانیت کی پیختی!
سر زمین فیروز آباد کی قلبی آبادی جس نے ۱۹۴۷ء کو

”تمال کرتے ہیں آپ بھی“ میں تے ڈرتے ڈرتے کہا ”دل تو غمِ حسین سے پاش پاش ہے اور آپ کسی اور موضوع کا ذکر کرتے ہیں۔“

”بگو اس مدت کرو۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھی تم کیا جائش پھیلاتے رہے ہو۔“

”ہائے اندرا آپ جنم پتھے ہیں عشق اہل بیت سکھ رہا ہو۔“

”میں نے قصہ اُبھجے میں نہ سو ایمت پیدا کر لی تھی، فائدہ اسکا یہ ہوا کہ ما رتے ہیں دوڑ سے بلکہ نارمل ہجھے میں پہنچے۔“

”وقت بر باد مدت کرو۔ بہت دنوں سے تھے جہویت وغیرہ پر نہیں لکھا۔ اب کی بھی موضوع لو۔“

”مکم حاکم مرگ مفاجاہے۔ لیکھے آپ بھی ختم، اب جمہوریت کے جلوے دیکھئے۔ جمہوریت ایک ایسی جڑ پاہے ہے کہ جس کی قدم کا سراغ لجھ تک نہیں لکا۔ اس میں مکمال ہے کہ جس چیز سے کوئی دم کہیں گے وہ جو کچھ نابت ہو گی اور جب آپ دم کی تلاش میں مالیوس ہو جائیں گے تو ہر طرفہ میں ہی دم نظر آتے گی۔“

”شرح اس سہر کی بھیتے نہیں اُن ایں نظر سے سُنے جو جمہوریت کی تہہ تک اُترے ہوئے ہیں۔ مشتعلوناً خدا آرما۔“

موضع دست نگر کا واقعہ

دست نگر ضلع میرٹھ کا تقسیم ایک بیت سے چل رہا ہے پہاں کے مسلمان اپنی زمینی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ مگر مقامی ہندو اس کی راہ میں اٹھے اُترے اُترے ہیں۔ کیا بتائیں کہ مسجد کی آڑ میں مقامی مسلمانوں پر کسے کبھے ختم توڑے گئے ہیں۔ پولیس نے اشرار کا ساتھ دے کر معاملہ کو اس قدر نازک بنادیا ہے۔ مار پیٹ آتش زنی ذات توہین۔ غرض غریب مسلمانوں کو بخواہ دھکائے کا کوئی دقت نہیں چھوڑا گیا۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ دست ناچلت نہ اس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہ مسجد کی زمین کے باسے میں مسلمانوں کا نمائندہ کون ہے، یہ کہا تھا کہ تا فیصلہ مقدار مسجد وغیرہ کو قرق کر لیا جائے۔ اس مکم کے خلاف لے، ذی الحکم میرٹھ کی عدالت سے دس اگست ہی کو اسٹے آرڈر

ڈ کا نہیں تھیں۔ اخواں اور عصمت دری کی واردا تیس بھی ہوئیں۔ مسجدوں کی توڑ پھوڑ اور بے حرمتی کا ارتکاب کیا گیا۔ قبروں کو سماں لے کر لایا اور یہ سب کچھ ہنگامی طور پر ہوا، اس کے بعد سرکاری اصلاح میں حالات پر قابو پایا گیا۔ اب ہر طرح ”خیر پسند“ ہے اور خموں کی گرفتاریوں کا سلسہ جاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ جو شریعت اور ہنگامی غیظہ و خصب کے تجویز کے طور پر دنما ہو گیا، اب وہ حالت نہیں رہی اور اب سملاؤں اور بیندوستان کے انسانی خصیر کو ملٹن ہو جانا چاہئے۔ لیکن کیا واقعیت یہ ہے اگر ایسا ہی ملٹن باوجود اپنی وحشت و دربریت اور صد و جم تباہی و بر بادی کے اس پر صبر کی تلقین بھی کی جا سکتی تھی اور یہ کہ کروں کو دلاسا بھی دیا جا سکتا تھا کہ کوئی بات نہیں، اتنے بڑے ملک میں ایسے چھپوٹے چھوٹے واقعات دو تما ہو ہی جلتے ہیں، لیکن فریزو آباد کے سملاؤں کے جان وال عزت دنما موس اور ان کے ذمہ سی جن بات کا قتل عام کوئی ہنگامی واقعہ نہیں ہے بلکہ واقعات کی ترتیب و حالات کی تدریجی رفتار بتاتی ہے کہ یہ کسی فوری جوٹ یا احتی اشتعال کا تیجہ نہ تھا بلکہ اس کے لئے خوبی باطن کی تمام سنجیہ تدبیریں کام میں لائی گئیں تھیں اور ایک باقاعدہ منظومہ بنی تھی جس کے پروگرام کے اجزاء اپنے وقت پر اپنی ”ذیوقی“ اجسام دیتے رہے۔

وہند کی روپورٹ کے مطابق فریزو آباد کی جامع مسجد کی توسیع تعمیر کا سلسہ عصرہ دراز سے جاری تھا اور مسلمان اس کی تعمیر میں گھری دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے۔ تعمیر مکمل ہو گئی وہ مشرقی دروازہ بھی تیار ہو گیا جو مسجدی کی حدود میں اس کی قناتی دیوار کے پار فٹ اور تھا۔ مسجد اور دروازے کی تعمیر کے دوران کیا ہوا رپورٹ اس مسلمانوں بالکل خاموش ہے اور اس سے یہ لفظ کیا جا سکتا ہے کہ مسجد کی تعمیر کی اتفاقی در قناتی دیوار کے پچھے مشرقی دروازہ کی میں تکمیل کی گئی تھی اور اس کے لئے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن جب یہ سب کچھ ہو گیا اور قناتی دیوار کو ہٹالا کر مشرقی دروازہ کی تعمیر کا جعلی مقصود پورا کرنے کے لئے اقبال ام کیا جانے والا اس وقت معلم ہوا کہ مژوہ فساد کی ایک اگ نر جانے کے لئے اپنی

خون دوڑ میں بھی جیب کہ ہر جمار جاتب فرقہ پرستی اور رذائل کا بھیوت نہ گانا تھا رہا تھا۔ ایسا کوئی انسانیت سوز اور سفرا کا نہ منتظر تھا تھا جو اسے اس صلح و امنی کے کوئی دوڑی ”یوم آزادی“ سے تھیں تین دن پہلے جمعہ ۱۲ اگست سنتہ بیرون کیوں بھکھنا پڑا اور وہ بھی ان لوگوں کی بڑوں لہت جو ۱۹۴۷ء میں ان کے معادن و محافظوں پر ہوئے ہوں۔ سیاسی رسوکشی، اقتدار پسندی، فرقہ واریت اور حکام کے مظلوماً جاندار اور وہی سے اب یہ بات روز روشن کی طبع داضع ہو گئی کہ ۱۲ اگست کو جو کچھ بھی کیا گیا قطعاً ایک طور پر منصوبہ کے مباحثہ کیا گیا اور سملاؤں کے خون سے ہو گئی بھی گئی۔ جس کے نتیجے میں تین افراد شہید ہوئے اور ہزار دو کی حالت نازک ہے۔

ساجدی کی توڑ پھوڑ اور بے حرمتی، قبروں کا سامنا، کمزور مسلم کا لمحہ پر وحادا، پچھیں دو کافوں کی بوڑھائی ایک سن لڑکی کا اغوا اور بے عصمتی، ایسی واردا تیس جن پر شرافت؟ انسانیت خون کے آنسو و ریحی ہے مسلح پولیس کی بربریت و سفاکی کے اس جابر انہ مظاہر کا لازمی نہیں سملاؤں پر خوف و ہراس کا طاری ہوتا تھا جس کے سبب وہ اسچ ہر جمار جاتب سے مالیں پوکر اپنا کاروبار بیند کئے خدا سے آتش لگانے بیٹھے ہیں۔ طرفہ تماشا ہے کہ مظلوم مسلمانوں کی سخت ترین دعوات کے تحت گرفتاریاں گل میں لائی جا رہی ہیں اور نقد ضمانوں پر ایک رہائی شکنیں آئی ہے۔ جب کہ مجرمین کی عمومی دعوات پر گرفتاری و شخصی ضمانوں پر برہائی کردی جاتی ہے۔

یہ ہے وہ خلاصہ چو ماصر ”المجیہة“ نے جمعۃ العلما مہندس کے اس وفی کی روپورٹ سے اختیار کیا ہے جو فریزو آباد کے رفع فرمان سامنے کی اگوارتی کے مسلمانی مقیمین کیا گیا تھا۔ اور جس نے وہ قلعہ پھکر تام حالات کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ کہیں کو تو محضراً اتنا بھی کہا جا سکتا ہے کہ فریزو آباد میں ایک فرقہ اور انہیں کامر ہوا، پولیس نے فائزہ نہ کیا اس میں تین مسلمان شہید ہوئے اور متعدد مجرموں ہوئے۔ تمہیں پچھیں

کے دروازے کھلے چلا تے اور انھیں تحریری اور زبانی طور پر
مطلع کیا کر۔

”مسلمانوں کی جانب خطرے میں ہیں سخت اندریہ
ہے، کسی طرح امن قائم کیا جائے مسلمان اسوق
پربات ان لینے کے لئے تاریخ“

لیکن کیا ہوا؟ یہ وعدہ قریبیاً کیا کہ وہ خود فرزوں اباد
آ رہے ہیں۔ اسی رات کو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک سینک
جی ہوتی اور اس میں یہ طے ہوا کہ اراگست کی صحیح کو موقع
کامنا نہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا اور صلح و محکومت
کے مختلف رulenوں سے گزر کر جب مسلمانوں نے پیش کی کہ
وہ اپنی طرف سے تین ہن و مزدین ہی کو فیصلہ کے تمام اختیارات
ہستے ہیں۔ وہ حکم کر دیں گے وہ تمام مسلمانوں کو سیم ہو گا تو
ان کی یہ پیشہ متفقور ہیں ہوتی بلکہ ”صلح پسندوں“ نے اصرار
کیا کہ اس میں دو مسلمان بھی مسلمانوں کی طرف سے چوں۔

بڑھاں تمام صلح جو تباہ اور امن و سلامتی کی تمام
خواہشیں پامال ہوتیں اور مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹا چاہتی
تھی وہ لوٹ کر ہی۔ جس سات ہمارا کام جمع الیں کی ہو جو دیگر
میں ”دروازے توڑو“ کے نعرے بلند کرتا ہو اُسی میں حسننا
کو اکششہر صروف ہو گی۔ دُم عزیز ہے وہ جیسا کہ مندرجہ
دوسروں نے ہجوم کو مجھانے کی کوشش کی تا انھیں بھی نہ دو
کوکب کرنے کا منصوبہ بنالا گی اور وہ خوب مایوس ہو کر لڑ
گئے۔ اس کے بعد وہ سب کچھ ہو گیا جس کا خلاصہ استاد انی
سطور میں سان کیا گیا ہے۔ فائزگنگ ہو اسی مسلمانوں
نے پولیس پر کوئی ”روایتی پھراؤ“ کیا تھا؟ کیا وہ تھی کے
جان و مال اور عزت دا، پر جو حملہ کرنا چاہتے تھے اس کا
جرم صرف یہ تھا کہ وہ اپنی عبادت گاہ کی حرمت کو کوئی
بچانا چاہتے ہیں اور اکثریت کو اقلیت کی جان و مال عزت تو
آئے و پرجو ”حقوق“ ھمال ہیں۔ ان میں مداخلت کیوں
کی جاتی ہے۔

اب کیا ہونا چاہتے اور کیا ہو گا؟ ہونا جو کچھ چاہتے
وہ تو پہلے ہی ہو جاتا اور اگر انسانیت، شرافت اور عدل و

اندر اپنا کام کر رہی تھی، اور اب وہ پر گرام کے لطائف نہ دار
ہو گئی ہے، لیکن یہاں بھی کوئی قوی اور ہنگامی نہ رکھ پیدا
نہیں ہوئی، بلکہ جب ۲ اگست سے قباقی دیوار کو ہٹانے کا
کام شروع ہوا اس وقت کچھ خاموش سرگرمیاں نہ دار ہیں
اور انھیں کے نتیجیں ہر اگست کو تحلیل نہ دار صاحب نے
مسجد کی تنظیری کے ارکان کو طلب کر کے یہ حکم دیا کہ دیوار
کا انہدام بند کر دیا جائے۔ اس کے بعد سے ۲ اگست کے
انسانیت سوز مظالم نکل یہ صورت حال تمام ذمہ دار حکام
کے سامنے رہی اور واقعات کا ہر ہلوا ہیں، ان کی ذمہ داریاں
کی جانب توجہ دلاتا رہا۔ جب حاکم علاقے نے شرپندوں سے
متاثر ہو کر دیوار کے انہدام کے خلاف اجتماعی حکم صادر کیا
تو اس کے بعد ۲ اگست کو مسجد کی تنظیری کیٹی کے ارکان
ڈسٹرکٹ محکمہ ریٹ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست
کی کہ حکم شریخ فرمایا جائے۔ ڈسٹرکٹ محکمہ ریٹ نے اطمینان
دلاتے ہوئے فرمایا کہ وہ موقع کا معاشرہ کریں گے۔ یہ معاشرہ
۲ اگست کو ہوا تھا کہ اور نہ اگست کو اور اس غفلت
یہ پرواہی یا معنی خبر فرض ناشناسی کی ہو جو دیگر میں شرارت
پسندوں کی تھی اور فضادی سرگرمیاں برا بر تیزی میں چلی
گئیں۔ ۲ اگست ہی کو چند اپر بھوکے مندرجہ میں فضادی
عنابر نے جمع ہو کر اپنے شرود فضاد کے پر گرام کو ترتیب
دیا۔ اشتغال وہیجان کی ساری اسکیں تباہ کیں۔ ہر تال کا
منصوبہ بنایا اور اسی کے تجویز میں سُرخ رنگ کا ایک ڈسٹر
شائع کیا گیا۔ جس کی اشتغال انگریزوں نے امن و آشنا کی
ساری فضائیں دہشت اور خوف وہر اس بھروسہ دیا اور یہ ب
کچھ فضاد سے پہلے ہوتا رہا۔ حکام کی ناکے سامنے ہوتا رہا
اور قیمت تھیا، سیکولر ازم ”چیل“ اور سینیا اور اہنسا
”انہائی حسرت کے ساتھ یہ تماشاد جیتھے رہے۔“

جب حالات انتہائی نازک ہو گئے، شادی اگ کے
لئے مشکل این صن کی فراہمی کا کام مکمل ہو گیا اور مسلمانوں نے
کچھ لیا کہ اب جان و مال اور عزت و ناموس کی خیر نہیں ہے
تو ان کے ایک وقفے ۲ اگست کو تمام ذمہ دار حکام صلح

فوج مبینی لائبریری کے جلد سختے

حامل الف / مترجم ترجمہ شاہ عبدالقدور کاغذ محمدہ سفید، چھپائی دورانی علمی جلد ۱۰

اٹل کلاخ، نہایت دلکش اور حسین۔ ہدیہ سولیم رودپے۔

حامل الف / ۳۵ مترجم مشہور ترجمے قرآن الحمد پر اخضا شریہ ضریح و ضعیف اقرآن کا

حاشیہ، چھپائی دورانی۔ ہدیہ فضلہ ترجمہ نہیں۔

حامل ارہام مترجم ترجمہ شاہ عبدالقدور ترجمہ عاصی سائز۔ ہدیہ

حامل ۲۷۲ مترجم جلد خدا شاپا ملک دو جھی بے پچھے نقیس اور در دش کھانی۔ ہدیہ پائیج روپے۔

قرآن ارہام ۴۴ غیر مترجم اوس انگل لائنا۔ سائی انگل پڑھا

جلد۔ شکفتہ حروف و افع اعراب۔ ہدیہ پائیج روپے۔

حامل ۴۴ غیر مترجم عصی سائز۔ بھی سی یونیکے با دخیل کھانی صد اسٹو ٹوں بھی۔ ہدیہ تین روپے۔

حامل ۹۴ غیر مترجم حاماتنا سائبیک تحفہ چار انگل پڑھی یا شانگل لایا۔ ہر سطر کے دریان

لاتن۔ اسی چھوٹی طحاں میں استعداد و شدن اور حروف کا

آپ بغیر دیجھے شاید تصور بھی نہ کر سکیں۔ ہدیہ سائیچھ چار روپے۔

حامل ۶۴ مترجم ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانوی۔ حلول طالعہ پڑھا

سائیچھ دش روپے۔ پشتہ جمی سائیچھ روپے۔

مسئلہ خلافت	بہادر خواتین اسلام
از مولانا ازال اللہ اقبال آزاد آزاد سائیچھ تین روپے	خلد تین روپے
قرآنی دستور القلب از سید جمال الدین افعانی	از مولانا عبد اللہ بن حمید
دو روپے	دو روپے
اخواں صلاح سنت اخواں اقبالی تفسیر آنحضرت کا میں ہذا ذرہ	عنوان القلب سرور سمع کی اقبالی تفسیر
دو روپے	خلد پاچ روپے

مکتبہ جملی دیوبند (لیپی)

الفہاد کاہمی وجود ہوتا تو یہ صورت حال ہی بعثتہ ہوتی اب تو زیادہ سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے پانچ کروڑ بے یار و مدد گار مسلمان اپنی یہ یونیتے بے تہیتی اور احمد درجہ کس پر ہے کے مکمل احساس کے ساتھ صبر کریں۔

جمعۃ العالیاء منشک اکابر جو کچھ کر سکتے تھے وہ ایک وحدتی شکل اور اس کی تفصیلی روپیت کی اشاعت ہی پر سکتی تھی اور وہ ہرگزی۔ رہا یہ سوال کہ سین مسلمانوں کی موت، لوٹ پھوٹ، مسجدوں کی تور پھوڑ اور بھرمتی، ایک غرب مسلمان کی طبقی کا اخوا اور عصمت دری اور حکام کی فزعیت دانائیت بر حکومت کی طرف سے آخر کیا میکش لیا جائیگا کیا اس فتنہ انگریزی پر کوئی تحریخ ابتداء از انکو تری بھی بیٹھے گی ایکا جھموں کو کوئی سزا بھی دی جاسے گی؟ یہ جنون بہر حال مسلمانوں کو اپنے دماغ سے نکال دینا چاہتے۔ تا ایسا بھی کہیں ہو اسے نہ آئندہ بھی ہو سکتا ہے۔ حکومت جانتی ہے کہ انسانی حقیق کا کون حقیق ہے، کس کی جان مال اور عزت و آبرو کی کیا قدر و قیمت ہے اور اسے اپنے فرانسیس کہاں کہاں انجام دینے چاہتے۔ آج کی کائنات کا نگریں حکومتوں کو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے ووٹوں کی ضرورت کے پیش نظر سوچا ضروری ہو سکتا ہے اور وہ ضرورت وقت آئے یہ راحیں بزرگوں کی آجہات سے بیرونی ہو جاتی ہے جن کی طرف سے مسلمانوں کی تباہی کے بعد وہ فود کی ترسیل عمل میں آتی ہے اور ان کی پھر رپورٹیں بھی منہضہ شہود پر آجائی ہیں۔

دیباک اور امداد

دیکھ دیا اپنے یہی مقدس ترین لفظ جمہوریت کی محفل تفسیریں۔ چھلٹنے اور ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ بے شمار منہج اپ بیا ہندو و کاوش کے اخبارات سے جمع کر سکتے ہیں۔ جمال ہے کوئی ہر ہی دو ایلی یونڈ لفڑی جس جمہوریت کی ناد اور یہ سے خالی چلی جائے۔ پھر تھواڑی بھی کوئی قید نہیں۔ جب چاہے جہاں چاہے جمہوریت اپنا باب فیض کھول دیتی ہے۔ بنائیں اگر فدوی دیگر مخصوصاً تھے تو زلگائے تو جمہوریت کا کو ضمیح کے دن آئے کو حصہ دے گا۔ (مازنہ محبت باقی)

الآن مرتل العرش ساینس

کتابیں طلب کرنے والے چند
باتوں کا لحاظ ضرور رکھیں

(۱) نو گز اتنی صاف ہو گئے آرڈر کی تفصیل اور آپ کا پڑتال پڑھنے میں دشواری نہ ہو (۳) جلد اور غیر محدود کی بھی دھڑکات کردیجے (سلم) تقریباً یہیں روپے سے زائد کتابیں منگانے کی صورت میں ریلوے پارسیل میں کفاہت رہتی ہے۔ اگر یہ کفایت مطلوب ہو تو پانچشیں لکھتے۔ پاکستان سے اور بھی کسی رسیدڑا کمان سے وی پی بھی جانے کی رسم، اگر آپ نئے خریداریں تو ہمیں روپے یا اس حصہ کے آرڈر پر کچھ روپے پیشی روانہ فرمائیں جیسیں وی پی میں کم کر دیا جائے گا (۵) ڈاک انٹسے وی پی کی اطلاع لئتے ہی چھڑا لیجے، درکرنے سے والیں ہو جاتی ہیں۔

ذو جلد و میں مجدد شتر پڑے۔

● بھلی جیسا سائز میں پاروں میں مکمل عین مجدد شتر پڑے۔
پانچ جلد و میں مجدد پیشہ کھڑے۔ دوہری قسم کا ہر پارہ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے۔
تفسیر حفاظی مولانا عبدالحق محدث وہلوی کی تفسیر نایاب گئی
۲۸ پارے چھپے چکھیں۔ فی پارہ دو روپے (صرف پارہ چھپ رہے اب تک جو ہمیں حصوں پر مشتمل ہے)۔

تفہیم القرآن اول و دوم تفسیر وغیرہ صورتی تفصیلات تیچاہے ہو سکے آپ کو برادر استغفار القرآن تک پہنچاہی ہے۔ لشیں مستاد و ذہن میں اتر جانیوں ای۔ بھی پہلی اور دوسری جلدیں فراہم کیا جاسکی ہیں۔
جلد اول مجدد سائٹھ بارہ روپے۔ جلد دوم مجدد پندرہ روپے

علوم فرانسیسی

البيان في علوم القرآن شریعت تفسیر حفاظی کے مصنف کی علم ارشاد کتابیہ ہی ہے جس کی تاصیف میں علام اوز شاہ صاحب جیسے علام حنفی الفاظ الحکم "اگرچہ اس کی نظر مکن ہے میکن لقمع نہیں" خدا کی ذات و صفات تراخ ملائکہ حزادہ مزا قبر جنت دفعہ

قرآن ترجم

از شاہ رفیع الدین (۶) مولانا اشر فعلی۔
قرآن بدؤ ترجمہ متوسط سائز میں مجدد کریم کا ہدایہ سائز ہمارہ روپے۔ بہت بڑے سائز میں مجدد کا ہدایہ بھیں روپے (راس کی لکھائی بہت بڑی ہے)
مولانا اشر فعلی (۷) مجدد کریم کا ہدایہ سائز دس روپے
قرآن بیک ترجمہ

قرآن کی تفسیریں

احادیث کی روشنی میں آیات کا سفرم
تفسیر ابن کثیر ظاہر کرنے والی وہ تفسیر جو دنیا بھر میں شہروں مقبول ہے ترجیح میں "العائی" چھپائی پسندیدہ۔ پانچ جلد و میں مکمل ہو رہی مجدد کیشیں روپے۔ کوئی بھی جلد طبعہ نہ مل سکے گی۔

تفصیل موضع القرآن اشاعت قادر حجاج شاد ہلوچی کی تفسیر
ہے کلائن سائز۔ ہر یہ مجدد اصل میں روپے۔ غیر مجدد سوڑ روپے۔
تفسیر بیان القرآن ایڈو تفاسیر میں بنیادی اہمیت رکھتی
ہے کلائن سائز۔ ہر یہ مجدد اصل میں روپے۔ غیر مجدد سوڑ روپے۔
● بہت بڑا سائز بارہ حصوں میں مکمل۔ ہدایہ غیر مجدد سائٹھ روپے۔

نبوت نازیخ پسخ، استعارہ و کنایہ اور اختلاف قرأت کی بحث۔
صفوات ۶۲۳ کاغذ لکھائی چھٹائی میماری۔ قہرت چڑاہ روپے۔
جلد پختہ شوالہ روپے

قصص القرآن تران کے بیان فربودہ صحن پر لا جواب کتاب
عجم معلومات کا خرازہ است. اور حفظ از تفہیت
کے الامال۔ حصہ اول آٹھ روپے۔ حصہ دوم چار روپے۔ حصہ سوم
سماں ہے پانچ روپے۔ حصہ چہارم آٹھ روپے۔ مکمل میٹھہ نگانے پر
بیت پختہ پیٹ پے۔ — عجیب طلوب ہوں تو ایک بچہ جلد پر طلب کرے۔
لغات القرآن ازانی لغات کی شرح آسان زبان میں۔ جو لوگ
آن کے لئے کتب بڑی دشواری کرتی ہے۔ مجلد چار روپے۔
عظیم لغات القرآن عظیم جملوں میں۔

حضرت موم حضرت چہارم حضرت پنجم حضرت ششم

علم الحدیث

مسند امام امام محدث ادویۃ عربی کرد ۵۴۳ حدیث کا جمع
اموننا عبد الرشید نعمانی کے بیش بیہ پر معاویہ مسروط مقدمہ کیسا تھی
ہری جلد آٹھ شھشہ روپے

موطأ امام الکاظم مترجم عربی بح اردو) احادیث داشار کا وہ
مودہ ہے باہر نہ پے۔ مجلد کرچی تیرہ روپے (مجلد اعلیٰ جزوہ روپے

موطأ امام محمد بن حسن محدث اردو مع عربی (اعانی۔ مجلد اعلیٰ جزوہ روپے
ام حسن کے ترتیب کردہ لذشو

كتاب الاشار اردو مع عربی (اعانی۔ اثار کا بغیر عربی جو امام اپنی صحفہ
نے پالیں ہزاد احادیث ہوئی سے منتخب فرمایا اور مقدمہ مولانا عبدالرشید
نعمانی) حدیث جلد آٹھ روپے۔

بخاری شریف (اردو مع عربی) محدثینا بیش روپے

بخاری شریف (صرف اردو ترجمہ) مجلد ہر چیز روپے
بیش جلد پختہ شوالہ روپے

مشکوہ شریف (اردو مع عربی) مکمل تین جلد و نیم، مجلد
ہر چیز روپے

مشکوہ شریف (صرف اردو) ادو جلد دنیں مکمل۔ مجلد
تو ہر چیز روپے (مجلد بخت اہم اہم دلیل
بیت پختہ پیٹ پے۔ — عجیب طلوب ہوں تو ایک بچہ جلد پر طلب کرے۔

ترمذی شریف (غالیں اردو) کامیوں سوول روپے
د مجلد پختہ اہم اہم دلیل روپے

ابن ماجسٹر (صحیح شریف کی کتاب ابن ملجمہ کا مکمل اور ہلیں
اصفیات نہ ہے) ہری جلد بارہ روپے۔

سنن داری (صرف اردو) حادیث کی مشہور کتاب۔
ہری جلد آٹھ روپے

مشارق الانوار (مترجم) بخاری و مسلم کی صرف قلی احادیث
کا لفظی انعام۔ ترجمہ۔ تریخ قلی

ایو اب پر ہے جس سے یہ علم کرنا ہوتا ہے کہ کون
مسئلہ کس حدیث سے تکلیف ہے۔ ترجمہ کیسا تھا شرح بھی اور عربی متن
بھی۔ ہری جلد آٹھ روپے۔ مجلد پندرہ روپے (مجلد اعلیٰ سوول روپے)۔

بیویع المرام (مسلم ترمذی، ابو داؤد اور دیگر کتب معتبر سے منتخب
کئے ہئے) دینی احکام کا بیش بہا بھجو عدہ۔ ترجمہ مع عربی متن
ہری جلد آٹھ روپے۔

صحیفہ ہمام بن منیر (بخاری و موطأ امام الکاظم بھی) قیاس دہ
کتاب حدیث جو شہپور صحابی ابو ہریرہ
نے اپنے شاگرد ابین منیر کے لئے ترتیب کی۔ ہری سالوں حصیں روپے
(مجلد سارے ہی چار روپے)

ترجمان الشستہ (احادیث کی بہترین تفہیم و تشریح پر مشتمل
اردو زبان میں زینی فہم کی داحدا کتاب۔
اشتہار میں اس کی خوبیوں کا جمالی تعارف بھی مشکل ہے۔ بیش

ذینجا بھروسی ہو رہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

البُرْدَةُ غَفَارِي [بی فضل سوانح مولانا مناظر حسن گلابی کے قلم سے۔ قیمت مجلد ڈر روپے۔]

سُتُّ يَمَانٍ عَبْدُ الْعَزِيزٍ [اسٹبلن القدر ہنسی کی سولخ اور علام نے پاچوں خلافت راشدہ سے تغیر کیا ہے۔ مجلد من یک پی۔

حَيَاتُ أَمِامِ الْجَنِيدِ [یعنی سیرۃ النماں] [علاء شبلہ کے قلم حضرت ابوحنیفہ کے فضل حالات زندگی و پھیپہ دریمان افرود۔

قیمت تین روپے (مجلد چار روپے)

حَيَاتُ أَمِامِ أَحْمَدِ بْنِ حِنْدٍ [مسکو ایضاً تاریخ حقیقت ابوہریرہ کی نفس اور درجہ۔ امام احمد بربر اپنی توحید کی وادعہ کرتا ہے۔ ذیں پرے الغزالی] [امام غزالی پر مولانا شمسی نعمانی کی محققانہ تایف جو آج جل کیا ہے رکاغ خداوند غیر مجلد ڈر روپے۔

تَذَكِرَةُ حَمْيِيْرِ الدَّفْشَانِيِّ [اسٹبلن مردوں کے مالا متنہ کی

اتریضہ سلسلہ امام ربانی مجید الدافت شانی کے نام سے یاد کرنی ہے۔ مجلد چار روپے

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ [اسدی بھری کی شہرو صاحبِ شیعۃ الاسلام

محمد بن عبد الوہاب نجدی کی سیرت اور حوت یہ علمی و تحقیقی تصنیف۔ جس بیرونی و خارجی کیا آخذ ہو رہی طرح انگل کر علطہ نہیں اور غلطہ بیانوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت ڈھائی روپے

حَيَاتُ وَلِيِّ الْأَئمَّةِ اَفْرَادِ اَنَّ [اسانہ کا تذکرہ۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

سِيرَتُ اَشْرَفِ اَصْفَاتِ هَادِيِّ جَلَّ بَارِهِ [اسکم الامت مولانا اشرف علی کی فضل سیرت

تَحْمِيلَتُ اَعْمَانِيِّ [ایش اللہ عالم علم شیر احمد عثمانی کی علمی نندگی کے فضل حالات اپنے علم تفسیر و حدیث الفاظ کلام منطق فلسفہ منظہ تصریف اور دو فارسی عربی ادب اور

ویکھنے سے تعقل رکھتی ہے۔ جلد اول و دش روپے (مجلد بارہ پیشے) جلد دوم نو روپے (مجلد بیارہ روپے) جلد چوتھا صد شریف و دش روپے

بَسْطَانُ الْمُحَدِّثِينَ [کتاب کا امروز و ترجمہ۔ بلند بارہ مجلدین کے حالات اور خدمات ذاتیات کا پاکیزہ تذکرہ۔ مجلد پانچ روپے

از مولانا منظور لعماں در د جلد معارف الحدیث [دش روپے بارہ آئندے

حَجَرِيْ بَجَارِيْ [بخاری کی بسطہ شعب احادیث کا جمود۔ مجلد آٹھ روپے۔

اَنْتَخَابُ صَحَاحِ رَسْقَةِ [بخاری اصلی ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ اور نسائی کا پسندیدہ انتخاب۔

ہر جلد پانچ روپے۔

تَارِيخُ تَدْوِينِ حَدِيثِ شَافِعِي [تدوین حدیث کب یا کون کر کر جواب۔ معلومات کشوہ کا خزینہ۔ بدیہی ڈیڑھ روپیہ۔

علم الحدیث انسقہ علم الحدیث کی جمود تحقیق۔ سوار روپیہ

سوالات اور تذکرے

اصْحُّ السَّيِّرُ [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخی و اقعاد مشتمل، یہ تفصیل ہفضل متن دار و درجہ علمی تحقیقی کتاب "سیرۃ النبی کی علمی مجلدات کے سوا امروز دینی کتاب سیرۃ اس کے پیشے کی نہیں۔ مجلد ڈس روپے۔

حَيَاتُ طَبَّیْبَیَهِ [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محضرا جا سیرت۔ صوری دھرمی خوبیوں سے مرتقا۔

قیمت سو اس دھوپے۔

حَفْرَتُ صَدِيقَ اَكْبَرِ ضَرَرِ [رسول اللہ کے بعد سب سے بڑی انسان حضرت ابو بکر صدیق رحمی مسٹو طراحی اور تخلیم سوانح۔ از مولانا سعید احمد الگزراوی قیمت سات روپے۔ مجلد آٹھ روپے (مجلد اعلیٰ ساختے نو پیشے)

الْفَارُوقُ [امیر المؤمنین خلیفہ ثانی سیدنا احمد راقی رضوی المطہ عزیز کے حالات دسوچھ پر علم شیعی کی یہ کتاب

علماء اور اسلام۔ ۲۷/ حقیقت کی تلاش۔ ۸/ اسلامی نظام میشت۔ ۸/ رہنمای نظام میشت۔ اہم کیوں ہوا۔ ۸/

فیصلہ کرنے والوں میں مجدد دہلوی بھی۔

النَّاسِيْفُ شِعْرُ الْاِسْلَامِ اَمَّا اَنْتُ فَنَسِيْفٌ

الْوَسِيلَةُ قرآن میں مومنین کو جس وسیلہ کا حکم دیا گیا ہے وہ
کیا ہے؟ بے شمار معلومات علمی و دینی کا خزینہ۔

قیمت مجلد نو روپے

لَفْسِيْرُ اَرْبَيْتُ كَرْمَيْهُ مفادات۔ دیکھنے کے قابل۔ ہدایہ

تین روپے (مجلد چار روپے)

اَصْحَوْلُ تَقْسِيرٍ شیخ الاسلام کے ایک قمی رسانا کا اندازہ

ترجیہ۔ قیمت ایک روپیہ۔

مَنَاسِكُ حَجَّ حج اور قائم حج کے بارے میں محققانہ موارد

قیمت مجلد تین روپے

نَصْرُ اَنْتَفُ شَاهٌ وَلِيُ الشَّرِيفُ حَجَّ اَنْتَفُ

حجۃ اللہ بالغہ کامل (کوئی لوگون صنیعہ میں شاہ ہے) محتوا

اوہ در ترجمہ عربی۔ قیمت ہر دو حصہ مجلد تین روپے۔

اَزَالَةُ الْخَفَارُ كَامل (یہ دیگر شہرہ آفان کتاب ہے جس کا پورا

ہے۔ دو جلدیں ہیں کامل۔ اور در ترجمہ سایس۔ خلفتی راشدین کے

باکے میں یہ نظریہ کتاب ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

تَصْوُفُ كَيْ حَقِيقَتُ اَوْ حضرت شاہ صاحبؒ کی صرفت

اس کا فلسفہ تاریخ کتاب ہمہ عات کا

سیرت رسول ﷺ میں اور در ترجمہ۔ قیمت مرفوش آئندے۔

دَشَاهٌ وَلِيُ اللَّهُ كَيْ يَفْعَلُ سیارخ بھی تھیات وَلیٰ

کے نام سے طلب فراستے ہیں۔ مجلد چھروپے)

لَقَمَانِيفُ مَوْلَانَا اَسْتَرُ فَعْلَى رَسَدِ الدِّينِ

بِهِشْتَقِي زیور روز مرثیہ کے تمام دینی مسائل کا معجزہ خزانہ

سیاست پر سیر صالیبہ، بڑے ۲۱ صفحات، مجلد چھیس رنگا
گرد پوشن۔ قیمت مجلد ساٹھے دش روپے۔

۵۰۰۰ کرپڈے اور آپا احمداد کے تذکرہ پر مشتمل ہے معلومات
سے لبرن۔ قیمت مجلد سات روپے۔

اَزَادَ كَيْ كَهَانِي خَوْدَ اَزَادَ كَيْ زَيَانِي مولانا ابو الكلام آزاد کی

ان سکریپی ہعنی مولانا عبدالرزاق مبلغ آبادی اٹھائیا۔ قیمت چھ روپے۔

اصحابی عورتوں کے ایمان افسوس و علاالت۔
صحابیت مجلد چھ روپے

رَدُّ شَرِكٍ وَ بَدْعَتٍ

الْوَسِيلَةُ اَيْمَانِيَّہ کی سرکہ الداراء کتاب، جسمیں واضح

شرعی حدود کیا ہیں؟ عجیب یہاں افروز قیمت مجلد نو روپے۔

تَقویَّةُ الْاِيمَانِ (اردو) کتاب جس نے اہل بدعتیں اپنی

ڈال دی۔ قیمت چار روپے۔ (مجلد پانچ روپے)

الشہاب لشاق (اردو) بدھات کے دویں ایک تغیریاتی کتاب

رَدُّ شَرِكٍ بَدْعَتٍ شیخ الاسلام محمد بن عبد الرحمن

نجدی کی نفس کتاب۔ قیمت مجلد تین روپے۔

امولانا حامد عثمان اور تین دیگر حضرات کے

بدھت کیسے؟ (ہمہ ایں کا جو موچ شرک بدعوت اور توہید و

سنن کے فرق و ایمان پر لا جزو امور اپنیں کرتے ہیں۔ مجلد تین روپے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیر

رَوْقَعَانِ دیدعیہ (تحاہ یا ہمیں ۹ اس پر فضل و مدلیں بحث

قیمت دیجیہ روپے دیجیہ روپے دیجیہ روپے)

شاہ امیل شریح اور معاذین حضرت مسیل شہید پر اہل بر عکے

ہوائی اڑات کا کافی مضافی رد
اہل بدھت کے الزامات (در طبع دویسی دیجیہ دو روپے)

تا ریخ دیوبند۔ مجلد دو روپے پر مولانا حافظی کی تختہ روانی سفر۔ چار تئے کرداں النبی هر

تین روپے	خطبات آزاد	مجلد
ڈی ٹرک روپیہ	شہید عظیم روابعات کربلا	»
ڈھانی روپے	ملفوظات آزاد	»
سائنسی تین روپے	انسانیت کو کو دروانی پر	»
چھ آنے	مسلمانوں کا راستہ	
چھ آنے	ولادت نبوی	
ڈی ٹرک روپیہ	امر المعرف	
ڈی ٹرک روپیہ	عید دین	مجلد
ڈی ٹرک روپیہ	دعوت حق	»
سوار روپیہ	اسلامی جمہوریہ	
ایک روپیہ	حقیقت الحج	
دس آنے	حقیقت الزکوٰۃ	
بارہ آنے	حقیقت العلوا	
آٹھ آنے	فنا نہ ہجو وصال	
	دان سب کتابوں کو ایسا تھا منگانے پر ۲۰ روپیہ رکھتا	

قصایف مولانا منظور نغمیانی

معارف الحدیث مکمل	مسجد درود جلد دشائی پر بارہ آنے
چار روپے	قرآن آپ سے کیا بتا ہے؟
ڈھانی روپے	اسلام کیا ہے؟
تین روپے	دین و شریعت
دو روپے	اپ سچ کیسے کریں
بارہ آنے	ہزاری حقیقت
چھ آنے	قادریات پر خور کرنے کا سی بھار استہ
چھ آنے	برکات رمضان
بارہ آنے	

حشم المفات

المنجد	یعنی عربی کی سب سے بڑی اور شہوڑ کشی
المنجد	المخنوں بھی اور وہیں آگئی۔ سائنس ہزار عربی
الغاظطی لشمر سعیتین ہزار عربی محاورات کا حل۔ اہم اور	

ترجانہ بھریں ہو۔ حظیم اور مسیوط۔ قسم اول مکمل و مدلل۔ مجلد پندرہ روپے
قسم دوم مجلد آٹھ روپے بارہ آنے دلوں کیوں میں فرق یہ ہے
کہ قسم اول میں تو حاشیہ پر عربی کتب کے حوالے دیتے ہیں اور
قسم دوم میں حاصل نہیں ہیں۔ اصل مضمون دلوں کا ایک ٹک

اصلاح الرسم اسلام تو نہیں راجح شد رنگ برلنی رسم کی شرعی

پڑیں گے اس کا تحقیق جو ہے۔ مجلد پندرہ روپے
تعلیم الدین مسئلہ۔ مجلد ایک روپے بارہ آنے۔

حیات المسلمين مسلمانوں کی زندگی کے لئے لائھہ عمل۔

دعوات عبادیت اموال اشرف ملی گئے معا عظوظ خطبات
و دعوات عبادیت کا مجموعہ جو عوام سے نیاب تھا۔

فی حصہ پونے دو روپے رابنک گلہ و حصہ چھپ چکے ہیں)

النکشہ اسوفنے الطائف دا سرا پر ایک شیخیم کتاب
جس سے تصوف کے مال و مالیہ کا پتہ چلتا ہے۔

قیمت مجلد دس روپے بارہ آنے۔

تقدير کیسے ہے؟ حصالہ نام سے ظاہر ہے تقدیر کے مسئلہ پر
لطفناکی مکی ہے۔ مجلد سوا دروپے۔

مناجات مقبول مقبول عام مناجات کا مقام و مرتبہ
کوئی نہیں جانتا۔ مجلد دو روپے۔

مولانا آزاد کی چیز کتابیں

ذکرہ	تجدد	سائنس روپے
آزادی کی کہانی خود آزاد کی زبانی	»	چھ روپے
صحیح امید (خاص ضمایم)	»	چھ روپے
نقش آزاد (خطوط کا مجموعہ)	»	چھ روپے
مسلمان عورت	»	چار روپے
مسند خلافت	»	سلیمانی روپے
مقالات آزاد	»	دو روپے
مضامین آزاد	»	دو روپے

ترجمان القرآن۔ مولانا آزاد کی شہر آفاق تفسیر لو جلدروں میں۔ قیمت ہر دو جلد پندرہ روپے۔

ادبیات

شاہنہ امراءِ اسلام حجت اول اثر: - مولانا عاصم غوثانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

بزار کے بعد سپل خلافت راشدہ کا قیام، خلیفہ اول کا انتخاب کیوں کر عملیں یا جوئی اصول، سعکر آرائیاں، تابعی کی روشن صداقتیں زبانی شعروں طاظہ فرمائیں۔ قیمتِ مجلہ تین روپیں

تفصیل پذیرش جو بین غالب کی خوبی کا خس

دیوان غالب ان کی تصویر اور بعض لیے اشعار شامل ہیں جو

دوسرے انشیعیں نہیں پائے جاتے۔ قیمتِ سال تھا پنج روپیے۔

کلیاتِ اقبال اُن کا اکٹھا اقبال کے اور دو کلام کا انتخاب۔

قیمتِ مجلہ پانچ روپیے

تعلیمه طور جگہ راد آبادی کا جو موڑ کلام۔ مجلہ پانچ روپیے۔

سترش محل شہنشاہ تغلیق جنگ راد آبادی کا نیا جو موڑ کلام

آتش محل جس پر حکومت ہند نے العام دیا۔ مجلہ مع کور

قیمت پانچ روپیے

اپرا قادری کی وجہ تکمیل کیا جو موڑ کام۔ کا دلپذیر بھجوہ۔

تیمت سارٹھی تین روپے

زدوس اُردو کے ترقیاتی نام بامال شاعروں کا

اُردو کے چاند نام کے مصور تذکرہ اور نمونہ کام۔ قیمت

مجلہ سارٹھی تین روپیے

بیض دواراں اُردو پاکی مشہور شاعر حباب آور صابری کا جو حق

بیض دواراں کام۔ قیمتِ مجلہ سارٹھی تین روپیے۔

کیوں نرم کے خدو خال

پھر کے دیوتا دنیا کے چھ شہر و صنعت کیوں نرم کو خیر پاد ہئے

کے متعلق اپنی تہائی بیان کرنے ہیں۔

صنuat اللہ طبیعت کے بھی

ورکٹا ایک بے حد تکمیل اور سیرت انگریز اپ بیتی۔

ورکٹا جس سے دوسرے کے جھری محنت کے خلاں ان نظام کا

بھیانک نظر سائنس آئی۔ ذہنی درود پریم۔

نادر اشیاء کی سکڑوں تصاویر۔ صفاتِ طبیعت ہزار سے بھی زیادہ۔ تحقیقی سائز۔ کتابت، طبیعت، کاغذ سب معاری جلد پخت۔ قیمت ستائیں روپیے۔

محبّاج المُغَانَات مختلف کتب لغت کا بخوبی مجلہ سو روپیے

ایسی قسم کی بہلی اور دوسری لغت۔

القاموس الْجَدِيد اُردو سے عربی ترکی، عربی سیکھی

اور تھنھی والوں کے لئے تھنھی ناوجہ۔ قیمت ۲۰۰ روپیے۔ صفات

قیمتِ مجلہ رسانی روپیے

کِیمِ المُغَانَات عربی و فارسی کے جو محاورات اور الفاظ

اُردو میں رائج ہیں ان کی تشریح پر لغت دیتے

اچھی اُردو تھنھی اور سیکھی میں بہت مدد و نفع ہے۔ دوسرے درج محتوا

ناہشی راہ کے جندر حاصِ مکہ بکر

قرآن نمبر مولانا آزاد، علامہ رشید رضا، علامہ حبیب طباطبائی

علماء موسیٰ جاہزادہ جیسے شہرہ آفاق حضرات کے

معاذین بیتل ۱۹۹ سورتوں کا مضمون ترجمہ بھی سیماں برائی

کے لئے شامل اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

اویما ما العذر نمبر اخواجہ معین الدین حنفی کے حالات اور

کے طرقوں پر رہنمی ڈالی گئی ہے۔ رعایتی قیمت بارہ روپیہ۔

حمدت نمبر قرآن اور کیونزم، قرآن اور سائنس، قرآن

اور جہاد، قرآن میں جماعت کی اہمیت، قرآن

میں حقوق العباد اور قرآن میں آدابِ علیمی جیسے اہم مضمایں۔ ایک روپیہ

سیغیت اللہ رسول اللہ کے باشے میں، غیر مسلم مسلمانوں

فاصلین کا اطہار عقیدت۔ ایک روپیہ

بشریت کا مقام بلند محمد اہل خالہ پور فہرمان اور مولانا

معاذین۔ قیمت کواروپیہ۔

گلستانہ منعت بڑے بڑے شاعروں کا مختصر تعریف کلام

جن مقالات بھی بطور ضمیر شامل ہیں۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

رسول اللہ کے خطبات و ارشادات۔ مجلہ دھانی روپیے۔ تحقیق اسم اعظم۔ چھ آنے رعلامات قیامت۔ دن آنے۔

مسنون تعلوم و فتوح

حضرت حصین (مترجم) [عاؤں متابقاتوں، خطیفوں اور جامع کلمات کا شہری مجموعہ۔ مجلد آٹھ روپے]

مقصد ابن حذیرون [ایشہ آفاق کتاب اور تحریر جمیل کوکر آٹھ روپے] (مجلد اعلیٰ مشترکہ روپے)

فتوح الغربار (روا) [ایران، تقویٰ، صبر، فقر، بخیر، مشہر و قدر، سنت و بعدت اور شریعت و طریقت فطریہ کے عنوانات پر تصریح شیخ عبدالغادر جیلانی کے مشہور و معروف مقالات کا مجموعہ۔ جس میں موala عبدالمالک دریابادی کا سبتو تuarی خیالی شامل ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔]

حکایات صحابہ [صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے ستر آمور و اتفاقات جن کے مطابعہ روح تازہ اور سینے کشادہ پڑتا ہے۔ قسم اول مجلد تین روپے۔] (قسم دو مسودہ روپے)

تحریک اخوان اسلام میں [امصر کی مشہور اسلام پر جماعت کوچالیاں دیدی گئیں۔ کیا ہے؟ اس سوال کا معتبر اور محقق جواب حاصل کرنے کے لئے مصر کے محمد سوتی کی یہ قابل احتساب کتاب ملاحظہ فرمائیے جس کا سلیس اور تو تحریر سید رضوان ملی نے کیا ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔]

محمد بن بوی کے میدان جنگ [مشہور محقق ڈاکٹر محمد جنگ فرجی اور دیگر زبانوں میں بھی ہے شمار جھیپی۔ جیب کتاب ہے متعلقہ نقشہ اور بذریعہ خدائق، اعہد اور دیگر تاریخی مقامات کے پوچھنیشیں وغیرہ بھی شلاک ہیں۔ ڈیڑھ روپہ (مجلد دو روپے)]

اسسوہ حسنہ [احضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدمہ سے پہلے ہمایہ کی تفصیل کتاب جسے طریقہ باطل شدنی اور حق دستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسیلیے عرض ایسی مفید باتیں ملیں گی جو عام طور پر کتب سیرت میں نہیں ملتیں۔ سو اور روپے (مجلد سو اتنیں روپے)]

یہ بھی ایک اپنی تجربہ سے سبق آمدہ

ازادی کی طرف [جز نے امریکہ میں پناہ لی۔ یہ بے حد دلچسپی انکن عبرتیاں کتاب روزے کی حقیقی حالات سے متعار

کرتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد، آپ گیونز میں جیسے نعروں اور مصنوعی دعووں سے کبھی دھوکا نہیں کھائیں گے۔ مجلد تین روپے] سوتھ روپی حقیقت کتاب۔ وہ حصول میں مل دیں

گیونز م اور کسان [گیونز کا ایشیا کی نقطہ نظر سے بخشنے کے لئے کامیاب کوشش پیش کیا جائے۔ اس کی کامیابی کو شش چوتھا سو دسادیزی حوالوں سے مرتباً ہے۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔]

سوتھ نظام کی چکنچیاں [غش، ایک سمجھدہ اور بھاری کتاب جو دلچسپ بھی ہے اور حقیقت، افراد بھی صدقہ عائد۔ ایک روپے] لیکن گیونز کے مشہور اہم الیکٹن کی سوانح جیات، ایک

رسوی کے طبع سے جو کسی غیر جانبداری سے ترتیب دیتے گئے ہیں۔ صفاتِ ملک۔ قیمت ایک روپے۔

آزادی کا ادب [بعض خوب مقالوں اضافوں اور تقطیعات کا جمود۔ جھیں نیک تعبیری مقاصد کے تحت چھاپا گیا ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔]

ادب میں ترقی اپنادی [ادب میں نری اپنادی کے اس کی پوست کندہ حقیقت فی الاصل وہ گیونز ہی کی ایک سازش ہے۔ قیمت مجلد ایک روپہ۔]

اشتراکیت روپی حقیقت میں [اشتراکیت کی مسلسل نظر۔ قیمت مجلد تین روپے۔]

تی دنیا کی جملگیاں [اعداد ہمالے ذریکا انقلاب، عذر (موجودہ سماج میں طبقاتی نظام)، عذر (اقتصادی نظام)، عذر (اقتصادی صارع) اور جاری مہینہ ہر لیکب کی قیمت چالٹنے ہے]

تھے جہد کے دروازہ پر۔ اگر ماگنیٹ نایخ جس کو درکھر گی، ایک روپہ آٹھ آنے رسو شلزم ایک غیر اسلامی نظریہ اسے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی عالم عرب حکمرانوں کے مکتبات و معابر

خط و کتابوں اور معابر اور قبروںی تشریفات اور حملہ کے نام دربارہ سالت کی خطوط کے فتوحی شاہیں۔ قیمت سواد و روپے۔

مکبات العادی کا عالمانہ بصرہ و حماہ۔ درجے بارہ آنے اور دو کام قدیمہ کارکنوں، بیساکی لیٹی، رون اور ایل علم و فضل

کی شہادتوں پر مشتمل دلچسپی درامہ، جو مر لطف ہو نیکے ساتھ سائے اور دو کے حق میں دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت ایک روپے۔

حقیقت مولانا عمر عثمانی کی مفصل تصدیر۔ دل آنے تفسیر ایضاً پر کئے گئے بعض اعزازات پر

سنفت رسول مسعود عالم ندوی "سنفت" کے موضوع پر بے حد و تفیع کتاب۔ مجلد سو اور روپے۔

ایڈنر حقیقت اس قسم کتاب میں شہرو روم و رخ اسلام اک شاہ خان نجیب آبادی نے ان تمام الزامات کی دل صفائی پیش کی ہے جو شخص حضرات اذیغہ اسلام پر لگاتے ہے ہیں۔ مطری خیر بحمد دلچسپ۔ استدلال حکم اتفاق ضبط۔ لکھائی چھپائی کاغذ سبھی عیاری۔ مجلد بارہ روپے

جمہوریت اور غربی تحریکیں اور پیشینے میں جمہوریت بر کیا جنی اور انہائیں کے بعد نصیلین تک پیشیں کیا کیا رکاوٹیں میں ایں؟ اس پر اور جعلی انداز کا بصرہ۔ قیمت مجلد ساتھیں روپے۔

تجھی کا خاص ایڈنر ایڈنر تفصیلی محققہ بحث۔ نذر و نیاز، فاتح و عروس اور سارے موئے وغیرہ کا جائزہ۔ دراصل مولانا حسین احمد

میں کی ایک کتاب پر تفصیلی تقدیم اس غیر کا خاص حصہ ہے جو ایک زندگی ہیں کچھی تھیں (نوفت) تھیں یہی تصریح کیا ہے تو کسی تاریخ مولانا انتصافی تھا اور مولانا انتصافی مولانا احمد نظیرو نعیانی سے ایک بیہہ بارہ آنسے تجدید یکے۔ وہی پی طلب کریں گے تو دو روپے دو آنے مولانا ابوالالا علیٰ نوودی اور میراں فیض احمد کے خطوط۔ مجلد پندرہ روپے۔

دیہائی مصالح

”بیان دوسری تقدیم کے دروان میں نے اپنے طبقی دوستیں کو لکھا اور ان سے
”بیان“ بچے جوڑ کی تایف۔ فلی ویڈیسین ”بیوی عدوہ“ ہلزی کتاب بتا کر کے دیں۔
”ذیں یہ ہر حال سچا ہے ہوں اکتاب اس سے ہیتر اور زیادہ مندوستانی اس میں ہے۔
گلکٹ سولی آئی ہجڑیا تو دشہ کام کر جاؤ رہا۔ آسانی سے ساختہ کر کے۔“
بہاتر تاریخی نمبر (۱۹۷۵ء)

چنانچہ بھی کا وہ خاتم آج ایک حقیقت سے چلا ہے۔ وہیں حقیقت اس ثابت کر رہے کہ تقویٰ ۱۹۷۴ء اور طرفی
ہر بیان اسی ہیں جو عام طور پر بیانات میں باقی میں اور جو ہر اعتماد کے ساتھ بیانات کے موام اشمال کر رکھیں ہیں
تھے اُن کی خصیٰتی سدی بیانوں کا عالم ہو سکتا ہے۔ اُن حقیقت کے بعد تینی دیہائی مصالح میں بیش کی تعداد میں
ذمہ سے مبتلا کا بھی آج ہمارے دریان میوڑیں۔ اگرچہ وہندہ ہوتے تو تینی اس کتاب کا بیجو شر خیر مقدم کرتا ہے۔
اس سے مکمل طور پر استفادہ حاصل کر کے کیے گواہ سے اصرار کرتے۔

دیہائی مصالح و حصہ پریشان ہے۔ حضائق کے دو باب میں دیہائی بحث کے نام اصولوں پر اپنی خوبی
و رُش بیند فصل، ایساں بخوبی صفت اپنی محاملات، وہیں جس اور ذریعے سے تعلق ہے۔ بعض اُن چیزوں کو تقریباً اپنی
قصد اور خواکوں کے ذریعہ پر شناس کر لیا گیا ہے۔ وہ سے باہر بیانات میں عام طور پر بیانیں دالیں ہیں۔ اُن میں
ہزاروں کا تذکرہ ہے جو تقریباً خصیٰتی صدی بیانوں کے لیے دلکش طور پر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اس حقیر تقریباً تعداد
ہیں تاکہ ان جویں بیرونیں اس بیان کے ساتھ پہنچا جاسکے۔

حضرت مسیح صفاۃ الحقائق محدثات اور بیانوں کے طلاق سے متعلق ہے۔ اس میں ۳۶۰، اتفاقی محدثات اور ۲۸۰، بیانوں کا
حال دریان کا علاج۔ ۴۰ سے زیادہ اعتماد کے ساتھ بیانات اسیں اسیں بیش کیا گیا ہے۔ آخوند ایک ایسا باب کے لیے
یوں دریان اور محدثات کے بیانے کا طلاق درج ہے۔

دیہائی مصالح اپنی قسم کی بھی کتاب ہے۔ جو فضائل پیش کردا، فوتویٰ صفتی۔ سماںی علاج میں ایک ایسا شانے جسی کو کو
علاج کا اضافہ کر کیتے ہیں کے بینی وہی صفت اور فضائل کا سلسلہ پسند و ستان میں جس نہیں ہو سکتا۔

قیمت: حضائق تین روپیے حضرت وہم قیامتی روپیے
لی الحال: اکتاب اندود بہت ہی اور تکمیلی بیانوں میں ہے۔

ہر کو درد دوا خانہ (وقت) دلی

دُلَّا رَحْمَةٌ مُشْهُورٌ بِعَرْوَفٍ لِسَرِّهِ

جو تقریباً سولہ سالے اپنی خدمائی کام و نہیں



URR.E.NAJAF

دھن: بالازر تونڈا، پر بال، سرفی، اور انجین، دکنیں میں مفید ہے۔

آنکھوں کے آگے تارے اڑتے ہوں، یا ہینانی کمزور ہوتی جا رہی ہو، یا آنکھیں تھکاؤٹ محسوس کرتی ہوں تو اسے استعمال فرمائے۔

ضروری ہے ایات ساتھ بھی جاتی ہیں

جَنِ حَيَّزَاتُ لَوْ تَجْرِيْهُ كَيْ بَعْدَ تَعْرِيفِ تَجْرِيْهِ مِرْحَمَتٌ فَرِمَيْسُ أُنْ مِيْسُ كَيْ چَنْدُهُ كَيْ آيَهَا گَرَامِيْ

حضرت ولا ناسیت حبیبی احمد صاحب مدفنی حضرت ولا ناشیب احمد صاحب عثمانی ح - مولانا قاری محمد طیب صاحب مفتوم دارالعلوم دیوبند مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی مولانا غفری عقیق الرحمن صاحب (ندوہ اصنافین میں) - داکٹر ظفر یار خاں حسابی مٹڑی سرجن - حکیم کنیتا لال صاحب دیوبند پور - داکٹر انعام الحق صاحب ایم ایم ایم ہوہیو پتیخاک - ساہبو جو الارسن صاحب رئیس اعظم مراد آباد جناب میا زبی ایشیر اسلامی مینا دیوبند

ہندوستان کا پتہ دارالفیض رسمانی - دیوبند - صنیلخ سہارنپور - (یو - پی) اندیب

پاکستان کا پتہ عثمان غنی - کراہ مرحنت ۲۲۸ - مینا بازار ایشیر الہی بخش کالونی - کراچی (پاکستان)